بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رحمۃ للعالمین

الحقائق فی الحدائق
المعروف
شرح حدائق بخشش

(جلد سوم)

تصنیف لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

()......☆......☆......☆......()

()......☆......☆......()

()......☆......()

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشقانِ رسولِ انام علیہ التحیۃ والسلام کے قلب وایمان اور سکون وترقی کے لئے ذکر مصطفیٰ ﷺ لازوال نعمت ہے اوراس نعمت کو جب نعت کے لباس میں دیکھا، پڑھا اور سنا جائے تو کرم بالائے کرم کا محاورہ مطابقت رکھتا ہے۔نعتیہ اشعار کا سلسلہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر رہتی دنیا تک قائم رہیگا۔نعتوں کا شمار نا ممکن ہے دنیا بھر کی ہر زبان میں اربوں کی تعداد میں نعتیں منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوئیں اور ثنا خوانِ مصطفیٰ کروڑوں کی تعداد میں آئے اور اپنے اپنے نعتیہ دیوانوں کلیات اور پردۂ عدم میں چلے گئے۔تا ہم ان محبین اور عاشقوں میں خصوصاً کئی نام دائمی شہرت کے حامل ہیں جن کا کلام آفاقی اور قبولیت کی بلندیوں کو چھورہا ہے جن میں حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قصیدہ بردہ شریف خاص شہرت رکھتا ہے۔ائمہ کرام، مشائخ عظام اور علمائے کرام نے قصیدہ بردہ شریف کوزندگی کا وظیفہ بنالیا اور بیسوں شرحیں لکھیں۔متعدد زبانوں میں آج بھی وہ شرحیں قبولیت تامہ کا شرف رکھتی ہیں۔

قصیدہ بردہ کے بعد زبانِ اردو میں اگر کسی نعتیہ کتاب کو قبولیت آفاقی کا شرف ملا تو وہ امامِ اہل سنت، مجددِ دین وملت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عدیم المثال نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' کو حاصل ہوا جس کا ایک ایک شعر قرآن وحدیث کا ترجمان اور تفسیر معلوم ہوتا ہے۔ ہر نعت ہر قصیدہ ایک خاص لذت اور عجیب کیف وسرور رکھتا ہے۔ایک صدی سے براعظم ایشیا کے مسلمانوں کے ایمان وایقان میں حدائق بخشش اضافہ کا باعث بن چکا ہے۔خصوصاً اعلیٰ حضرت نے جو سلام بارگاہ خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام میں پیش کیا ہے وہ تو ہر روز دنیا کے کونے کونے میں پڑھا جارہا ہے خصوصاً یومیہ بارگاہ عرش پناہ، رحمۃ للعلمین ﷺ میں مواجہہ شریف اور گنبدی خضریٰ کے سایۂ رحمت میں عشاق شب وروز پڑھتے سنائی دیتے ہیں۔ یہ قبولیت یہ سعادت عطا پر عطا ہے ''**ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم**''

ضرورت اس بات کی تھی کہ قصیدہ بردہ شریف کی طرح حدائق بخشش کی شروح بھی لکھی جاتیں مگر ایک صدی بیت رہی ہے کسی صاحب علم وفضل نے اس طرف توجہ نہ فرمائی یوں بھی ''**کل امر مرھون باوقاتھا**'' قانون کے تحت جسے بھی کام وقت معین کی انتظار میں تھا اور

یہ رتبہ بلند ملا جسے مل گیا

حدائق بخشش کی شرح لکھنے کی سعادت فاضلِ دوراں، صاحب تفسیر قرآں، عاشقِ محبوبِ یزداں، حضرت الحاج الحافظ مولانا ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کونصیب ہوئی۔ جنہوں نے الحائق فی الحدائق کے نام سے پانچ ضخیم مجلدات میں قابل اعتماد شرح لکھ کر اہل سنت پر احسان فرمایا اور اعلیٰ حضرت کے فیضان کوتقسیم فرمانے کی طرح ڈالی۔

الحقائق فی الحدائق کا پہلا حصہ میرے پیش نظر ہے جس کا اندازہ ان عنوانات کو لئے ہوئے ہیں۔ اولاً متن یعنی شعر ثانیاً حل لغات ثالثاً شرح رابعاً شرح از قرآن کریم خامساً شرح از حدیث حبیب ﷺ سادساً متعلقہ تاریخی واقعات۔

ان امور کے پیش نظر یہ شرح جہاں محققین کے لئے تحقیقی دلچسپی کا باعث ہے وہاں واعظین اور مقررین کے لئے ایک نہایت جامع اور عمدہ تقاریر کا بے بہا خزینہ ثابت ہوگی۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اُویسی مدظلہ کی ایک ہزار سے زائد تصانیف ہیں۔ یہ اپنی نوعیت کی قابل مطالعہ لائق استفادہ واستفاضہ شرح ہے جسے انشاء اللہ العزیز قبولیت خاصہ وعامہ سے نوازا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ ﷺ آپ کے برق رفتار قلم میں مزید برکات عطا فرمائے۔ (آمین)

(مولانا الحاج) محمد تابش قصوری (مدظلہ)

پیر ۱۱ جولائی ۱۹۹۴ء

مردِ مجاهد

بہت بڑی ناشکری ہوگی کہ فقیر حضرت علامہ الحاج قاری غلام عباس نقشبندی (نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ) کوشکریہ اور دعا سے یاد نہ کرے اس لئے کہ شرح حدائق بخشش کی کتابت واشاعت کی نگرانی میں موصوف نہ صرف فقیر کا ہاتھ بٹا رہے ہیں بلکہ اپنی جیبِ خاص سے شرح ہذا پر بہت کچھ خرچ بھی فرما رہے ہیں۔ **فجزاه الله خير الجزاء**

ناکارہ وآوارہ اُویسی رضوی غفرلہ

باب التاء نعت ۱۷

جوبنوں پر ہے بہار چمن آرائی دوست

خلد کا نام نہ لے بلبل شیدائی دوست

حل لغات

جوبنوں، جوبن کی جمع، شباب، اُٹھتی جوانی ۔ چمن آرائی دوست، محبوب کی باغبانی کی بہار۔ خلد، جنت ۔ بلبل شیدائی دوست، محبوب کا شیدائی بلبل۔

شرح

محبوب کے چمنستان عالم کوسنوارنے کی وجہ سے بہار اپنی پوری جوانی پر آ گئی ہے۔ محبوب کا شیدائی بلبل اگر چمنستان کی اس بہار کا نظارہ کرلے تو خلد بریں کا کبھی نام تک نہ لے۔ حضرت مولانا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل
ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ

مری خاک یارب نہ برباد جائے
پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ

جدھر دیکھئے باغِ جنت کھلا ہے
نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ

رہیں ان کے جلوے بسیں ان کے جلوے
مرا دل بنے یادگارِ مدینہ

بنا آسماں منزلِ ابن مریم
گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ

مرادِ دلِ بلبلِ بے نوا دے
خدایا دکھا دے بہارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیاء کو

وہی ہیں حسنِ افتخارِ مدینہ

بلبلِ مدینہ یعنی عاشقِ نبی کریم ﷺ کو مدینہ میں قرار کیوں نہ ہو جب حضور اکرم ﷺ نے مدینہ پاک کو اپنا حرم قرار دیا اور مدینہ طیبہ میں فساد پھیلانے والے کو اللہ کی لعنت کی وعید دی۔ جو شخص زیارت کی نیت سے مدینہ جائے گا یا مدینہ میں فوت ہوگا اس کے لئے آپ ﷺ کی شفاعت ہوگی۔ مدینے کے درخت کاٹنا اور وہاں شکار کھیلنا منع کیا گیا ہے مدینہ والوں سے مکرو فریب کرنے والوں کا حشر یوں ہوگا جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ کو طابہ کہا ہے اور اس سے اتنی محبت رکھتے تھے کہ جب مدینہ کی حدود میں داخل ہوتے تو اپنی سواری کو تیز دوڑا کر مدینہ میں داخل ہوتے۔ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق مدینہ میں طاعون اور دجال کا داخلہ ممکن نہ ہوگا مدینہ رہائش کے اعتبار سے بہت اچھا ہے اور حضور اکرم ﷺ نے اپنی قبر مبارک کے لئے مدینہ کی سرزمین پسند فرمائی۔ قبیلہ بنو سلمہ مسجد نبوی سے دور رہنے کی وجہ سے مسجد نبوی کے قریب مکانات لے کر رہنا چاہتے تھے مگر حضور اکرم ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ مقصد یہ تھا کہ مدینہ کی کسی جگہ کو بھی آپ ﷺ خالی اور ویران نہ دیکھنا چاہتے تھے۔

آنحضرت ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو مدینہ کے در و دیوار کو دیکھتے تھے۔ جب مدینہ میں اپنی اونٹنی تیز چلاتے تھے اور اگر کسی اور سواری پر ہوتے تو اسے بھی ایڑ لگاتے۔ (صحیح بخاری، باب فضائل مدینہ منورہ، رواہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضور ﷺ نے فرمایا اللہ جو برکت تو نے مکہ میں رکھی ہے مدینہ کو اس سے دوگنی برکت دے۔ (صحیح بخاری، رواہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ہر مسلمان کی دلی خواہش یہی ہے اور شعراء بھی اسی تمنا کو شعر کی زبان بخشتے آئے ہیں انہیں مدینہ منورہ میں موت آئے اور وہیں ان کی تدفین ہو۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جس سرزمین پاک پر حضور محبوبِ خدا ﷺ کے قدمِ پاک آتے رہے اور حضور ﷺ اب بھی وہیں تشریف فرما ہیں اس سرزمین میں مرنا اور اس خاک میں دفن ہونا بہت بڑی سعادت ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس مقدس زمین میں دفن ہونے کا خود سرکار ﷺ نے پسند فرمایا اور اہل محبت کو نوید سنائی کہ جو شخص اس زمین میں دفن ہوگا آپ ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس کی طاقت رکھے کہ مدینہ میں مرے تو اُسے چاہیے کہ وہ مدینہ میں مرے میں اس شخص کی شفاعت کروں گا جو مدینہ میں مرے گا۔ (مشکوٰۃ، باب حرمِ مدینہ، رواہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے حج کیا پھر میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو وہ اس شخص کی مانند

ہوگا جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (بیہقی، مشکوٰۃ، عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فائدہ

جسے زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے پھر اسے اور کیا چاہیے اگر چہ ہمارے لئے حجاب ہے وہ تو ہمیں بلا حجاب دیکھتے ہیں جو لوگ سرے سے حضور ﷺ کو زندہ ہی نہیں مانتے انہیں اس ذوق کی کیا خبر۔

معذور درامت کہ تو اورا ندیدۂ

تھک کے بیٹھے تو درِ دل پہ تمنائی دوست
کون سے گھر کا اجالا نہیں زیبائی دوست

حل لغات

تمنائی دوست، اے محبوب کا تمنائی۔ زیبائی دوست، محبوب کی خوبصورتی۔

شرح

اے محبوب کے تمنائی! جب اپنے محبوب کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک جاؤ تو اپنے دل کے در پر بیٹھ جاؤ۔ محبوب کے حسن و جمال کا نور دیکھ لو گے اس لئے کہ کون سا ایسا گھر ہے جس میں محبوب کی خوبصورتی کا اجالا نہیں تمہارے خانۂ دل میں بھی یقیناً اس محبوبِ کونین ﷺ کی ضیاء موجود ہے۔ اس شعر میں دو مضمون ہیں۔

(۱) نسخہ دیدار

(۲) ہر گھر میں حضور ﷺ کی جلوہ گری

دیدارِ رسول اللہ ﷺ کا نسخہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے فرمایا ہے

فاذکرونی اذکرکم. (پارہ ۲، رکوع ۲)

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں۔

فائدہ

اہل حق فرماتے ہیں کہ یہ قاعدہ جیسے خالق نے اپنے لئے بتایا ہے اس کی مخلوق کا بھی یہی حال ہے جسے جیسے کر وہ بھی اسی طرح یاد کرتا ہے اور عاشق مصطفیٰ ﷺ وہی ہے جو آپ کو بکثرت یاد کرتا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے

حدیث شریف

من احب شیئا اکثر ذکرہ.

جو جس سے محبت کرتا ہے وہ اسے بہت زیادہ یاد کرتا ہے۔

کثرتِ ذکر کا ایک طریقہ محفل میلاد کا انعقاد بھی ہے بکثرت مثالیں صحیحہ عالم اسلام میں ملتی ہیں کہ محافل میلاد منعقد کرنے والوں کو حضور سرورِ عالم ﷺ زیارت سے نوازتے ہیں بلکہ کرم بالائے کرم یہ کہ ان کی محافل میں بنفس نفیس تشریف بھی لے جاتے ہیں۔فقیر نے اس قسم کی بکثرت حکایاتِ صحیحہ اپنی کتاب ''برکاتِ میلاد'' میں بیان کی ہیں۔چند ایک شرح حدائق بخشش کے قارئین بھی پڑھ لیں۔

عبدالواحد اسماعیل مصر میں ایک شخص ہر سال محفل میلاد کیا کرتا تھا اس کے ہمسائے ایک یہودی کا گھر تھا۔اس کی عورت نے پوچھا کہ ہمارے ہمسایہ کو کیا ہوگیا ہے کہ ہر سال بہت خرچ کرتا ہے۔عالم آتے ہیں،کھانا وغیرہ کا اہتمام کرتا ہے اس کے خاوند نے جواب دیا کہ اس کے نبی کریم ﷺ کی ولادت کا مہینہ ہے۔اس مسلمان کے نبی اس مہینہ میں پیدا ہوئے یہ خوشی مناتا ہے اور میلاد کرتا ہے۔وہ بولی کیا اس کا نبی آتا ہے؟پس رات کو اسے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور کلمہ پڑھا اور ایمان نصیب ہوگیا۔صبح کو اس نے محفل میلاد منانے کا پروگرام بنایا دیکھا اس کا خاوند آگے آگے ہے۔وہ بولی آپ کو کیا ہوگیا ہے کہ آپ خوش نظر آرہے ہیں وہ بولا جس نبی ﷺ کی تو نے زیارت کی ہے اور ایمان نصیب ہوا تیرے بعد مجھے بھی ایمان نصیب ہوگیا اور زیارت ہوگئی۔(الدار المسلم شیخ الدلائل)

عشق رسول ﷺ

یہ امر عشق پر مبنی ہے اگر عشقِ رسول ﷺ تو کوئی خلش نہیں اگر اس دولت سے محرومی ہے تو میلادِ النبی ﷺ کے علاوہ حضور سرورِ کونین ﷺ سے منسوب ہر شے شرک اور بدعت نظر آئے گی۔

دیارِ حبیب ﷺ

ایک مرتبہ حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ میلاد شریف پڑھ رہے تھے اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ بھی شریک تھے۔حاجی صاحب سنتے سنتے ایک دم کھڑے ہوگئے اور سب پر ایک کیفیت طاری ہوگئی۔تھوڑی دیر بعد حاجی صاحب سے سامعین نے پوچھا حضرت میلاد شریف سنتے سنتے کھڑے کیوں ہوگئے تھے؟جب کہ قیام کا ذکر بھی نہیں آیا تھا۔آپ نے فرمایا کہ آپ نے نہیں دیکھا میری ان آنکھوں نے دیکھا کہ آقائے نامدار ﷺ تشریف لائے میرے ذوق و شوق سے اور محبت رسول ﷺ سے فوراً کھڑے ہوکر درود و سلام پڑھنے پر مجبور کیا۔(ماہنامہ رضوان لاہور، ۷/۱۴ اپریل ۱۹۵۲ء)

شاہ عبدالرحیم

حضرت شاہ ولی اللہ کے والد گرامی شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں ہر سال میلاد شریف کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھنے کے لئے کھانا تیار کرتا تھا۔ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا چنانچہ میں نے وہی چنے تقسیم کردیئے۔ پس میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے روبرو وہ چنے رکھے ہوئے اور آپ بہت شادو بشاش ہیں۔(درثمین شاہ ولی اللہ صفحہ ۱۸)

عرصۂ حشر کجا؟ موقف محمود کجا؟
ساز ہنگاموں سے رکھتی نہیں یکتائی دوست

حل لغات

عرصۂ حشر،حشر کا میدان،میدانِ حشر۔کجا،کہاں،برائے نفی۔موقف،کھڑے ہونے کی جگہ،نصب العین۔محمود،حمد کیا گیا،تعریف کیا ہوا۔موقفِ محمود یعنی مقامِ شفاعت۔ساز،تعلق،میل جول ۔ ہنگامہ،بھیڑ بھکو،شور شار۔ یکتائی، انوکھا پن۔

شرح

بے مثل محبوب ﷺ کی یکتائی اور انوکھا پن کا تعلق میدانِ حشر کی بھیڑ بھکو اور شور شار سے نہیں ہے کہ جب میدانِ حشر کا شور برپا ہو تو مقامِ محمود (مقامِ شفاعت) پر کھڑے ہوں اور شفاعت فرمائیں۔میرے پیارے محبوب اپنی شفاعت میں اس کے قطعاً محتاج نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو ازل سے ہی مرتبۂ شفاعت پر فائز فرمادیا ہے اور آپ اپنی گنہگار امت کی شفاعت فرماتے رہتے ہیں۔

اذنِ شفاعت

اس شعر میں امامِ اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شفاعت کے مسئلہ میں اہل حق کی ترجمانی فرمائی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو ازل سے ہی اذنِ شفاعت عنایت فرمایا ہے۔قرآن مجید کی متعدد آیات صراحۃً دلالت کرتی ہیں مثلاً

استغفر لهم الله

اوران اہل ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کیجئے۔

اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو خواص اور عام مسلمانوں کی استغفار کا حکم دیتا ہے

واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات

اپنے خواص اورعوام مسلمان کے لئے بخشش کاسوال کیجئے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کوحضورﷺ سے طلب مغفرت کے لئے آپ بارگاہ میں حاضر ہونے کاحکم دیتا ہے۔

ولوانھم اذ ظلموا انفسھم جاء وک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجد واللہ توابا رحیما.

اور جب مسلمان کوئی گناہ کرکے اپنے آپ پر کوئی ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب یہ مسلمان تمہاری بارگاہ میں حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول اللہ بھی ان کی شفاعت کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کوضرور توبہ قبول کرنے والانہایت مہربان پائیں گے۔

فائدہ

ان جیسی آیات پرغور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ استغفار یعنی طلب مغفرت کاحکم فرمارہاہے اسی کا دوسرا نام شفاعت ہے کل قیامت میں بھی یہی طلب مغفرت ہی ہوگی اور کیا ہوگا۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ اب حضورﷺ کو اذنِ شفاعت نہیں بلکہ قیامت میں اذن ہوگا تو ان آیات میں حکمِ طلب مغفرت کیوں اور کلامِ الٰہی قدیم، ازلی ہے تو اذنِ شفاعت بھی ازازل ماننا پڑے گا۔

احادیث مبارکہ

(۱) احادیث مبارکہ کی تو شمار ہی نہیں کہ آپ نے کتنا بندگانِ خدا کی سفارش کی اور انہیں کفر سے نکال کر دولت ایمان سے نوازا۔ اگر انبیاء علیہم السلام کوسفارش کرنے کی اجازت نہیں تو انہیں پیغمبر بنا کر بھیجنے کا کیا فائدہ۔

(۲) وہ احادیث مبارکہ جنہیں خلق خدا کے لئے دعائیں مانگیں اور مستجاب ہوئیں بلکہ یہ عقیدہ مبنی برحق وصواب ہے کہ ہر نبی علیہ السلام کی ہردعا مستجاب ہےاور امت کواپنے نبی علیہ السلام سے دعا طلبی کاحکم ہے یہی شفاعت نہیں تو اور کیا ہے۔

(۳) جن حضرات کوصرف دعا نبوی سے ہی دولت اسلام نصیب ہوئی مثلاً

(۱) حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کی۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کی۔

(۳) دوس قبیلہ کے ایمان کی دعا وغیرہ وغیرہ۔

سوال

شفاعت کے ثبوت کی یہ آیات ان مسلمانوں کے حق میں جنہوں نے گناہ کبیرہ کئے ان کی مغفرت کے لئے

شفاعت نہیں ہو سکتی۔

جواب

صغیرہ گناہ تو عبادات سے اور گناہ کبیرہ نہ کرنے سے خود بخود معاف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے شفاعت کی تمام آیات لامحالہ ان مسلمانوں کے حق میں ہیں جو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(۱) ان الحسنات یذھبن السیئات

عبادات (صغیرہ) گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

(۲) ان تجتنبوا کبائر ماتنھون عنه نکفر عنکم سیاتکم.

اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچے رہو جن سے تم کو روکا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہارے صغیرہ گناہ فرما دے گا۔

نوٹ

دراصل یہ مذہب معتزلہ و خوارج کا تھا جسے آج منکرین شفاعت نیا رنگ دے کر ان مردہ مذاہب کے زندہ کرنے کی فکر میں ہیں۔

مہر کس منہ سے جلوداری جاناں کرتا
سایہ کے نام سے بیزار ہے یکتائی دوست

حل لغات

مہر، سورج۔ کس، کون سے منہ سے۔ جلوداری، آمنے سامنے ہونا۔ جاناں، محبوب، معشوق۔ سایہ کے نام سے بیزار ہے، سایہ برائے نام بھی نہیں۔

شرح

میرے بے نظیر محبوب کی یکتائی اور نرالا پن تو سایہ کے نام سے بیزار ہے میرا محبوب تو سراپا نور ہے جس کا برائے نام بھی سایہ نہیں ہوتا ایسے محبوب کا مقابلہ اور سامنا مہر درخشاں (روشن سورج) جس کا نور گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اور جو گہنا جانے کے بعد تو بالکل بے نور ہو جاتا ہے بھی نہیں کر سکتا۔ اس شعر میں دو مسئلے بیان فرمائے

(۱) سایہ ندارد۔

(۲) سورج کی کیا مجال کہ وہ حبیب خدا ﷺ کا مقابلہ کرے اسی سے عجز کا اظہار۔

سایہ ندارد

اس موضوع پر سینکڑوں رسائل جانبین سے شائع ہوئے اور ہور ہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے دو رسالے اس موضوع پہ بے مثال ہیں

(۱) قمر التمام (۲) نفی الفئی

اگرچہ اس کے متعلق دلائل کی ضرورت نہیں لیکن "من حیث الشرح" صرف دو حوالے عرض کر دوں۔

(۱) سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ حبیب ﷺ میں عرض کیا

ان اللہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یقع انسان قدمه علیٰ ذالک.

اے آفتابِ نبوت ورسالت! خداوند عالم کے ہاں آپ کا یہ مقام ہے کہ اس نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا تاکہ آپ کے سایہ پر کوئی پاؤں نہ رکھ دے۔ (امدارک جلد ۲ صفحہ ۱۰۳)

(۲) مکتب فکر دیوبند کے قطب عالم کا حوالہ مشہور ہے۔

سورج کی کیا مجال

اس تقابلی مضمون میں امامِ اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عقیدہ کی ترجمانی کی ہے۔ فرماتی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا

لنا شمس ولآفاق شمس — وشمسی فوق من شمس سمائی

وشمس الناس قطلع بعدفجر — وشمس تطلع من بعدالعشاء

ایک ہمارا سورج ہے اور ایک آسمان کا لیکن ہمارے سورج کو آسمان کے سورج پر فوقیت اور برتری ہے اس لئے کہ وہ آسمانی سورج صرف فجر کے بعد طلوع کرتا ہے اور ہمارا سورج عشاء کے بعد یعنی شب کو بھی انوار بکھیرتا ہے۔

قرآن سے استدلال

اللہ نے حضور سرورِ عالم ﷺ کو سراجاً منیراً فرمایا اور سورج کو سراجاً وہاج فرمایا۔ منیر و وہاج میں بہت بڑا فرق ہے مثلاً دنیا کا یہ فانی چراغ کسی وقت بجھ بھی جاتا ہے اور اُس میں کمی بھی آجاتی ہے نیز چراغ کی ضرورت صرف رات کی تاریکی ہی میں ہوتی ہے۔ اس لئے خداوند قدوس نے اپنے محبوبِ دلنواز کو صرف چراغ ہی نہیں فرمایا بلکہ سراج کے ساتھ صفتِ منیراً بیان فرما کر ان تمام نقائص وعیوب کی نفی فرما دی کہ ہمارے محبوبِ مصطفیٰ ﷺ ایسے روشن چراغ ہیں جو ہر وقت اور ہر ساعت میں روشنی دینے والے اور نور بخشنے والے ہیں۔ لحظہ بہ لحظہ اور دم بہ دم اس کی تابانیوں اور ضیاء پاشیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

وللاٰخرة خیرلک من الاولیٰ.

اے محبوب! آپ کی ہر پچھلی ساعت علم وکمال اور برکات وحسنات کے اعتبار سے پہلی ساعت سے افضل واعلیٰ اور بلندو برتر ہے۔

امام احمد رضا اسلاف کے نقشِ قدم پر

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی علمی جولانیوں سے بے خبر گروہ ایسے اشعار کو مبالغہ آرائی یا تخیل شاعرانہ پر محمول کرتے ہیں حالانکہ نہ صرف یہی شعر بلکہ جملہ کلامِ حدائق کا ایک ایک مصرعہ بے شمار دلائل کو آستین میں چھپائے ہوئے مثلاً اسی تقابلی جائزہ کو دیکھئے کہ مذکورہ بالا سطور کے علاوہ محققین کی تصریحات بھی امام احمد رضا قدس سرہ کی تائید فرمارہی ہیں ۔اسی لئے ہم کہتے ہیں امام احمد رضا قدس سرہ نے جو کچھ اپنی تصنیفات یا اجمالاً حدائق بخشش میں بیان فرمایا اسلاف صالحین رحمہم اللہ کی ترجمانی فرمائی ہے۔

مخالفین کے اکابر

قبل اس کے کہ فقیر اسلاف صالحین رحمہم اللہ کے اقوال نقل کرے۔مخالفین کے اکابر کی تصریحات پیش کرے کیونکہ فقیر کا تجربہ ہے کہ منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کو قرآن واحادیث کی نصوص سے تسلی نہیں ہوتی ہاں جب ان کے کسی بڑے کی عبارت پیش کی جائے تو مانتے پھر بھی نہیں لیکن خاموش ضرور ہوجاتے ہیں۔

مولوی رشید احمد گنگوھی

فرقہ دیوبند کے قطب عالم نے لکھا کہ

حق تعالیٰ درشانِ حبیب خدا ﷺ فرمود که البته آمده نزد شما از طرف حق تعالیٰ نور و کتاب مبین و مراد ازنور ذاتِ پاكِ حبیب ﷺ خدا هست و نیزا وتعالیٰ فرماید که ای نبی ﷺ نزاشاهد و مبشر ونذیر وداعی الی الله تعالیٰ وسراج منیر فرستاده ایم و منیر روشن کننده ونور دهنده راگویند پس اگر کسے راروشن کردن از انسانان محال بودے آں ذاتِ پاك ﷺ راهم ایں امر میسر نیا مدے که آں ذاتِ پاك ﷺ ذاتِ خودراچناں مطهر فرمود که نورِ خاص گشتند وحق تعالیٰ آنجناب سلامه علیه رانور فرمودوبتواتر ثابت شد که آنحضرت عالی ﷺ سایه نداشتند وظاهر است که بجز نور همه اجسام ظل می دارند۔ (امداد السلوک فارسی ،صفحہ ۸۶،۸۵)

حق تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کی شان میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین

آئی اور نور سے مراد حضرت حبیبِ خدا ﷺ کی ذاتِ پاک ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی ﷺ! ہم نے آپ کو شاہد و مبشر و نذیر اور داعی الی اللہ تعالیٰ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے اور منیر روشن کرنے والا اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ پس اگر انسانوں میں سے کسی کو روشن کرنا محال ہوتا تو محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ پاک کے لئے یہ امر میسر نہ ہوتا۔ کیونکہ حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی بھی جملہ اولادِ آدم علیہ السلام سے ہے مگر آنحضرت ﷺ نے اپنی ذاتِ پاک کو ایسا پاک بنالیا کہ نورِ خالص ہوگئے اور حق تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو نور فرمایا اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سایہ رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

یک نشد دو شد

گنگوہی صاحب نے نہ صرف امام احمد رضا قدس سرہ کی تائید کی بلکہ یہ بھی صاف لکھ دیا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے سایہ نہ ہونا احادیث متواترہ سے ثابت ہے اب کے معتقدین کو چاہیے کہ اس مسئلہ کو یوں کہہ کر نہ ٹھکرا دیا کریں کہ سایہ نہ ہونے کی روایات موضوع یا ضعیف ہیں۔

تصریحاتِ اسلافِ صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱) حضرت امام شہاب الدین خفاجی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح شفاء میں لکھتے ہیں

وقد جاء من القابه علیه الصلوٰة و السلام و اسمائه فی القرآن عدة کثیرة کالنور والسراج المنیر کماقال اللہ تعالیٰ قدجاء کم وآلہٖ وسلم فانه نور لاینطفی. (نسیم الریاض جلد۲صفحہ ۳۹۶)

حضور ﷺ کے القاب اور اسماء گرامی قرآنِ عظیم میں کئی ذکر ہوئے ہیں۔ "نور و سراج منیر" جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "قدجآء کم من اللہ نور" اور نور سے حضورِ اقدس ﷺ کی ذاتِ والا صفات مراد ہیں وہ ایسے نوری پیکر ہیں جن کی تجلیاں کبھی مدھم نہیں ہوتیں۔

(۲) حضرت امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں اسی آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں

قال فی حق النبی ﷺ سراجا ولم یقل انه شمس مع ان النهار ا شهر . اضاء ة من السراج لفوائد منها ان الشمس نورها لایوخذ منها شیئ والسراج یوخذ منه انوار کثیرة.

نبی کریم ﷺ کے حق میں چراغ فرمایا اور شمس نہ فرمایا حالانکہ چراغ کی روشنی سے سورج کی روشنی زیادہ ہوتی ہے اس کی کئی وجوہ ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ شمس کا نور اخذ نہیں کیا جاسکتا اور چراغ کے نور سے انوارِ کثیرہ حاصل کئے جاتے ہیں۔

صاحب تفسیر خازن نے سراجا منیرا کا معنی یوں بیان فرمایا ہے

محناه امدالله بنورنبوته نورالبصائر کما بمد بنورالسراج نورالابصار.

اس کے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نورِ نبوت سے بصائر کر کے نور کی مدد فرمائی جیسے چراغ کے نور سے ابصار کی مدد کی جاتی ہے۔

امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری لفظ "منیرا" پر تبصرہ کرتے ہوئے مواہب الدنیہ جلد سوم صفحہ ۱۷۱ پر لکھتے ہیں

فهو السراج الكامل في الاضارة ولم يوسف بالوهاج لان المنير هو الذی ینیر من غير احراق بخلاف الوهاج.

آنحضرت ﷺ روشنی ولمعان میں سراجِ کامل ہیں اور سورج کی طرح آپ کو وہاج (جلانے والا) نہیں فرمایا بلکہ "سراجاً منیرا" فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ منیرہ وہ ہے جو اشیاء کو روشن کرے مگر جلائے نہیں بخلاف وہاج کے وہ روشنی کے ساتھ ساتھ تیزی وحرارت بھی دیتا ہے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زرقانی جلد سوم صفحہ ۱۷۱ پر اپنی تحقیق کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں

سمی السراج لان السراج الواحد يؤخذ منه السراج الكثيرة ولاينقص من ضوئه كذالک سرج الطاعات اخذت من سراجه ﷺ ولم ينقص من اجرشيي.

آپ ﷺ کا نام گرامی سراج رکھا گیا اس لئے کہ جیسے ایک چراغ سے کئی چراغ روشن کئے جاسکتے ہیں اور پہلے چراغ کی روشنی میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوتی۔ اسی طرح طاعات وعبادات کے چراغ حضور والا ﷺ کے نورِ نبوت سے روشن کئے جاتے ہیں اور ان کے اجر میں قطعاً ذرہ بھر کمی نہیں ہوتی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۱۰۶ پر ارشاد فرماتے ہیں

حق سبحانه تعالیٰ اور نور وسراج منیر درغایت انارت خواند که روشن وپیدا گشت بجمال و کمال وے ﷺ ابصار وبصائر۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول ﷺ کو غایت درجہ کی نورانیت وتابانی کی وجہ سے "نور اور سراج منیر" فرمایا کیونکہ حضور ﷺ کے جمال باکمال سے بصائر وابصار دونوں روشن ہوئیں۔

مولوی حافظ محمد لکھوی نے لکھا کہ

جوهر صامی روسایه روشن تر باشد و آنحضرت انوار همه بودند۔ (شہباز شریعت کا حاشیہ)

مرنے والوں کو یہاں ملتی ہے عمر جاوید

زندہ چھوڑے گی کسی کو نہ مسیحائی دوست

حل لغات

عمر جاوید، ہمیشگی کی زندگی۔ مسیحائی، حیاتِ بخشی، دوستی۔

شرح

میرے پیارے محبوب کی صلاحیت جو زندگی جاوید بخشنے والی ہے کسی کو عارضی و فانی زندگی کی حالت میں زندہ نہ رہنے دے گی سب کو مار ڈالے گی اور بعد مرنے کے بعد پھر جو زندگی عطا ہوگی وہ زندگی جاوداں ہوگی۔ اسی لئے کہ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کو یہ شہر اتنا پسند آیا کہ آپ نے اپنے محبین اور چاہنے والوں کو اس مقدس شہر میں اقامت کی ترغیب دلائی اور اس شہر میں وفات پانے والوں کو اپنی شفاعت کو مژدہ جانفزا سنایا۔

مدینہ کی موت کے فضائل

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے مدینہ پاک میں مرنے کی فضیلت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے بعض ائمہ نے مدینہ شہر صرف مکہ شہر سے افضل بتایا ہے اور مدینہ پاک کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ یہاں گنبد خضراء ہے، مرقد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ یہ وہ نعمت ہے جس کا مقابلہ دنیا و آخرت کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔

مندرجہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ و رسول (جل جلالہ ﷺ) کا محبوب ترین شہر مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے اور قبر اطہر کعبۃ اللہ اور عرش و کرسی سے افضل و اعلیٰ ہے۔ حضور ﷺ کا یہ کتنا واضح فرمان ہے جسے طبرانی نے معجم کبیر میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

المدینۃ خیر من مکۃ

مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے برتر ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا

من مات بالمدینۃ کنت لہ شفیعا یوم القیمۃ.

جو مدینہ پاک میں مرے گا میں قیامت میں اس کی شفاعت کروں گا۔

(۲) من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بھافا نی اشفع لمن یموت بھا.

جو ممکن ہو کہ وہ مدینہ میں مرے اس لئے کہ جو اس میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

(۳) جب نبی پاک ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پاک پہنچے تو یہ دعا کی

اللھم لاتجعل منایا بمکۃ حتی تخرجنا منہ.

اللہ ہماری موت مکہ میں نہ ہو یہاں تک کہ ہمیں اس سے نکال دے۔

(۴) اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا مانگتے تھے

اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک.

اے اللہ اپنی راہ میں شہادت دے اور موت میری تیرے رسول ﷺ کے شہر میں ہو۔

بقدر ضرورت چند روایات از خلاصۃ الوفا نقل کی ہیں۔ مزید روایات اور بہترین تحقیق فقیر نے ''محبوب مدینہ'' میں لکھی ہے۔

فائدہ

یہاں کی موت تو بہت بڑا اونچا مرتبہ علماء فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ہر زائر قبر انور کا حال سن کر اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں اور جانتے ہیں کہ قبر انور پر غریب امتی حاضر ہے جب یہ بات ہے تو

کفی بھذا فضلا حقیقا بان ینفق فیہ ملک الدنیا حتی یتوصل الیہ.

یہ فضیلت کم نہیں کہ تمام دنیا خرچ کر کے حضور حاضری دی جائے۔

فقیر اُویسی غفرلہ بارگاہ حق میں بار بار عرض کر رہا ہے۔

ان کو یکتا کیا اور خلق بنائی یعنی
انجمن کر کے تماشا کریں تنہائی دوست

حل لغات

ان کو یکتا کیا، حضور ﷺ کے بے مثل کیا۔ خلق بنائی مخلوقات پیدا کیں۔ انجمن، محفل۔ تماشا، نظارہ۔ تنہائی، لا ثانی۔

شرح

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو سب سے پہلے لا ثانی بنایا پھر تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا تا کہ تمام مخلوقات اپنی محفل جما کر محبوبِ کردگار ﷺ کے لا ثانی ہونے کا نظارہ کر سکے۔

محبوب ﷺ کی اولیت اور آپ کے ذکر خیر کی ہر دور میں محفلیں

قرآن مجید میں ہے

هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شئی علیم. (پارہ ۲۷،الحدید،رکوع ۱)

فائدہ

آیت ہذا میں ھــــــو کامرجع حضورﷺ ہیں اس کی تفسیر مدارج النبوۃ کے مقدمہ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ طوالت سے بچ کر دوسری آیات کاعرض کردوں۔

"انا اول المسلمین وانا اول المومنین" میں بھی اولیت حقیقی مراد ہے۔اس کے حوالہ جات فقیر نے اسی شرح میں دوسری جگہ لکھ دیئے مثلاً ابن جریر،روح البیان،تفسیر کبیر وغیرہ وغیرہ۔

احادیث مبارکہ

اس موضوع کی روایات بھی بکثرت ہیں۔فقیر نے رسالہ ھوالاول میں جمع کر دی ہیں۔متبر کاً چند حاضر ہیں

(۱)ابن حاتم وغیرہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا

كنت اول الانبياء خلقاً وآخر وهم بعثاً

میں بہ اعتبار خلق کے اول انبیاءاور بہ اعتبار بعث کے آخر انبیاء ہوں۔

(۲)ابن سعد بطریق مرسل حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اکرمﷺ نے فرمایا

كنت اول الناس فی الخلق واخرهم فی البعث.

میں پیدائش میں لوگوں سے اول اور بعث میں ان سے آخر ہوں۔

(۳)طبرانی وبیہقی وبزار کی روایت میں ہے کہ شب معراج جب ہمارے نبی کریمﷺ کا گزر ایک جماعت پر ہوا۔انہوں نے حضورﷺ کو ان الفاظ سے سلام کیا

السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر.

حضرت جبریل نے عرض کی حضور ان کے سلام کا جواب دیجئے یہ حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔(مواہب لدنیہ)

(۴)ملاعلی قاری شرح شفاء میں راوی کہ حضورﷺ نے فرمایا

اول ما خلق الله نوری

اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو سب سے اول پیدا فرمایا۔

(۵) مواہب لدنیہ میں بسند عبدالرزاق حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں مجھے سب سے پہلی وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے پیدا فرمایا تعلیم فرمائیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا

یا جابر ! ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ

اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

پھر یہ نور بقدرتِ الٰہی جہاں جہاں اس کی مشیت ہوئی دور فرماتا رہا اور اس وقت نہ لوح وقلم تھے نہ جنت و دوزخ نہ کوئی فرشتہ تھا نہ آسمان وزمین تھے نہ آفتاب و ماہتاب نہ جن تھے نہ انسان الخ۔

(۶) امام احمد، بخاری، طبرانی، حاکم، ابونعیم حضرت میسرۃ الفجر سے راوی کہ انہوں نے عرض کی حضور ﷺ آپ کو نبوت کب ملی۔ فرمایا

ادم بین الروح والجسد.

اس وقت جب کہ آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(۷) قال بین خلق آدم ونفخ الروح فیه. (بیہقی، خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۴)

حضور ﷺ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور نہ ان میں روح پھونکی گئی تھی۔

ان کے علاوہ بیشمار روایات سے ثابت ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ سب سے اول پیدا کئے گئے پھر جوں جوں عوالم کا ظہور ہوتا گیا آپ کا ہر عالم میں چرچہ ہوتا رہا اس لئے کہ آپ جملہ عوالم کے رسول ہیں اور ہر امت اپنے رسول ﷺ کا چرچہ کرتی ہے۔ اس مضمون کو پھیلایا جائے تو دفاتر بھی ناکافی فقیر نے چند اشارے کتاب ”چرچا محمد ﷺ کا“ میں درج کئے ہیں۔ ان محافل میں ایک محفل کا ذکر امیر خسرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی ملاحظہ ہو

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکان خسرو

محمد شمع محفل بود (ﷺ) شب جائیکہ من بودم

خدا تعالیٰ خود میر مجلس تھا اے خسرو لامکان میں

حضور ﷺ شمع محفل تھے جس رات میں کہ مَیں تھا

کعبۂ عرش میں کہرام ہے ناکامی کا

آہ کس بزم میں ہے جلوۂ یکتائی دوست

حل لغات

کہرام،آہ و نالہ، رونا، واویلا کرنا۔جلوہ،نور،ضیاء۔

شرح

محبوبِ مکرم،نورِ مجسم ﷺ جب معراج کی شب میں سفر کرتے ہوئے کعبہ سے عرش پر پھر وہاں سے بھی خدا جانے کہاں تشریف لے گئے تو کعبہ اورعرشِ اعظم کے فرشتوں میں محبوب کے دیدار کی ناکامی کا ایک کہرام مچا ہوا ہے کہ ہائے رے ہماری قسمت اس محبوب کا انوکھا جلوہ ہم سے جدا ہو کرنا معلوم اب کس محفل کا شمع فروزاں ہے۔

عرش کا عشق رسول ﷺ

اسی شرح میں متعدد مقامات پر ثابت کیا گیا ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ جملہ عالم کے ذرہ ذرہ کے رسول ﷺ اور ہر امتی پر اپنے نبی علیہ السلام سے عشق اور محبت کا ہونا فرض ہے اور عرشِ الٰہی بھی ہمارے نبی پاک ﷺ کا امتی اور بہت بڑا عاشق ہے شب معراج اس کے عشق کا اظہار دیدنی تھا۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ

چوں رسید آنحضرت ﷺ بعرشِ بعرش دست زد عرش بداماں اجلال رو گشت اسم توسبب آرام دل وباعث طمانیت سرمن ایں بود برکت اسم تو برمن پس چگو نہ کہ براقتاد برمن نظرتو۔ (مدارج جلد ا صفحہ ۷۰ ملخصا)

جب حضور سرورِ عالم ﷺ عرش پر پہنچے تو عرش نے آپ کے دامن رحمت پکڑ کر عرض کیا آپ کا اسم گرامی میرے دل کا آرام اور میرے سکونِ قلبی کا موجب ہے جب آپ ﷺ کے نام کی یہ برکت ہے تو پھر میرا کیا مقام ہوگا اگر ایک نظر کرم ہوجائے۔

کیا خوب فرمایا

جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گری سجدے کو بزمِ بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گردِ قربان ہو رہا تھا

حسن بے پردہ کے پردے نے مٹا رکھا ہے
ڈھونڈنے جائیں کہاں جلوۂ ہرجائی دوست

حل لغات

حسن بے پردہ، ہوا حسن پردے۔ اوٹ، آڑ، حجاب۔ مٹا رکھا ہے، بھلا رکھا ہے۔ جلوۂ ہرجائی دوست محبوب کا ہر جگہ پایا جانے والا جلوہ۔

شرح

پیارے محبوب ﷺ کے حسن و جمال کے بے پردہ ہونے کی آزادی کے پردہ نے ہم سب کو بھلا رکھا ہے اسی لئے جب کبھی نظروں سے اوجھل ہوئے نہیں کہ تلاش کرنے اور ڈھونڈنے نکل کھڑے ہوتے ہیں حالانکہ اس محبوبِ کبریا ﷺ کے ہر جگہ اور ہر شئی میں پائے جانے والے حسن و جمال، عظمت و کمال کو ڈھونڈنے جائیں تو کہاں جائیں۔

حاضر وناظر

اس شعر میں حضور سرورِ عالم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کو بیان فرمایا ہے۔ اس مسئلہ کو وہ لوگ مشکل سمجھتے ہیں جو کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کے منکر ہیں ورنہ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ امام احمد رضا قدس سرہ کی طرح کہتے ہیں۔ چند اقوال ملاحظہ ہوں

(۱) سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قصیدۂ نعمانیہ میں فرماتے ہیں

واذا سمعت منک قولا طیباً   واذا نظرت فلا اری الاک

اور جب میں سنتا ہوں تو آپ ہی کا قول سنتا ہوں اور جب دیکھتا ہوں تو آپ ہی کو دیکھتا ہوں۔

(۲) حضرت ابوالحسن شاذلی قدس سرہ نے فرمایا

لو حجب عنی النبی ﷺ طرفة عین ما عدوت نفسی مسلماً. (شرح قصیدہ ہمزہ از ابن حجر صفحہ ۱۲۶)

اگر نبی پاک ﷺ ایک آنکھ جھپکنے کی دیر مجھ سے در پردہ ہو جائیں تو اپنے نفس کو مسلم شمار نہیں کرتا۔

(۳) حضرت شیخ المشائخ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

خلقت کول جیندی گول ھے   اوھردم فرید دے کول ھے

یعنی جسے مخلوق تلاش کر رہی ہے وہ ہر وقت فرید کے پاس ہے۔ (فرید سرائیکی)

(۴) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ ''اقرب التوسل بالتوجہ الی سید الرسل بر حاشیہ اخبار الاخیار'' صفحہ ۱۵۰ میں فرمایا

وبا چندیں اختلافات و کثرتِ مذاہب کہ در علماءِ امت است یك کس را خلافے نیست کہ آں حضرت

ﷺ باحقیقت بے شائبہ مجاز تو ھم تاویل وباقی است وبراعمال امت حاضر وناظر است۔

یعنی باوجودیکہ علمائے امت میں اختلافات اور مذاہب کی کثرت ہے۔اس مسئلہ (حاظر وناظر) میں کسی کا بھی اختلاف نہیں کہ حضورﷺ اپنی حقیقی زندگی میں بلاتاویل بغیر احتمال مجاز کے دائم اور باقی ہیں اورامت کے اعمال پرحاضروناظر ہیں۔

(۵) حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور کتاب الابریز شریف صفحہ ۴۶ میں تحریر فرماتے ہیں

واکبر الارواح قدرا وحجماً روحه ﷺ فانها تملاالسموت والارضين.

یعنی ارواح میں سب سے بڑی اور سب سے موٹی حضورﷺ کی روحِ اقدس ہے کہ وہ تمام آسمانوں اور زمینوں پر حاوی ہے۔

(۶) علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب جواہر البحار میں فرماتے ہیں

ان جسده الشريف لايخلوعنه زمان ولامكان ولا محل ولامكان ولاعرش ولا كرسى ولا قلم ولا بر ولاسهل ولا بحرو لابرزخ ولاقبر.

بے شک نبی کریمﷺ کے جسم شریف سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے نہ مکان نہ کوئی جگہ اور نہ عرش نہ کرسی اور نہ قلم اور نہ جنگل اور نہ دریا نہ نرم زمین نہ سخت زمین اور نہ برزخ اور نہ قبر یعنی کائنات کے ذرہ ذرہ میں حضورﷺ حاضروناظر ہیں۔

(۷) مصباح الهدایت ترجمہ عوارف المعارف مصنفہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صفحہ ۱۶۵ میں ہے

پس باید همچناں که حق سبحانه را پیوسته بر جمیع احوال خود ظاهراً وباطناً واقف ومطلع بیند رسول الله ﷺ رانیز ظاهر و باطن داندالخ

یعنی چاہیے کہ جس حق تعالیٰ کو ہر حال میں ظاہر و باطن طور پر واقف جانتا ہے اس طرح حضورﷺ کو بھی ظاہر و باطن حاضرو ناظر جانے۔

(۸) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

وقال الغزالى سلم عليه واذا دخلت فى المساجد فانه عليه السلام يحضر فى المساجد .

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مسجدوں میں جاؤ تو حضورﷺ کو سلام عرض کرو کیونکہ آپﷺ مسجدوں میں موجود ہوتے ہیں۔

(۹) علامہ اسمٰعیل حقی اپنی تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ سورۂ فتح تحت آیت "انا ارسلنک شاهدا" میں تحریر فرماتے ہیں

قال بعض الكبار ان مع كل سعيد رفيقه من روح النبىﷺ هى الرقيب العتيد عليه الخ.

بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ہر نیک بخت کے ساتھ حضور ﷺ کی روح رہتی ہے اور رقیب وعتید سے یہی مراد ہے۔

(۱۰) قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

اذا لم یکن فی البیت فقل السلام علےٰ النبی ﷺ. (شفاء شریف جلد۲ صفحہ۱۲)

یعنی جب گھر میں کوئی نہ ہو تو نبی کریم ﷺ پر سلام عرض کرو۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں ورنہ سلام عرض کرنے کا کیا معنی۔ اسی شفاء شریف کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری تحریر فرماتے ہیں

لان روحه ﷺ حاضر فی بیوت اهل الاسلام. (جلد۲ صفحہ۱۷)

یعنی سلام عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی روح مقدس ہر اہل اسلام کے گھر حاضر ہے۔

التحیات اور حاضر وناظر

حاضر و ناظر کا مسئلہ التحیات کے پڑھنے سے بھی حل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ ہر نفل وسنت کی ہر دوسری رکعت میں اور فرض کے ہر دوسرے قعدہ میں التحیات کا پڑھنا واجب ہے۔ اگر کوئی عمداً چھوڑ دے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے تو اسی التحیات کو ہر نماز میں پڑھتے ہیں "السلام علیکم ایھا النبی" یعنی سلام ہو تم پر اے نبی کریم ﷺ۔ دیکھو اس التحیات میں صیغہ خطاب بھی ہے اور پھر "ایھا" حرفِ ندائیہ بھی استعمال کیا گیا ہے کہ ضمیر خطاب اور حرفِ ندا کہہ رہا ہے کہ تم اپنے ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھ کر اپنی نمازوں کو قبول کراؤ چنانچہ وہابیوں کے مولوی مذکور نے کیسی تاکید فرمائی۔ اس پر ایک بزرگ کا قول بھی سن لیجئے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مقبول کتاب احیاء العلوم شریف جلد اول باب چہارم فصل سوم نماز کی باطنی شرائط میں فرماتے ہیں

منها احضونی قلبک النبی علیه السلام وشخصه رسول الکریم وقل السلام علیک ایها النبی.

یعنی اپنے دل میں نبی کریم ﷺ کی ذاتِ پاک کو حاضر و ناظر جان کر عرض کر السلام علیک الخ۔

اس کی مکمل بحث اور مخالفین کے اعتراضات اور ان کے جوابات فقیر کی کتاب "رفع الحجاب عن تشهد اہل الحق واہل الغراب" میں ہے۔

حاضر وناظر کا ثبوت مسئلہ سوالاتِ نکیرین سے

ہر میت سے نکیرین کا سوال حق ہے وہ دو فرشتے ہر قبر میں حاضر و ناظر ہوتے ہیں تو حضور ﷺ بھی۔ چنانچہ بخاری ومسلم و دیگر کتب صحاح میں بھی جس کو صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب باب اثبات القبر میں روایت فرماتے ہیں کہ جب مردہ

کودفن کیا جاتا ہے اور لوگ واپس لوٹتے ہیں تو مردہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ بعدازاں دوفرشتے منکر نکیر تشریف لاتے ہیں اس سے "من ربک و مادینک" کے سوال کے بعد پوچھتے ہیں "ماتقول فی ھذاالرجل محمد ﷺ" یعنی اے بندۂ خدا تو کیا کہتا ہے کہ اس رجل محمد ﷺ کے بارے میں ۔اس کے بعد مضمونِ حدیث طویل ہے مقصود اتنا تھا عرض کردیا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگرچہ تمام روئے زمین میں کروڑوں لوگ مرتے ہیں تو کروڑوں جگہ ایک ہی وقت میں تمام اہل قبور کوزیارت ہوتی ہے۔

اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے فقیر کی کتاب "القول المويد فيما تقول فی ھذاالرجل لمحمد "

مخالفین کے اکابر کی تائیدات

میرا ذاتی تجربہ ہے کہ منکرین کوقرآن واحادیث کے انبار لگادو نہیں مانیں گے اگر ان کے کسی بڑے کی عبارت دکھائی جائے تو مانتے پھر بھی نہیں صرف اتنا فائدہ ہوجاتا ہے کہ شور مچانے سے کچھ دیر کے لئے خاموش ہوجاتے ہیں اسی لئے ان کے اکابر کی عبارات ملاحظہ ہو۔ یہ مسئلہ ایسا واضح ہے کہ مخالفین سے بھی بہ موجب الکذب قدیصدق باتوں باتوں سے ظاہر ہوگیا۔ چنانچہ مخالفین کے اکابرین اپنے اصاغرین کوکوئی مسئلہ سمجھانے بیٹھے تو اُن سے حاضر و ناظر کا خیال دماغ سے اتر گیا جس سے وہ بے خبری میں مسئلہ حاضر و ناظر کا ثبوت دے بیٹھے۔ چند عبارات ان کے اکابر کی بھی سن لیجئے

(۱) مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند تحذیر الناس صفحہ ۱۰ میں لکھتا ہے

"النبی اولی بالمومنین من انفسھم" کوبعدلحاظ "صلہ من انفسھم" کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ "اولی" بمعنی اقرب ہے۔

(۲) مولوی رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب امداد السلوک صفحہ ۱۰ میں لکھتا ہے

ھم مرید بہ یقین داند کہ روح شیخ مقید بیك مکان نیست پس ھر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دوراست اما روحانیت او دورنیست چوں ایں امر محکم دارد ھروقت شیخ رابیاد دارد رابطہ قلب پیر آمد وھر دم مستفید بود ۔ مرید درحال واقعہ محتاج شیخ بود۔ شیخ رابقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند۔ البتہ روحِ شیخ باذن اللہ تعالیٰ القاء خواھد کرد مگر ربط تام شرط است وبسبب ربط قلب شیخ رالسان قلب ناطق مے شود بسوئے حق تعالیٰ راہ می کشاید وحق تعالیٰ اورامحدث می کند۔

مرید یہ بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک جگہ میں مقید نہیں ہے۔ مرید جہاں بھی دور یا نزدیک اگر پیر کے جسم سے دور ہے مگر پیر کی روحانیت دور نہیں۔ جب یہ بات پختہ ہوگئی تو ہر وقت اُس سے فائدہ لیتا رہے۔ مرید واقعہ کی حالت میں پیر کا محتاج ہوتا ہے شیخ کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبانِ حال سے اس سے کچھ مانگے۔ پیر کی روح اللہ کے حکم سے ضرور القاء کرے گی مگر پورا تعلق شرط ہے اور شیخ سے اسی تعلق کی وجہ سے دل کی زبان گویا ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف راہ کھل جاتی ہے اور حق تعالیٰ اس کو صاحب الہام کر دیتا ہے۔

اس عبارت میں حسب ذیل فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) پیر کا مرید کے پاس حاضر و ناظر ہونا۔

(۲) مرید کا تصورِ شیخ میں رہنا۔

(۳) پیر کا حاجت روا ہونا۔

(۴) مرید خدا کو چھوڑ کر اپنے پیر سے مانگے۔

(۵) پیر مرید کو القاء کرتا ہے۔

(٦) پیر مرید کا دل جاری کر دیتا ہے۔ جب مرید میں یہ طاقتیں ہیں تو جو ملائکہ اور انسانوں کے شیخ الشیوخ ہیں ﷺ۔ اُن میں یہ صفات ماننا کیوں شرک ہے اس عبارت نے مخالفین کے سارے مذہب پر پانی پھیر دیا۔

(۳) مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھتا ہے کہ ابو یزید سے پوچھا گیا طے زمین کی نسبت تو آپ نے فرمایا یہ کوئی چیز کمال کی نہیں دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں قطعہ کر جاتا ہے۔

انتباہ

ان لوگوں سے کون پوچھے کہ یہ صفت حاضر و ناظر مانتے وقت شرک پر فتویٰ کدھر گیا۔

شوق روکے نہ رکے پاؤں اُٹھائے نہ اُٹھے
کیسی مشکل میں ہیں اللہ! تمنائی دوست

حل لغات

شوق، عشق و محبت

شرح

محبوب کے دیدار کا اشتیاق تو بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے مگر اس محبوب کونین کی عظمت و جلال کی وجہ سے میرے پاؤں

ہیں کہ آگے بڑھتے ہی نہیں۔ میرے اللہ اس محبوب کے دیدار کا حسرت مند کیسی دشواریوں میں ہے آہ و اضطراب اور تڑپ میرے سینہ کو چاک کئے جا رہے ہیں آخر کس طرح اس محبوب تک پہنچوں۔

شرم سے جھکتی ہے محراب کہ ساجد ہیں حضور
سجدہ کرواتی ہے کعبہ سے جبیں سائی دوست

حل لغات

جبیں، پیشانی۔ سائی، سائیدن مصدر بمعنی ملنا، رگڑنا۔

شرح

شہنشاہ دوعالم، شفیع معظم ﷺ پیدا ہوتے ہی اللہ کے سامنے سربسجود ہو گئے یہ دیکھ کر محرابِ کعبہ و کعبہ مارے شرم وحیاء کے حضور کی جانب جھک گئے خود کعبہ کو آج نہیں تو کل اس محبوبِ دو جہاں کی کعبہ میں جبیں سائی (سجدہ) دیکھ کر محبوب کو سجدہ کرنا ہی پڑتا۔

محرابِ کعبہ جھکی

پہلے بھی حوالہ گزر چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ پیدا ہوتے ہی سربسجود ہو گئے تھے یعنی نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۹۸ میں ہے

فهتما يلت الكعبة وخرت ساجده نحو المقام .

حضور ﷺ کی جائے پیدائش کی جانب (بوقت ولادت) کعبہ جھکا اور سجدہ میں گر پڑا۔

سر سجدہ

بی بی آمنہ کہتی ہیں کہ بوقت ولادت حضور ﷺ سربسجود تھے۔ متعدد محدثین نے روایت کیا ہے کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوئے اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سجدے میں ہیں اور دونوں شہادت کی انگلیاں آسمان کی جانب اُٹھائے ہوئے ہیں اور عاجزانہ انداز میں گریاں کناں ہیں۔ اس کے بعد میں نے ایک سفید بادل دیکھا جس نے آپ کو میری نظروں سے چھپا دیا اور میں نے کسی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا انہیں زمین کے مشارق و مغارب کی سیر کراؤ اور شہروں کی سیر کراؤ تا کہ وہاں کے باشندے آپ کے نام اور مقام و منزلت سے واقف ہو جائیں نیز آپ کی صف ماحی ہے جو شرک کے آثار کو ختم کریں گے۔

حضرت عبدالمطلب سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں شب ولادت کعبہ کے پاس تھا جب آدھی رات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ کعبہ مقامِ ابراہیم کی طرف جھکا اور سجدہ کیا اور اس سے تکبیر کی آواز آئی اللہ بڑا ہے محمد مصطفیٰ ﷺ کی رب کی

قسم اس وقت ایسا نور ظاہر ہوا ہے جو مجھے بتوں کی غلاظت اور مشرکوں کی گندگیوں سے پاک کرے گا۔ساتھ ہی غیب سے یہ بھی آواز آئی کہ ربِ کعبہ کی قسم کعبہ کو بزرگی و برتری ملی خبر دار ہو جاؤ کعبہ کو ان کا قبلہ اور مسکن ٹھہرایا اور وہ بت جو کعبہ کے ارد گرد نصب تھے ٹکڑے ہو گئے اور سب سے بڑا بت ہبل منہ کے بل گر پڑا۔اس وقت یہ ندا آئی کہ سیدہ آمنہ سے محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہو گئے اور ابرِ رحمت ان پر چھا گیا۔

تاج والوں کا یہاں خاک پہ ماتھا دیکھا
سارے داراؤں کی داراہوئی دارائی دوست

حل لغات

تاج والوں کا،بادشاہوں کا۔ ماتھا،سر۔ داراؤں،بادشاہوں۔دارا،دارا ابن داراب،ایران کا مشہور بادشاہ جو بڑی شان وشوکت والا تھا اور جس کو سکندر اعظم نے تہ تیغ کروایا تھا۔ دارائی،حکومت،خدائی۔

شرح

میں نے بڑے بڑے شہنشاہوں کے سر سرکارِ گہربار کے دربار کی خاک پر جھکے ہوئے دیکھے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ اس محبوبِ خدا ﷺ کی حکومت ساری حکومتوں اور سلطنتوں پر حاوی ہے۔

سلطنتوں پر قبضہ

حضور سرورِ عالم ﷺ کو روزِ اول میں ہی کُل کائنات کا قبضہ عطا ہوا۔سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ آپ کو ایک سپید بادل نے ڈھانپ لیا اور آپ میرے سے غائب ہو گئے پھر پردہ ہٹا تو دیکھتی ہو کہ سبز ریشم سے لپٹا ہوا کپڑا آپ کی مٹھی مبارک میں ہے اور منادی پکار رہا ہے

بخ بخ قبض محمد ﷺ علی الد کلها لم یبق خلق من اهلها الا دخل فی قبضته.

(ابو نعیم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

واہ واہ محمد ﷺ نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو آپ کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

فائدہ

حدیث پاک سے واضح ہو گیا کہ دارا و سکندر کیا شے ہے کونین کی کُل سلطنتیں آسمان میں ہوں یا زمین میں سب حضور سرورِ عالم ﷺ کے قبضہ میں ہیں اسی لئے ان سلطنتوں کے تاجداروں کا سر جھکانا لازمی امر ہے اور یہ قبضہ نہ صرف زمین کے بادشاہوں پر ہے بلکہ اہل سماء بھی آپ کے زیرِ نگیں اس لئے کہ آسمان کی مخلوق فرشتے وغیرہ ہیں۔فرشتے بھی

حضورﷺ کے امتی اور آپﷺ کے غلام ہیں اور ملائکہ بھی حضورﷺ کے محکوم ہیں۔ عام فرشتوں کو چھوڑیئے ملکوتیوں کے شہنشاہ جبریل امین علیہ السلام کو دیکھئے کہ شب معراج قدم پاکِ مصطفیٰﷺ پر اپنی نوری پیشانی رکھ کر آپﷺ کو بیدار کرر ہے ہیں

تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں ایسا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

ساری دنیا پر حضورﷺ کا قبضہ

امام احمد و ابن حبان وضیائی و ابونعیم بسند صحیح حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا

اتیت مفاتیح الدنیا علیٰ فرس ابلق جاء نی بھا جبرائیل علیہ السلام قطیفة من سندس.

(جواہر البیان جلد اصفحہ ۳۹۶)

مجھے دنیا کی کنجیاں دی گئیں، ابلق گھوڑے پر میری خدمت میں لائے گئے ان پر خوبصورت زین پوش با نقش و نگار پڑا تھا۔

فائدہ

دنیا موسویٰ اللہ کو کہتے ہیں یعنی اللہ کے سوا جتنی اشیاء ہیں وہ سب دنیا ہے مثلاً جنت دوزخ، لوح و قلم، انسان، فرشتہ، جن۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت کی کنجیاں، دوزخ کی کنجیاں، زمین و آسمان کے خزائن کی کنجیاں غرضیکہ ساری کائنات حضورﷺ کے دست تقدس میں ہے اور ساری دنیا پر حضورﷺ کا قبضہ ہے۔

شہنشاہ زمانہ باہزاراں کروفر آئے
کیا دنیا پہ قبضہ ملک میں سب خشک و تر آئے

زمین کے خزائن پر حضورﷺ کا قبضہ

امام بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضورﷺ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا

اذ جئی بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی. (بخاری جلد اول)

زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔

فائدہ

یاد رہے کہ سرورِ انبیاء، حبیب کبریا محمد مصطفیٰﷺ کو ساری کائنات کی حکومت و سلطنت عطا فرمائی گئی ہے

وہی نورِ حق وہ ظلِ رب ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب
نہیں ان کی مِلک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

طور پر کوئی کوئی چرخ پہ یہ عرش سے پار
سارے بالاؤں پہ بالا رہی بالائی دوست

حل لغات

طور، ایک فلسطینی پہاڑ جس پر موسیٰ علیہ السلام کو دیدار تجلی ہوا۔ چرخ، آسمان، یہ اشارہ بجانب حضور علیہ السلام۔
بالائی، اونچائی۔

شرح

نبی کریم ﷺ کے سوا اور نبیوں کو بھی معراج عطا ہوئی ان میں کوئی کوہ طور پر گیا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام تو کوئی دوسرے آسمان پر جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مگر یہ (حبیب پاک ﷺ) تو عرشِ اعظم سے بھی پار تشریف لے گئے۔ آخر کار حبیب خدا ﷺ کی بلندی اور فوقیت ان مذکور بلند تر لوگوں کی بلندیوں سے کہیں زیادہ بلند ہوئی۔

عرش سے پار

سیدنا امام عبدالوہاب ابوالمواہب شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

انہ اذ مرعلیٰ حضرات الاسماء الالھیة صنارمتخلقا بصفا تھا فاذا مرعلی الرحیم کان رحیما وعلی الغفور کان غفوراوعلی الکریم کان کریما وعلیٰ الحکیم کان حکیما وعلیٰ الشکور کان شکوراوعلی الجواد کان جواد وھکذا نیما یرجع من ذالک المعرا ج الا وھو فی غایت الکمال.

جب محبوبِ مکرم ﷺ اسمائے الٰہیہ پر گزرے تو رحیم ہو گئے اسم غفور پر گزرے تو غفور ہو گئے، اسم کریم پر گزرے تو کریم ہو گئے، اسم حلیم پر گزرے تو حلیم ہو گئے، اسم شکور پر گزرے تو شکور ہو گئے، اسم جواد پر گزرے تو جواد ہو گئے اور اسی طرح متصف ہوتے گئے پھر جب آپ معراج سے واپس ہوئے تو آپ ہر کمان کی انتہائی بلندیوں پر تھے۔ (جواہرالبحار)

دیدارِ پروردگار

جب مقامِ قرب میں پہنچے تو آپ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بولی میں آواز آئی اے محمد (ﷺ) ٹھہریئے آپ کا رب صلوٰۃ پڑھ رہا ہے۔

ادن یا خیر البریة ادن یا احمد ادن محمد لیدن الحبیب.

اے بہترین جملہ مخلوقات! قریب آیئے اے احمد قریب ہوائے محمد (ﷺ) قریب ہو حبیب کو نزدیک آنا چاہیے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلئے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

نبی کریم ﷺ یہ پیاری پیاری ندا سنتے ہی قریب ہوئے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ.

(سید عالم ﷺ) قریب ہوئے پھر اور زیادہ قریب ہوئے یہاں تک کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب مجھے آسمانی معراج ہوئی میرے رب نے مجھے قریب فرمایا یہاں تک کہ میرے اور میرے رب میں دو قوسوں کو فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی تھوڑا۔ (زرقانی)

کتنا مقام نازک ہے نہ حد فرمائی گئی ہے نہ ہم کچھ کہہ سکتے ہیں۔ ہاں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کو چشمِ سر دیکھا اور رب تعالیٰ کی سنی اور اپنی سنائی۔ قرآن مجید میں ہے

ما کذب الفواد ما رای.

یعنی سید عالم ﷺ کے قلب مبارک نے اس کی تصدیق جو چشم مبارک نے دیکھا معنیٰ یہ ہیں کہ آنکھ سے دیکھا دل سے پہچانا اور اس رویت و معرفت میں شک و تردد نے راہ نہ پائی۔ مسلم شریف کی حدیث ہے

رایت ربی بعینی وبقلبی .

یعنی میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ اور اپنے دل سے دیکھا۔

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا اس کو دیکھا پھر اُس کو دیکھا امام صاحب فرماتے رہے یہاں تک کہ سانس ختم ہوگیا۔ (خزائن اور شفاء شریف)

انت فیہم نے عدو کو بھی لیا دامن میں
عیشِ جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست

حل لغات

انت فیھم ، یہ اس پوری آیت کریمہ "ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم" کا ایک حصہ ہے۔ عدو، دشمن۔ لیا

دامن میں، دامن میں لینا، محاورہ، حفاظت میں لینا۔عیشِ جاوید، ہمیشہ عیش، مستقل آرام۔شیدائی دوست، اے محبوب کے دیوانے۔

شرح

"ماکان اللہ لیعذ بھم وانت فیھم"(پارہ ۹) کے فرمان نے جب کافر دشمنوں کو بھی اپنی حفاظت میں لے لیا ہے تو اے محبوب کے دیوانے مومن تو تو اپنے محبوب کا فدائی وشیدائی ہے اپنے محبوب کی جانب سے پورا پورا تحفظ اور ہمیشہ عیش اور مستقل آرام ہی آرام ہے۔تجھے یہ عیش جاوید مبارک ہو

دوستاں راکجا کنی محروم
توکہ بادشمنان نظرداری

آپ ماننے والوں کو کب محروم کریں گے جب کہ آپ دشمنوں پر بھی نظر شفقت رکھتے ہیں۔
یہ اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ راتوں کو اُٹھ کر آیۃ مذکورہ پڑھتے پڑھتے قیام میں گزار دیتے یہاں تک کہ آپ کے قدم مبارک متورم ہو جاتے۔

رنج اعداء کا رضا چارہ ہی کیا ہے کہ انہیں
آپ گستاخ رکھے حِلم وشکیبائی دوست

حل لغات

رنج اعداء، دشمنوں کا غصہ۔چارہ، علاج۔آپ گستاخ رکھے، خود گستاخ بنائے، حلم، بردباری تحمل۔شکیبائی، صبر۔

شرح

اے رضا دشمنوں کے غصہ تو علاج ہی نہیں کیونکہ ان کم ظرفوں کو محبوب کے صبر وتحمل ہی نے تو خود گستاخ بنا دیا ہے اس لئے کہ حضور سراپا نور ﷺ نے صبر کے سوا کبھی سب وشتم اور گستاخی کرنے والوں کو زجر وتوبیخ نہ فرمائی۔

کفار کی دشمنی کے نمونے اور
حضور سرورِ عالم ﷺ کا صبر وحوصلہ کے واقعات

(۱) جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر بلادِ عرب میں دور دور پہنچ چکا تھا۔قریش روز بروز تشدد میں زیادتی کرتے جاتے تھے انہوں نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دیں۔کمینے لوگوں کو آپ پر برانگیختہ کی، آپ کی تکذیب کی، آپ پر استہزاء کیا، آپ کو

شاعر کہا، جادوگر بتایا، کاہن کہا، سڑی اور پاگل بتایا مگر آپ برابر تبلیغ فرماتے رہے۔

(۲) ایک روز آپ خانہ کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے حرم شریف میں اس وقت قریش کی ایک جماعت موجود تھی۔ عقبہ بن ابی معیط نے ابوجہل کی ترغیب سے ذبح کئے ہوئے اونٹوں کی اوجھ سجدے کی حالت میں آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دی۔ یہ دیکھ کر وہ سب نابکار قہقہہ مار کر ہنسے، کسی نے آپ کی صاحبزادی بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خبر کر دی۔ وہ فوراً دوڑی آئیں اور آپ کی پشت مبارک سے وہ پلیدی دور کر دی اور ان کو برا بھلا کہا یہ نابکار حرمات اللہ کی بے حرمتی بھی کیا کرتے تھے اس لئے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کفار کے سرغنہ افراد جیسے ابوجہل وغیرہ کا نام لے کر دعا کی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں آپ ﷺ نے جو کافروں کا نام لیا وہ سارے کے سارے غزوۂ بدر میں مارے گئے۔

سوال

شعر میں تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضور سرورِ عالم ﷺ کے حوصلہ کا ذکر فرمایا ہے تم نے حوصلگی کی روایت درج کر دی۔

جواب

شعر کے دو پہلو ہیں۔

(۱) کفار کا حضور ﷺ کو اذیتیں پہنچانا۔

(۲) کفار اور دیگر اعداء کی تکالیف پر آپ کا حوصلہ فرمانا۔ میں نے پہلوئے اول کے پیش نظر روایت نقل کی ہے اور ابھی مضمون جاری ہے دوسرے پہلو کی روایات بھی آتی ہیں۔

نکتہ

نبی پاک ﷺ کفار کا نام لے کر جب دعا فرماتے تو ان کا جہنمی ہونا ان پر یقینی ہوتا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو ہر ایک نیک و بد کے انجام کا علم تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذاتِ حق کے لئے کبھی انتقام نہ لیا ہاں جب آپ کسی حرمت اللہ کی بے حرمتی دیکھتے تو اللہ کے واسطے اس کا انتقام لیتے۔ (بخاری)

(۳) نبوت کے دسویں سال جیسا کہ پہلے آ چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ قبیلہ ثقیف کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے طائف تشریف لے گئے مگر بجائے روبراہ ہونے کے انہوں نے آپ کو اس قدر اذیت دی کہ نعلین مبارک خون آلودہ ہو گئے۔

جب آپ وہاں سے واپس ہوئے تو رستے میں پہاڑوں کے فرشتے نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یا محمد ﷺ آپ جو چاہیں حکم دیں۔ اگر اجازت ہو تو اخشبین کو اُن پر اُلٹ دوں۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ ہلاک ہو جائیں بلکہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے بندے پیدا کرے گا جو صرف خدا کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ (بخاری)

(۴) غزوۂ اُحد (شوال ۳ھ) میں کفار نے آپ کا دانت مبارک شہید کر دیا اور سر اور پیشانی مبارک بھی زخمی کر دی۔ اُس حالت میں آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔ (مواہب شفاء)

اللهم اغفر لقومي فانهم لايعلمون.

خدایا میری قوم کا یہ گناہ معاف کر دے کیونکہ وہ نہیں جانتے۔

(۵) حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ غزوۂ نجد (غزوہ ذات الرقاع) جمادی الاول ۴ھ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے واپس آتے ہوئے ایک گھنے جنگل میں آپ کو دوپہر ہوگئی۔ آپ ایک درخت کے سایہ میں اتر پڑے۔ اسی اثناء میں آپ نے ہمیں آواز دی۔ ہم حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بدو آپ کے سامنے بیٹھا ہے آپ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا اس نے آ کر میری تلوار کھینچ لی۔ میں بیدار ہوا تو یہ تلوار کھینچے میرے سر پر کھڑا تھا کہنے لگا تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ۔ یہ سن کر اس نے تلوار نیام میں کر لی آپ نے اس کو کچھ سزا نہ دی۔ اس اعرابی کا نام غورث بن حارث تھا۔ (بخاری)

فائدہ

یہ دو واقعے ہوئے تفصیل دیکھئے۔ (فیوض الرحمٰن پارہ ۷)

(۶) حضرت جابر بن عبداللہ راوی ہیں کہ ایک غزوہ (غزوہ مریسیع شعبان ۵ھ) میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو تھپڑ مارا۔ انصار نے انصار اور مہاجر نے مہاجرین کو مدد کے لئے پکارا۔ رسول اللہ ﷺ نے سنا تو یہ پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جب سارا ماجرا عرض کیا گیا تو فرمایا کہ یہ دعویٰ جاہلیت اچھا نہیں اس طرح رفع فساد ہو گیا۔ راس المنافقین عبداللہ بن ابی خزرجی نے سنا تو کہنے لگا کہ اگر ہم اس سفر سے مدینہ میں پہنچ گئے تو جس کا اس شہر میں زور ہے وہ بے قدر شخص کو نکال دے گا۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اجازت دیں کہ اس منافق کی گردن اُڑا دوں مگر حضور ﷺ نے فرمایا اسے جانے دو کیونکہ لوگ یہی کہیں گے کہ محمد (ﷺ) اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے۔ (بخاری)

نعت ۱۸ باب الخاء

طوبیٰ میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ
مانگوں نعت نبی لکھنے کو روحِ قدس سے ایسی شاخ

حل لغات

طوبیٰ، جنت کا ایک درخت جو طرح طرح کے میوے اور خوشبوئیں دیتا ہے۔ روحِ قدس، حضرت جبریل علیہ السلام۔

شرح

جنت کے درخت طوبیٰ میں جو سب شاخوں سے نازک اور اونچی شاخ ہو اور جو سیدھی اوپر کو گئی ہو۔ ایسی ہی کوئی شاخ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے نعت نبی ﷺ لکھنے کے لئے مانگ رہا ہوں تاکہ معطر و منبر نعت و کمالات نبی علیہ الثناء والتحیات لکھ سکوں۔

مولیٰ گلبن رحمت زہرا سبطین اس کی کلیاں پھول
صدیق و فاروق وعثمان حیدر ہر ایک اس کی شاخ

حل لغات

مولیٰ، آقا، مالک (ﷺ)، گلبن، گلاب کا پودا۔ زہرا لقب ہے لختِ جگر جناب سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ کا۔ سبطین، سبط کی تثنیہ دو نواسے یعنی حضراتِ حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

شرح

آقا و مولیٰ جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ گویا گلاب کا پودا ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا رحمت اور دونوں نواسے یعنی حضراتِ حسنین کریمین شہیدین اس گلاب کے پودے کے دو پھول اور دو کلیاں ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی اور علی حیدر کرار جو اسی ترتیب سے خلفاء راشدین ہیں ہر ایک اس پودے کی شاخیں اور ڈالیاں ہیں یعنی سبھی گلبن رحمت کے پھول اور شاخیں ہیں۔ اس شعر میں رسول اور عترتِ رسول ﷺ اور خلفائے راشدین کی نعت و منقبت بیان فرمائی۔

وجہ تسمیہ زہرا

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو زہراء اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ ماہواری سے پاک تھیں بلکہ نفاس سے بھی کہ بچہ کی پیدائش کے بعد آپ بدستور پاک رہتیں یہاں تک کہ آپ سے کوئی نماز فوت نہ ہوئی۔

(۱) حدیث شریف میں ہے

انها حوراء ادمية طاهرة مطهرة لاتحيض ولايرى لهادم فى طمث ولاولادة. (ذخائر العقبی)

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آدمیہ ہیں لیکن طاہرہ مطہرہ ماہواری سے بھی اور نفاس کے خون سے بھی پاک۔

(۲) حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن حضور نبی پاک ﷺ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینہ مبارک پر ہاتھ پھرا تو

رفع عنها الجوع فما جاعت بعد. (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ)

آپ نے بی بی کی بھوک اُٹھالی اور اس کے بعد بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جب نزع طاری ہوئی تو خود غسل فرمایا اور وصیت فرمائی کہ موت کے بعد غسل کی ضرورت نہیں موت کے بعد میرا ستر کوئی نہ کھولے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بی بی کو بغیر غسل جدید کے دفن فرمایا۔ (شرح اتموزج اللبیب از علامہ اھدل صفحہ ۲۴۲)

انتباہ

بی بی کا غسل جدید صحیح حدیث سے ثابت ہے فلہذا حدیث مذکورہ قابل حجت نہیں۔ (اہدل صفحہ ۲۴۲)

فائدہ

احناف کے فتاویٰ ظہیریہ میں ہے کہ سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حیض و نفاس وغیرہ سے پاک ہونا یہ رسول اکرم ﷺ کے خصائص سے ہے۔

سبطین

ان سے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد ہیں۔

فضائل از احادیث

(۱) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حسن پیدا ہوا تو میں نے اس کا حرب نام رکھا حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ عرض کی حرب فرمایا بلکہ اس کا نام حسن ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے حضور ﷺ تشریف لائے فرمایا میرا بیٹا مجھے دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے عرض کی حرب فرمایا بلکہ اس کا نام حسین ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جب تیسرا پیدا ہوا تو میں نے اس کا بھی حرب نام رکھا آپ تشریف لائے تو فرمایا میرا بیٹا مجھے دکھاؤ تم نے اس کا کیا

نام رکھا ہے عرض کی حرب فرمایا اس کا نام محسن ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پھر میں نے ان کے نام حضرت ہارون علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادوں شبر شبیر شبر کے نام پر رکھے۔

(۲) حضرت عمران بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حسن اور حسین اہل جنت کے نام ہیں دورِ جاہلیت میں یہ نام نہ تھے۔

(۳) ابن الاعرابی حضرت مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ نام مخفی رکھے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے نواسوں کا نام حسن و حسین رکھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا حسن و حسین دنیا سے میرے دو پھول ہیں۔

حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرتِ حسن سر سے سینے تک نبی کریم ﷺ کے بہت زیادہ مشابہ تھے اور حضرتِ حسین اس سے نچلے حصے میں (یعنی چلنے پھرنے میں) آپ کے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضراتِ حسنین کریمین نبی کریم ﷺ کے سامنے کشتی کیا کرتے تھے اور حضور ﷺ فرماتے یہ حسن ہے۔ حضرت فاطمہ نے عرض کیا آپ یہ کیوں فرماتے ہیں فرمایا جبریل امین فرماتے ہیں یہ حسین ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں ایک رات کسی ضرورت کے تحت نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ باہر تشریف لائے تو کسی چیز کو اُٹھائے ہوئے تھے جو مجھے معلوم نہ ہوسکی۔ جب میں عرضِ حاجت سے فارغ ہوا تو عرض کیا آپ یہ کیا اُٹھائے ہوئے ہیں۔ آپ نے چادر مبارک ہٹائی تو میں نے دیکھا کہ آپ کے دونوں پہلوؤں میں حضرات حسنین کریمین ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ دو میرے بیٹے ہیں، میرے نواسے ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے اور ان کے محبین سے محبت رکھتا ہوں تو بھی انہیں اور ان کے محبین کو محبوب رکھ۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرمارہے تھے اتنے میں حسنین کریمین آ گئے۔ انہوں نے سرخ قمیص پہن رکھی تھیں اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے چل رہے تھے نبی اکرم ﷺ منبر سے اترے اور انہیں اپنے سامنے بٹھا لیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ (آزمائش) ہیں۔ میں نے ان بچوں کو

لڑکھڑاتے ہوئے چلتے دیکھاتو میں نے برداشت نہیں کیا یہاں تک کہ میں نے سلسلۂ گفتگو منقطع کیااور انہیں اُٹھالیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ تشریف لائے آپ نے ایک کندھے پر حضرتِ حسن اور دوسرے کندھے پر حضرت حسین کو اُٹھایا ہوا تھا آپ کبھی انہیں چومتے اور کبھی انہیں یہاں تک کہ ہمارے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا جس نے انہیں محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے انہیں دشمن رکھا اس نے مجھے دشمن رکھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی پاک ﷺ نماز پڑھ رہے تھے جب آپ سجدہ میں جاتے تو حسنین کریمین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) آپ کی پشت مبارک پر چڑھ جاتے۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہیں روکنا چاہتے تو آپ اشارہ فرماتے کہ رہنے دو جب نماز سے فارغ ہوئے تو انہیں گود میں اُٹھالیا اور فرمایا کہ جسے مجھ سے محبت ہے اسے چاہیے کہ ان دونوں سے محبت رکھے۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے فرمایا گیا کہ آپ کو کون زیادہ محبوب ہے فرمایا حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حسنین کریمین کو لے کر بارگاہِ رسول ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول اللہ یہ آپ کے نواسے ہیں انہیں کچھ عطا فرمائیے آپ نے فرمایا کہ حسن کے لئے میری ہیبت اور سیادت اور حسین کے لئے میری جرأت وسخاوت (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)(الشرف المؤبد)

فائدہ

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں۔(النیرۃ الوضیہ)

فضائل خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیدہ زہرا وحسنین کے بعد علی الترتیب الخلافۃ سادات خلفائے راشدین سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر وسیدنا عثمان وسیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی منقبت بیان فرمائی ہے۔فقیر اس مناسبت سے مختصراً چند فضائل زیب اوراق کرتا ہے خلفائے ثلاثہ ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل کتب شیعہ سے وخلیفہ رابع سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کتب اہل سنت سے۔

فضائل خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیعہ کی معروف تفسیر قمی آیات غار والی کے نیچے شیعہ صاحب امام جعفر صادق کے طریقہ سے حدیث لکھی ہے۔

قال ابو عبداللہ لما کان رسول اللہ ﷺ فی الغار قال لا بی بکر کانی انظر الی سفینۃ جعفر فی

اصحابه تقوم فی البحر وانظر الی الانصار مختبین فی افنیتهم فقال ابوبکر ا رأیت قال نعم قال فارینهم فمسح علی عینیه فراهم فقال رسول اللهﷺ انت الصدیق.

امام جعفر نے فرمایا جس وقت رسول اللہﷺ غار میں تھے کہا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہ میں دیکھتا ہوں کشتی جس میں جعفر اور اس کے ساتھی سوار ہیں دریا میں کھڑی ہے اور دیکھتا ہوں کہ انصار اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ پس کہا ابوبکر نے تو دیکھتا ہے ان کو یارسول اللہ فرمایا ہاں عرض کیا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا مجھ کو یارسول اللہ پس آپ نے ہاتھ مبارک اپنا ان کے آنکھوں پر پھیرا پس ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کچھ دیکھا پس فرمایا یارسول خدا نے تو صدیق ہے۔

فائدہ

رسول اللہﷺ کا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق فرمانا تعلیم الٰہی سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

والذی جاء بالصدق وصدق به اولئک هم المتقون .

تفسیر مجمع البیان طبرسی جو نہایت معتبر تفسیر شیعہ کی ہے اس آیت کے نیچے لکھتا ہے

الذی جاء بالصدق رسول الله و صدق به ابوبکر رضی الله تعالیٰ عنه عن العالیة و کلینی.

یعنی لانے والے سچ کے رسول اللہ ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسولﷺ نے صدیق کہا ہے۔

(۲) تفسیر امام حسن عسکری جو شیعہ کے نزدیک بڑی مستند کتاب ہے اس میں امام حسن عسکری نے بیان فرمایا ہے

قال رسول الله ﷺ لا بی بکرا رضیت ان تکون معی یا ابابکر اطلب وتعرف بانک انت الذی تحملنی علے ما ادعیه کل اعنی انواع العذاب قال ابوبکر یا رسول الله اما انا لوعشت عمر الدنیا وعذاب الدنیا اشد عقاب ینزل علی ریح ولافرح منج وکان ذالک فی محبتک لکان احب الی من ان امتنعم فیها وانا مالک لجمیع ممالک ملوکها فی مخالفتک ماا هلی وولدی الا فداء ک فقال رسول الله ﷺ لاجرم ان الله اطلع علی قلبک فوجد مافیه موافقا لما جرے علی لسانک جعلک منی بمنزلة السمع والبصر والراس من الجسد وبمنزلة الروح من البدن لعلی ن الذی هومنے .

فرمایا رسول اللہﷺ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اے ابوبکر تو میری مصاحبت اور دوستی پر راضی ہے۔ جس طرح کفار مجھے طلب کریں تجھ کو بھی طلب کریں اور یہ بات مشہور ہو کہ جس کا میں دعویٰ کرتا ہوں اس پر تو ہی مجھ کو برانگیختہ کرتا ہے میری وجہ سے تو انواع عذاب کے برداشت کرے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ اگر میں عمر دنیا کے قدر زندہ

رہوں اور تمام زندگی شدید عذاب دیا جاؤں نہ راحت دینے والی موت آوے اور نہ نجات دینے والا چھٹکارا میسر ہووے اور یہ سب آپ کی محبت وعشق میں ہوتو میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں آپ کی مخالفت میں تمام سلطین دنیا کے سلطنتوں کا مالک ہوکر راحت وآرام پاکر زندگی گزاروں۔ میرے اہل وعیال صرف اس ہی لئے ہے کہ آپ پر فداو قربان ہوں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ضرور اللہ تعالیٰ کو تیرے دل کا حال معلوم ہے اللہ تعالیٰ اس ظاہری بیان کو حال دل کے موافق پالیا تم کو مجھے ایسا کردیا جیسا کان اور آنکھ اور سر جسد سے اور روح بدن سے جس طرح علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہے تو بھی ایسا ہوگیا۔

(۳) مجالس المؤمنین نوراللہ شستری صفحہ ۸۹ مطبوعہ ایران میں قول رسول اللہ ﷺ کا یہ مذکور ہے

ماسبقكم ابوبكر بصوم ولا صلوة ولكن بشئي وقرفي قلبه.

بزرگی لے گیا تم سے ابوبکر صدیق روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے سے لیکن بزرگی لے گیا اس چیز کے ذریعہ سے جو اس کے دل میں کہی گئی ہے یعنی تصدیق خالص۔

فضائل خلیفہ دوم سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) شیعہ محقق مصنف ملا باقر مجلسی کتاب بحار الانوار کے چودھویں جلد میں جس کا نام کتاب السماء والعالم ہے۔ مسعود عیاشی سے روایت کرتے ہیں

عن باقر ان رسول الله ﷺ دعا وقال اعز الاسلام بعمر بن الخطاب اوبابی جهل بن هشام.

یعنی امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی عزت دے اسلام کو عمر بن خطاب کے اسلام سے یا ابوجہل بن ہشام کے۔

مسلمان ہونے سے فائدہ

اس حدیث کو بڑے بڑے علماءِ شیعہ نے تسلیم کیا ہے۔ اس حدیث کو صحیح ثابت کیا ہے چنانچہ فضل بن شادان اور شیخ طبرسی اور شیخ طوسی اور امام الہدیٰ اور شیخ مفید کے اقرار سے اس کی صحت ثابت ہوئی ہے۔

(۲) حملہ حیدری نے بھی اس حدیث کو تسلیم کرکے اشعار میں ترجمہ کیا ہے

چودر باز کردند برروئے اودر آمد عمر بالب عذر گو

گرفتش بہ برسرور انبیاء نشاندش بجائیکہ بودش سزا

بگفتند اصحاب ہم تہنیت وزان بیشتر یافت دین تقویت

پس اصحاب دین راشدایں مدعا که از خدمت سرور انبیاء

بسوئے حرم آشکارا روند نماز جماعت بجا آورند

رسید این سخن چوں بعرض رسول زخیر البشر یافت عزقبول

کز کردند اصحاب چوں اتفاق برآمد رسول خدا ازوثاق

روان شد نیا بیددیان دین چوسوئے حرم سیدالمرسلین

بیالیداز بس زمین شد گمان که بیرون رود از برآسمان

زشادی برقص اندر سپہر جو خورشید ہر ذره افروخت چہر

ہمے رفت جبریل بالائے سربفرق ہمایوں بگستر تدبیر

ملائك چپ وراست دردورباش شیاطین زہیبت شده پاش پاش

به پہلو روان حمزۂ نامدار به بیشش علی صاحب ذوالفقار

ہمیں رفت در پیش حیدر عمر حمائل مہمان تیغ کین برکمر

بگرد آمده جمع یاران تمام

برفتنه زینسان وہیبت الحرام

جواز حرم سربعرش مجید

رسانید چون گرد موکب رسید

خلاصه ترجمه

حضرت عمر کے لئے دروازہ کھولا گیا آپ آئے تو ان کی شان کے مطابق جگہ دی گئی۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مبارک باد کہہ کر خوشی کا اظہار کیا کہ آپ کی وجہ سے دین کو تقویت پہنچی اس کے بعد حضور ﷺ نے صحابہ سمیت حرمِ کعبہ میں کھلم کھلا نماز ادا کی اس کیفیت سے نہ صرف اہل زمین بلکہ اہلِ آسمان بھی وجد میں تھے۔ ملائکہ جبرائیل علیہ السلام سمیت شادماں تھے ابلیس اور اس کے چیلے ماتم کناں تھے۔ یہ منظر عجیب تھا کہ حرم کی روانگی کے وقت حضرت حمزہ عمر کے پہلو میں اور حضرت علی آگے آگے حضرت عمر نے تلوار کمر پر باندھی ہوئی تھی اور تمام صحابہ جمع تھے۔ اس منظر کا زمین سے آسمان تک چرچا تھا۔

انتباه

جس شخصیت نے ایمان طلب کیا اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے دعا قبول فرما کر ایمان نصیب فرمایا اس شخص کے لئے بدگوئی کرنا اور رسول اللہ ﷺ کی دعا مستجاب شدہ کو **لاشی** جاننا کفر نہیں تو کفر کس کو کہتے ہیں۔

فضائل خلیفہ ثالث سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) شیعہ کی معتبر تفسیر علامہ کاشانی میں زیر آیت "لقد رضی اللہ عن المومنین" کے ترجمہ حدیث رسول اللہ ﷺ بایں الفاظ مرقوم ہے کہ

آن حضرت فرمودند نرودیك کس از انمومنان که در زیر شجره بیعت کردند۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے شجرہ کے نیچے بیعت کی وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔

(۲) کشف الغمہ میں حدیث بایں طور مذکور ہے

از جابر بن عبداللہ انصاری روات است که مادران روز هزار و چهار صد کس بودیم درآن روز من از حضرت پیغمبر ﷺ شنیدیم که آن حضرت خطاب بحاضر ان فرمود که شما بهترین اهل روئے زمیند وماهمه در آن بیعت کردیم وکسے از اهل بیعت نکث نه نمود مگر قیدین قیس که آن مناقق بیعت شکست۔

(۳) خلاصۃ المنہج میں حدیث رسول اللہ ﷺ اس طریقہ سے مذکور ہے

خدائے تعالیٰ بیدیان راوعدۂ مغفرت داد وایشان رابخطاب اعملوا ما شئتم نواز شنرود نسیمه آیة لولا کتب الخ۔

(۴) تفسیر مجمع البیان میں حدیث بایں الفاظ مذکور ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے

لعل اللہ اطلع علے اهل بدر فغفر لهم لقال لهم اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم.

اللہ تعالیٰ نے نظر کی اہل بدر پر پھر بخش دیا اُن کو پس کر دیا اُن کے لئے جو چاہو جو کچھ کرو پس میں نے تم کو بخش دیا۔

سوال

ایسا کرنا یعنی عام کھلی چھٹی دینا اللہ تعالیٰ سے محال ہے۔

جواب

اللہ تعالیٰ مالک مختار جیسے چاہے کرے اس نے خود فرمایا ہے

الامن تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنٰت وکان اللہ غفوراً رحیما٥

مگر جس شخص نے توجہ کی اور ایمان لایا اور عمل کیا اچھا پس وہ جماعت بدلا دیتا ہے اللہ ان کے برائیوں کو نیکیوں سے

اور دوسری آیت میں فرماتا ہے

ان الحسنات یذھبن السیات

یعنی ضرور نیکیاں دور کر دیتے ہیں برائیوں کو۔

فائدہ

اگر خدا کا کلام مان لے تو یقین کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ اصحابِ کرام کی شان میں فرمایا ہے وہ صحیح اور سچ ہے اگر اس میں شک کرے تو اصول کافی کو دیکھ کر امام کے قول پر یقین کرلے اور مصنف ناسخ التواریخ جو شیعوں کا بڑا افاضل عالم ہے وہ جلد ۱ صفحہ ۴۲۱ مطبع ایران ۱۳۰۰ھ ذکر غزوۂ تبوک میں حدیث رسول اللہ ﷺ بیان کی ہے کہ

چون پیغمبر ﷺ لختے تحریص جنگ سخن کرد در مردم مدینه جنبش پدید گشت لاجرم عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه که ایں وقت دویست شتر ودویست اوقیه سیم از بهر جنگ شام ساز کرده بود بتمامه بحضرت رسول ﷺ آوردوبرائے تجهیز شکر پیش داشت پیغمبر ﷺ فرمود **لایطر عثمان ما عمل بعد هذا** (یعنی نقصان نہ دے گا عثمان کو جو کچھ کرے اس کے بعد) وبروایتے صد شتران باساز وبرگ وهزار مثقال سرخ آورد فرمود **اللهم ارض عن عثمان فانی عنه راض.** (یعنی اے اللہ راضی عثمان سے)

جان نثاری کے نمونے

ونیز گفته اند که از سی هزار تن لشکر که سفر تبوك کرد دوبهره را عثمان داد عمر بن خطاب گوید که من باخود اندیشیدم که امروز برابوبکر رضی الله تعالیٰ عنه سبق گیرم ویك نیمهٔ مال خود رابحضرت رسول بردم تاکار لشکر بسازوفرمود یاابن الخطاب از بهر اهل خود چه ذخیره نهاده عرض کردم هم بدینمقدار برائے اهل خویش گذاشته ام ایں اسگام ابوبکر رضی الله تعالیٰ عنه رسید و اندوخته خودرا بتمامیت پیش داشت پیغمبر فرمود برائے اهل خود چه نهاده عرض کرد "**اذخرت الله ورسوله**" یعنی خدا ورسول را از بهر ایشان ذخیره نهادم عمر گفت ای ابوبکر هیچ گاه برتوبیشی نتوانم گرفت عبدالرحمن بن عوف چهل اوقیه زرو بروایتے چهارهزار درهم آوردو گفت مراهشت هزار درم بودیك نیمه رابقرض پروردگار خویش دادم ونیمه دیگر را از بهر عیال خود گذاشتم۔

نہج البلاغہ کے جلد اول صفحہ ۱۰۴ مطبع مصرے زیر خطبہ علی المرتضیٰ **واذا المیثاق فی عنقی لغیری** اس کلام کے

تحت شارح لکھتا ہے

انه مامور بالرفق فی طلب حقه فاطاع الا مر فی بیعته ابی بکر و عمر و عثمان رضی الله تعالیٰ عنهم امتشا لا لما امره النبی من الرفق و ایقاء المیثاق.

حضرت علی حکم کیا گیا ساتھ نرمی کے اپنے حق کے طلب کرنے میں اور قبول کر لی اور فرمانبرداری بیچ بیعت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس لئے کہ یا رسول اللہ ﷺ نے علی کو ساتھ نرمی اور پورا کرنے وعدہ میثاق کے حکم فرمایا تھا۔

اسواط الصداقۃ کے صفحہ ۱۷ پر یہ حدیث رسول ﷺ کے موجود ہے

عن علی سمعت النبی یقول لعثمان لو ان لی اربعین بنتا زوجتک واحدة بعد واحدة حتی لابقی منهن واحدة.

روایت ہے حضرت علی سے کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اگر ہوتیں میری چالیس لڑکیاں نکاح کر دیتا میں تم کو ایک بعد دوسری کے تا کہ نہ رہ جاتی ان میں سے ایک۔

فائده

اگر صحابہ کرام کی شان میں رسول اکرم ﷺ کے قول بیان کئے جائیں اور وہ بھی شیعوں کی کتابوں سے تو کتابیں دفتر بن جائیں کیونکہ یہ شمار سے باہر ہیں۔ آخر میں دو حدیثیں درج کر کے بحث ختم کرتا ہوں تا کہ مضمون طویل نہ ہو جاوے۔

(۱) شیخ ابن بابویہ قمی نے اپنی کتاب معانی الاخبار میں امام موسیٰ رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے

عن الحسن بن علی قال قال رسول الله ﷺ ان ابابکر منی بمنزلة السمع او عمر منی بمنزلة البصر وان عثمان منی بمنزلة الفواد.

حضرت نے فرمایا ابوبکر بمنزلہ میرے کان کے ہے اور عمر بمنزلہ آنکھ کے اور عثمان بمنزلہ میرے دل کے ہے۔

فائده

حدیث کا مطلب واضح ہے لیکن کوئی نہ مانے تو میں کیا کروں۔

(۲) اسی کتاب کے جلد ۲ صفحہ ۱۷۷ میں ہے

عن عبدالله قال رسول الله ﷺ من جاء نی زائرا وجبت له شفاعتی ومن وجبت له شفاعتی وجبت له الجنة ومن مات فی احد الحرمین والمدینة لم یعرض ولم یحاسب ومات مهاجرا الی الله عزوجل وحشر یوم القیمة مع اصحاب بدر.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص آیا میری زیارت کو واجب ہوئی اس کے لئے شفاعت میری اور جس کے لئے میری شفاعت واجب ہوئی اس کے لئے بہشت واجب ہوئی یا اور جو شخص مر گیا بیچ حرم مکہ معظّمہ یا مدینہ منورہ کے نہ سامنے کیا جاوے گا حساب کے لئے اور مر گیا مہاجر ہو کر راہِ خدا میں اور جمع کیا جاوے گا قیامت میں اصحاب بدر کے ساتھ۔

فضائل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱)قال رسول اللہ ﷺ علی منی و انا من علی .

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

(۲)عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی ﷺ قال ان اللہ جعل زریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل فی ریتی فی اسلب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابی طالب.

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اس کی پشت میں دی ہے اور میری اولاد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت میں ہے۔

(۳)عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان النبی قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ منی بمنزلۃ راسی من بدنی. (طبرانی)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ حضرت علی بمنزلہ سر کے ہیں میرے بدن سے۔

(۴)عن ابن مسعود ان النبی قال اللہ تبارک و تعالیٰ امرنی ان ازوج علیاً.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیاہ کروں۔

تفصیل فقیر کی کتاب ''سوانح شیرِ خدا'' میں دیکھئے۔

شاخِ قامت شہ میں زلف و چشم ورخسار ولب ہیں
سنبل نرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

حل لغات

شاخ، سر، ماتھا۔ قامت، قد و قامت۔ شہ، شاہ کا مخفف، شہنشاہ۔ زلف، بالوں کی لٹ، چشم، آنکھ۔ رخسار، گال، عارض۔ لب، ہونٹ۔ سنبل، ایک نہایت خوشبودار گھاس۔ نرگس، ایک خوبصورت پھول جسے آنکھ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ گل، پھول۔ پنکھڑیاں، پھول کی پتیاں۔

شرح

شہنشاۂ عرب و عجم ﷺ کے مبارک و مقدس ماتھے میں زلفِ معنبر گویا سنبل الطیب ہے جس کی بھینی بھینی خوشبوؤں سے دل و دماغ معطر ہو جاتا ہے اور سرگیں آنکھیں گویا نرگس کے پھول ہیں جسے دیکھ کر آنکھیں میں کبھی آسودہ نہیں ہوتیں اور عارض رنگین گویا پھول ہیں جس کے نظارۂ جمال سے کبھی دل نہیں بھرتا اور لبہائے شیریں مقال گویا پھولوں کی پنکھڑیاں ہیں جس کے جنبش کے وقت گوشہائے قلب و جگر وا ہو کر محوِ حیرت ہو جاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے سرور کائنات، فخر موجودات، محبوب رب العالمین کے قامت سرو قد، زلف عنبریں، چشم سرگیں، رخسارِ گلعذار، لبہائے خندہ زار کی ایسی تصویر کھینچی ہے کہ اگر کسی نے باغ و بہار نہ دیکھی ہو تو حضور پر نور ﷺ کو دیکھ لے یا وہ اوصافِ مقدس جو حقیقت پر مبنی ہیں سن لے۔ فقیر ان مذکورہ بالا امور مقدسہ کو ترتیب وار عرض کرتا ہے۔

قدرعنا

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا قد درمیانہ تھا آپ طویل القامۃ تھے نہ پستہ قد جب آپ کے ساتھ دراز قد والے چلتے تھے تو آپ ان سے اونچے نظر آتے ان سے جدا ہونے کے بعد آپ درمیانہ قد نظر آتے تھے۔ (ابن عساکر)

فائدہ

نبی پاک ﷺ کا یہ معجزہ تھا کہ کتنا ہی طویل القامۃ آپ کے ساتھ چلتا یا بیٹھتا تو دیکھنے والوں کو آپ کا قد مبارک اس سے اونچا بھی نظر آتا اور آپ اپنی ہیئت کذائیہ میں بھی بدستور نظر آتے۔

نکتہ

یہ اس لئے تھا تا کہ جس طرح باطن میں آپ سب سے بڑے ہیں ایسے اللہ تعالیٰ نے ظاہر بھی آپ کو ہر وصف میں بڑا کر کے دکھایا تو قد رعنا بھی بڑا محسوس ہوتا تا کہ کوئی بھی آپ سے کسی بھی معاملہ میں بڑائی کا دعویٰ نہ کر سکے۔

سایہ ندارد

آپ کے قد کی زیبا کا سایہ نہ تھا۔ اس کی تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ آپ کے اسمائے مبارک میں سے ایک اسم شریف نور ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سورۂ مائدہ میں ہے

قدجآء کم من اللہ نور و کتب مبین.

البتہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور کتاب واضح آئی۔

اور ظاہر ہے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ (حکیم ترمذی، م ۲۵۵ھ) نے نوادر الاصول میں بروایت ذکوان (تابعی) نقل

کیا ہے کہ دھوپ اور چاندنی میں رسول اللہ ﷺ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔امام ابن سبع کا قول ہے کہ حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ نور تھے لہٰذا جب آپ دھوپ یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔بعض نے کہا ہے کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ جب آپ نے یہ دعا مانگی کہ اللہ میرے تمام اعضاء اور جہات میں نور کر دے۔تو دعا کو اس قول پر ختم فرمایا

واجعلني نورا.

اور مجھ کو نور بنا دے۔

فائدہ

حدیث ذکوان مرسل ہے مگر ابن مبارک و ابن جوزی نے بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا سایہ نہ تھا جب آپ دھوپ میں کھڑے ہوتے تو آپ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب آتی اور جب چراغ کے سامنے کھڑے ہوتے تو چراغ کی روشنی پر غالب آتی۔بعض کا قول ہے کہ آپ کا سایہ نہ ہونے میں یہ حکمت تھی کہ آپ کے سایہ کو کوئی پامال نہ کرے۔(زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰)

مزید تحقیق فقیر نے رسالہ ''سایہ ندارد'' میں لکھ دی ہے۔

زلف عنبریں

سر مبارک کے بال نہ تو بہت گھونگھر والے تھے اور نہ بہت سیدھے بلکہ دونوں کے بین بین تھے ان بالوں کی درازی میں مختلف روایتیں آئیں ہیں کانوں تک، کانوں کے نصف تک، کانوں کی لو تک، شانہ مبارک کے نزدیک تک، شانوں تک۔ان سب روایتوں میں تطبیق یوں ہے کہ ان کو مختلف اوقات و احوال پر محمول کیا جائے یعنی جب آپ کٹوا دیتے تو کان تک رہ جاتے پھر بڑھ کر نصف گوش یا نرمۂ گوش یا شانہ تک پہنچ جاتے۔اگر موئے مبارک خودبخود پراگندہ ہو جاتے تو آپ ان کو دو حصے بطور مانگ کر لیتے اور اگر از خود نہ بکھرتے تو بحال خود رہنے دیتے اور با تکلف مانگ نہ نکالتے۔

احادیث میں ہے کہ جب حضور ﷺ بالوں کو جھاڑتے تو مشک و عنبر کی لپٹیں نکلا کرتیں۔

گیسوئے پاک کی قدر و منزلت

حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں

سمعت رسول الله ﷺ و ....وشعرة من شعري فالجنة عليه حرام.

(جامع صغیر صفحہ ۴۵، کنز العمال صفحہ ۲۷۶)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے اپنا گیسوئے پاک ہاتھ مبارک میں لے کر فرمایا کہ جس نے میرے ایک بال کو بھی ایذا دی اس پر جنت حرام ہے۔

یعنی حضور ﷺ کے ایک بال اقدس کی بے ادبی اور گستاخی جہنم میں لے جانے والی ہے اسی لئے ابن تیمیہ نے کہا اور محدثین کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ جو حضور ﷺ کے شعر (بال) کو شُعیر ''چھوٹا سا بال'' یعنی تحقیر کے طور پر کہا تو واجب القتل ہے۔ یہ نزاکتیں صحابہ کرام ہی سمجھتے تھے۔

انتباہ

گیسوئے پاک کو سنبل کہنا محض سمجھانے کے لئے ورنہ کہاں سنبل کہاں زلفِ سید الرسل ﷺ۔ مزید زلف پاک کے بارے میں فقیر کی تصنیف ''گیسوئے رسول'' کا مطالعہ کیجئے۔

چشمانِ سرمگین

حضور سرورِ عالم ﷺ کی مبارک آنکھیں بڑی نہ اتنی بڑی کہ باہر نکلی ہوئی ہوں اور قدرتِ الٰہی سے سرمگیں اور پلکیں دراز تھیں، آنکھوں کی سفیدی میں باریک سرخ ڈورے تھے۔ کتب سابقہ میں یہ بھی ایک علامت نبوت تھی یہی وجہ تھی کہ جب آپ نے ۲۵ سال کی عمر شریف میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ان کے غلام میسرہ کے ساتھ تجارت کے لئے ملکِ شام کا سفر کیا اور بصرہ میں نسطور راہب کے عبادت خانہ کے قریب ایک درخت کے نیچے اترے تو راہب مذکور نے میسرہ سے حضور ﷺ کی نسبت یہ سوال کیا کیا ان کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے؟

میسرہ نے جواب دیا ہاں اور وہ سرخی آپ سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔ (دلائل ابی نعیم صفحہ ۵، خصائص جلد ا صفحہ ۹۱)

فائدہ

یہ تو چشمانِ سرمگین کا ظاہری وصف جسے نرگس سے تعبیر کیا گیا ہے اور باطن وصف کا کیا کہنا جس کا خلاصہ یوں سمجھئے کہ چودہ طبق آپ کی نگاہ پاک سے اوجھل نہ تھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ قوتِ بصارت عطا ہوئی تھی کہ آپ جس شئے کو دیکھتے خواہ وہ غایت درجہ خفاء میں ہوا سے یوں ادراک فرماتے تھے کہ جس طرح وہ واقع اور نفس الامر میں ہوا کرتی۔ (زرقانی علے المواہب جلد ۴ صفحہ ۸۲)

رؤیۃ باطنی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مازاغ البصر وماطغی. (پارہ ۲۷)

مجھے دیکھنے میں پلک بھی نہ تو جھپکی۔

فائدہ

یہ میرا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ نے عین ذات کو دیکھا چشم مصطفیٰ نے جو کچھ دیکھا دل نے اس کی تصدیق کی۔

احادیث مبارکہ

(۱)قال رسول اللہ ﷺ رایت ربی عزوجل فی احسن صورۃ الخ. (مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب تعالیٰ کو احسن صورت میں دیکھا۔

(۲)امام بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اندھیری رات میں روشن دن کی طرح دیکھتے تھے۔(خصائص کبریٰ جلد اصفحہ ۶۰)

(۳)حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے تمہارا رکوع اور خشوع پوشیدہ نہیں میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے دیکھتا ہوں۔(بخاری)

فائدہ

امام مجاہد (م ۱۰۴ھ) نے "الذی یرک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین" (شعراء رکوع ۱۱) کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں پچھلی صفوں کو یوں دیکھتے تھے جیسا کہ اپنے سامنے والوں کو۔ تفسیر خازن میں لکھا ہے

وقیل معناہ یری تقلب بصرک فی المصلین فانہ کان رسول اللہ ﷺ یبصر من خلفہ کما یبصر من قدامہ. (انتہٰی)

اس حدیث مرسل کو امام حمیدی (متوفی ۲۰۹ھ) نے اپنی مسند میں اور ابن منذر (متوفی ۳۱۸ھ) نے اپنی تفسیر اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ دیکھو مواہب لدنیہ جز اول صفحہ ۲۵۲ اور خصائص کبریٰ جز اول صفحہ ۶۱

انتباہ

جن احادیث مبارکہ میں حضور سرورِ عالم ﷺ غیبی امور کے دیکھنے کا ذکر ہے وہاں دیکھنا حقیقی یعنی آنکھ سے دیکھنا مراد ہے جو بطورِ خرقِ عادت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو قوت عطا فرمائی۔ جس طرح آپ کے قلب مبارک کو معقولات کے ادراک میں حاطہ و وسعت بخشی تھی اسی طرح آپ کے حواس لطیفہ کو محسوسات کے احساس میں وسعت فرمائی تھی مثلاً آپ ملائکہ و شیاطین کو دیکھا اور شب معراج کی صبح کو مکہ معظّمہ میں قریش کے سامنے بیت المقدس کو دیکھ کر اس کا حال بیان فرمانا اور مسجد نبوی کے بننے کے وقت آپ کا مدینہ منورہ سے کعبہ مشرفہ کو دیکھنا، زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھ

لینا اور حضرت جعفر طیار کو شہادت کے بعد بہشت میں فرشتوں کے ساتھ اُڑتے دیکھنا یہ تمام امور آپ کی قوتِ بینائی پر دلالت کرتے ہیں۔

غزوۂ احزاب میں خندق کھودتے وقت ایک سخت پتھر حائل ہوگیا تھا جسے حضور ﷺ نے کدال کی تین ضربوں سے اُڑا دیا۔ پہلی ضرب پر فرمایا کہ میں یہاں سے شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں دوسری ضرب پر فرمایا کہ میں یہاں سے کسریٰ کا سفید محل دیکھ رہا ہوں تیسری ضرب پر فرمایا کہ اس وقت میں یہاں سے ابوابِ صنعاء کو دیکھ رہا ہوں۔ اسی طرح جب غزوۂ موتہ میں حضراتِ زید بن حارث و جعفر بن ابی طالب و عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یکے بعد دیگرے بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے تو حضورِ اقدس ﷺ مدینہ منورہ میں ان واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور بیان فرمارہے تھے۔

لطیفہ

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عین ذات کو نہیں بلکہ صفاتی جلوہ وہ بھی سوئی کے سوراخ برابر وہ بھی پہاڑ کے واسطہ سے وہ بھی دیکھا نہیں جلوہ دکھایا گیا پھر اس کی کیفیت جو ہوئی وہ حدیث میں پڑھئے

امام طبرانی و معجم صغیر میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی فرمائی تو یہ عالم تھا کہ

کان یبصر النملة علی الصفآء فی اللیلة الظلماء مسیرة عشرة فرسخ.

(شرح شفاء للملا علی قاری جلد ۱ صفحہ ۱۷۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اندھیری رات میں صاف پتھر پر دس فرسخ کے فاصلہ سے چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔

فائدہ

ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔ دس فرسخ کے تیس میل بنے گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام تین میل دور کی چیز کا ادراک فرماتے تھے۔ زمین پر اور عالم سفلی میں مگر حبیب خدا ﷺ کی نظروں کے سامنے پندرہ میل کی مسافت کیا ہے۔ یہ نظریں تو ہزاروں میل دور کی چیزوں کو دیکھ لیتی ہیں اور عالم علوی و عالم سفلی کے ہر ذرہ کا ادراک فرمالیتی ہیں یعنی حضرت موسیٰ کلیم کی نظریں زمین پر ہیں اور محبوبِ خدا ﷺ کی نظریں .... سے بھی پار ہیں۔

رخسارِ اقدس

آپ کے رخسارِ اقدس کے بارے میں بعض مفسرین نے آیۃ ”مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح“ (الآیۃ پارہ

۱۸) کی تفسیر بتایا ہے۔امام نفطویہ نے فرمایا کہ

هذا مثل ضربه الله لحبيبه عليه الصلوٰة و السلام يقول يكاد و منظره يدل على نبوته و ان لم يتل قرآنا. (نزہۃ المجالس، بے مثل بشر صفحہ ۴۰)

یہ اشارہ ہے کہ چہرہ مبارک بغیر دعویٰ نبوت اور تلاوتِ قرآن کے اہل بصیرت کے دلیل ہے آپ کی رسالت کی۔

حضرت عبداللہ بن رواہ نے فرمایا

لولم تكن فيه آيات مبينه لكان منظره ينبئك بالخير.

اگر حضور ﷺ سے وحی الٰہی و معجزات کا ظہور نہ ہوتا تو بھی آپ چہرۂ اقدس آپ کی نبوت کی دلیل کافی تھا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب آپ کی ہجرت کے فوراً بعد میں مدینہ پاک میں آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تو جب غور سے دیکھا تو فرمایا کہ

عرفت انه وجه غير كذاب. (رواہ الترمذی)

یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں ہوسکتا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے چہرۂ اقدس کے متعلق فرماتی ہیں

كان رسول الله ﷺ احسن الناس وجهاً وانور هم.

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس حسن و جمال میں بڑھ کر اور رنگ میں روشن تر تھا۔

لب اطہر

امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ

كان رسول الله ﷺ احسن عباد الله شفتين.

حضور سرورِ عالم ﷺ کے ہونٹ پاک تمام انسانوں اللہ کے بندوں سے حسین تر تھے۔

(۲) دوسری روایت میں فرمایا کہ

كان رسول الله ﷺ الطف عباد الله شفتين.

رسول اکرم ﷺ کے لب اطہر تمام بندوں سے خوبصورت تھے۔

(۳) امام ترمذی نے شمائل میں آپ کے لبوں کے بیان میں ضليع الفم کا لفظ لائے ہیں اس کا بعض شارحین نے منہ کا فراخ ہونا مراد لیا لیکن یہ معنی موزوں نہیں۔اس کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معنی لکھا ہے

ذبول شفيته ووقتها وحسنهما.

اس سے آپ کے ہونٹوں کا نرم و نازک و پتلا اور حسین ہونا مراد ہے۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ نے اس کی خوب ترجمانی فرمائی ہے

لباں سرخ آکھاں کہ لعل یمن..........

اپنے ان باغوں کا صدقہ وہ رحمت کا پانی دے
جس سے نخلِ دل ہو پیدا پیارے وِلا کی شاخ

حل لغات

نخل، کھجور کا درخت۔ پیارے، اے پیارے محبوب کو مخاطب کرنے کا کلمہ۔ وِلا، محبت۔

شرح

اے کائنات کے آقا ﷺ ہمیں اپنی رحمت کا ایسا پانی عطا فرمایئے جو آپ کے ان باغوں اور لالہ زاروں کا صدقہ ہو اور جس سے اے پیارے ہمارے نخلِ دل میں آپ کی محبت کی شاخ در شاخ پھوٹ نکلے۔

بڑی تمنا

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے وہی مانگا جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقصد اول تھا یعنی حضور سرورِ عالم ﷺ کا پیار اور معیت بالدوام۔

سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک دن حضور ﷺ کے عاشق زار حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو ان کا چہرہ اترا ہوا اور رنگ اڑا ہوا دیکھ کر حضور ﷺ نے وجہ پوچھی تو دردمند عاشق نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نہ کوئی جسمانی تکلیف اور نہ کہیں درد۔ بات یہ ہے کہ رُخِ انور جب آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے تو دل بے تاب ہو جاتا ہے فوراً زیارت سے اس کو تسلی دیتا ہوں۔ اب رہ رہ کر مجھے یہ خیال ستا رہا ہے کہ جنت میں حضور ﷺ کا مقام بلند کہاں ہوگا اور یہ مسکین کس گوشہ میں پڑا ہوگا۔ اگر روئے تاباں کی زیارت نہ ہوئی تو میرے لئے جنت کی ساری لذتیں ختم ہو جائیں گی فراق وہجر کا یہ جانکاہ صدمہ تو اس دلِ ناتواں سے برداشت نہ ہو سکے گا۔ حضور ﷺ یہ ماجرا سن کر خاموش ہو گئے یہاں تک جبرئیل امین فردہ لے کر تشریف لائے۔

من يطع الله والرسول الخ. (پارہ ۵)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ آپ کو شہداء کے درمیان دفن کردیں اور بعض کہتے تھے کہ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے ۔میں نے کہا میں تو انہیں اپنے حجرے میں اپنے محبوب ﷺ کے پاس دفن کروں گی ابھی ہم اس خیال میں تھے کہ مجھ پر نیند غالب آگئی میں نے کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ محبوب کو محبوب کی طرف لے آؤ۔ جب میں بیدار ہوئی تو پتہ چلا کہ تمام حاضرین نے اس کو سن لیا تھا یہاں تک کہ مسجد میں موجود لوگوں نے بھی اس آواز گوش ہوش سے سنا۔

وفات سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے تابوت کو حضور ﷺ کے روضۂ انور کے پاس لاکر رکھ دینا اور "السلام علیکم یارسول اللہ علیک وسلم" عرض کرنا کہ حضور! ابوبکر آپ کے آستانۂ عالیہ پر حاضر ہوا ہے اگر اجازت ہوئی تو دروازہ کھل جائے گا اور مجھے اندر لے جانا ورنہ جنت البقیع میں دفن کردینا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوبکر کی وصیت پر عمل کیا گیا تو ابھی وہ کلمات پایۂ اختتام کو نہ پہنچے تھے کہ پردہ اُٹھ گیا اور آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کی طرف لے آؤ۔

سیدنا ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ربیعہ بن کعب (سلمی) کا بیان ہے کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں رہا کرتا تھا۔ آپ کے وضو کے لئے پانی لا دیا کرتا تھا اور دیگر خدمت (جامہ مسواک وشانہ) وغیرہ بھی بجالایا کرتا تھا۔ ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا "سل" (مانگو) میں نے عرض کیا

اسئلک مرافقتک فی الجنة.

میں آپ سے بہشت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔

آپ نے فرمایا یہ تمہارے لئے ہے کچھ اور بھی۔ حضرت ربیعہ نے عرض کیا کہ میرا مقصود تو وہی ہے آپ نے فرمایا تو کثرتِ سجدہ سے میری مدد کر۔ مطلب یہ ہے کہ خود بھی اس مقامِ بلند کی شان پیدا کرو اور میری عطا کے ناز پر کثرتِ عبادت سے غافل نہ ہو جاؤ۔

جب حضرت مصعب بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کی تلاوت اور اسلام کی تفسیر کررہے تھے۔ حضرت ابوعبدالرحمٰن آپ کی طرف متوجہ ہو کر سن رہے تھے اس دوران جب بھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر آتا تو عبدالرحمٰن کی آنکھوں میں رسول اللہ ﷺ کا شوقِ دیدار چمک اٹھتا اور آپ کی ملاقات کے لئے بے چین ہو جاتے۔ ایک بار عبدالرحمٰن نے حضرت مصعب کی طرف متوجہ ہو کر کہا رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا کس قدر اشتیاق ہے کب سال جائے گا اور موسمِ حج آئے گا اور ہم آپ

کی زیارت سے مشرف ہوں گے حضرت مصعب مسکرائے اور فرمایا ابوعبدالرحمٰن صبر کرو۔ دن جلد ہی گزر جائیں گے۔

سیدہ ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنگ احد میں اپنے شوہر حضرت زید بن عاصم اور اپنے دونوں بیٹوں حضرت عمارہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لے کر میدان میں کود پڑیں اور جب کفار نے حضور ﷺ پر حملہ کر دیا تو یہ ایک خنجر لے کر کفار کے مقابلہ میں کھڑی ہو گئیں اور کفار کے تیر و تلوار کے ہر ایک وار کو روکتی رہیں یہاں تک کہ جب ابن قمیہ ملعون نے رحمت عالم ﷺ پر تلوار چلا دی تو حضرت ام عمارہ نے اس تلوار کو اپنی پیٹھ پر روک لیا چنانچہ ان کے کندھے پر اتنا گہرا زخم لگا کہ غار پڑ گیا۔ پھر خود بڑھ کر ابن قمیہ کے کندھے پر اس زور سے تلوار ماری کہ وہ دو ٹکڑے ہو جاتا مگر وہ ملعون دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے بچ گیا۔ اس جنگ میں بی بی ام عمارہ کے سر و گردن پر تیرہ زخم لگے تھے حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے ایک کافر نے جنگ احد میں زخمی کر دیا اور میرے زخم سے خون بند نہیں ہوتا تھا۔ میری والدہ ام عمارہ نے فوراً اپنا کپڑا پھاڑ کر زخم کو باندھ دیا اور کہا بیٹا اُٹھو کھڑے ہو جاؤ اور پھر جہاد میں مشغول ہو جاؤ۔ اتفاق سے وہی کافر سامنے آ گیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ام عمارہ! دیکھ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا یہی ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت ام عمارہ نے جھپٹ کر اس کافر کی ٹانگ میں تلوار کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ وہ کافر گر پڑا اور پھر چل نہ سکا بلکہ سرین کے بل گھسٹتا ہوا بھاگا۔ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا کہ اے ام عمارہ تو خدا کا شکر کر کہ اس نے تجھ کو اتنی طاقت اور ہمت عطا فرمائی کہ تو نے خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ حضرت ام عمارہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو جنت میں آپ کی خدمت گزاری کا شرف عطا فرمائے اس وقت آپ نے ان کے لئے اور ان کے بیٹوں کے لئے اس طرح دعا فرمائی کہ

اللھم اجعلھم رفقائی فی الجنۃ.

یا اللہ ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا دے۔

چنانچہ حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندگی بھر اعلانیہ کہتی رہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کے بعد دنیا میں بڑی سے بڑی مصیبت مجھ پر آ جائے تو مجھ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

یادِ رخ میں آہیں کر کے بن میں میں رویا آئی بہار
جھومیں نسیمیں نیساں برسا کلیاں چٹکیں مہکی شاخ

حل لغات

بن، جنگل۔ نیساں، بارش جوسمندر میں موتی پیدا کرتی ہے۔

شرح

اپنے محبوب تاجدار مدینہﷺ کے رخِ تاباں کی یاد میں جنگلوں کے اندر آہیں بھر بھر کے میرے رونے کی وجہ سے جنگل میں بہار آگئی۔ نسیم صبح جھوم جھوم کر اٹھی اور ابر نیساں نے خوب بارش برسائی جس سے کلیاں چٹک کر پھول بن گئیں اور شاخ و بن مہک اٹھے دراصل یہ شعر اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کے ان کارناموں کو اجاگر کر رہا ہے جو انہوں نے ہندوستان جیسے تنگ و تاریک ملک میں سرانجام دیئے جس کے بڑے اچھے نتائج برآمد ہوئے اور وہ یہ تھے کہ مسلمانانِ ہند کو مسلک اہل سنت پر راسخ اور نہایت مضبوط فرمایا بدمذہبوں اور گمراہوں سے ڈٹ کر مقابلہ فرمایا اور ان کے عقائد فاسدہ سے لوگوں کو بچایا۔

تحدیث نعمت

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تعلّی نہیں بلکہ تحدیث نعمت فرمایا ہے جو قرآنی حکم ہے۔

واما بنعمة ربک فحدث (پارہ ۳۰، الم نشرح)

اور بہر حال اپنے رب کی نعمت کو بیان کیجئے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے کارنامے

یوں تو امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ ک زندگی کا دین کے لئے درکار ہیں صرف تین کارناموں کی تفصیل مولانا مصاجی سنئے۔

مندرجہ ذیل تین فنون اور شعبہ ہائے عمل ایسے ہیں جن پر آپ کو کامل عبور تھا اور خصوصی دلچسپی بھی جس کی نظیر کسی دوسرے عالم کے یہاں ملتی

(۱) افتاء و تحقیقاتِ علمیہ (۲) ردوہابیہ (۳) ردِ فرقِ باطلہ

افتاء اور ردِ وہابیہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں ردوہابیہ اور افتاء یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے۔ ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ میں بھی ایک حاذق طبیب کے مطب میں سات برس بیٹھا مجھے وہ وقت وہ دن وہ جگہ وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔ میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم بڑی کوشش و جانفشانی سے نکالا اور اس کی تائیدات مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا تو انہوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب ورق ردہو گئے وہی

جملے اب تک دل میں پڑے ہوئے ہیں اور قلب میں اب تک ان کا اثر باقی ہے۔

خودستائی جائز نہیں مگر وقت حاجت، اظہارِ حقیقت تحدیث نعمت ہے۔ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا

اجعلنی علیٰ خزائن الارض انی حفیظ علیم.

زمین کے خزانے میرے ہاتھ دیدیجئے بیشک میں حفظ والا علم والا ہوں۔

بفضل ورحمت الٰہی پھر بعون وعنایت رسالت پناہی ﷺ افتا اور ردوہابیہ کہ دونوں کامل فن، نہایت عالی فن انہیں یہاں سے اچھا انشاء اللہ ہندوستان میں کہیں نہ پائے گا غیر مما لک کی بابت نہیں کہتا۔ (الملفوظ حصہ اول، کتب خانہ سمنانی میرٹھ، صفحہ ۷۳)

مسلمانوں کو ملحدوں، بدمذہبوں اور گستاخوں کے بارے میں متنبہ کرتے ہوئے کس دلسوزی کے ساتھ بیان فرماتے ہیں مسلمانو! ذرا ادھر خدا اور سول کی طرف متوجہ ہو کر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو رات دن بلا وجہ محض فحش مغلظ گالیاں دینا اپنا شیوہ کرلیں بلکہ اپنا دین ٹھہرالیں کیا ان سے تم بکشادہ پیشانی لوگے؟ حاشا ہر گز نہیں اگر تم میں نام کو غیرت باقی ہے اگر تم میں انسانیت ہے اگر تم اپنی ماں کو ماں سمجھتے ہو اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو تو انہیں دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے تمہاری آنکھوں میں خون اتر آئے تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارا نہ کرو گے۔

للہ انصاف! صدیق اکبر و فاروقِ اعظم زائد یا تمہارے باپ؟ اور ام المومنین عائشہ صدیقہ زائد یا تمہاری ماں؟ ہم صدیق و فاروق کے ادنیٰ غلام ہیں اور الحمد للہ کہ ام المومنین کے بیٹے کہلاتے ہیں۔ ان کو گالیاں دینے والوں سے اگر یہ برتاؤ نہ برتیں جو تم اپنی ماں بلکہ اپنے آپ کو گالیاں دینے والوں سے برتتے ہو تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے بڑے نا خلف بیٹے ہیں ایمان کا تقاضہ یہ ہے آگے تم جانو تمہارا کام۔

نیچری تہذیب کے مدعیوں کے ہم نے دیکھا ہے کہ ذرا کوئی کلمہ ان کی شان کے خلاف کہا ان کا تھوک اُڑنے لگتا ہے، آنکھیں لال ہو جاتی ہیں، گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں، اُس وقت وہ مجنون تہذیب بکھری پھرتی ہے وجہ کیا ہے کہ اللہ و رسول و معظمانِ دین سے اپنی وقعت دل میں زیادہ ہے ایسی ناپاک تہذیب انہیں مبارک فرزندانِ اسلام اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

خود حضور اقدس ﷺ نے مسجد نبوی سے بدمذہبوں کے نام لے کر اُٹھا دیا ایک مرتبہ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نمازِ جمعہ میں دیر ہوگئی۔ راستے میں چند لوگ مسجد سے لوٹے چلے آرہے ہیں آپ اس ندامت کی وجہ سے کہ ابھی میں نے

نماز نہیں پڑھی چھپ گئے اور وہ اس ذلت کی وجہ سے جو مسجد شریف سے نکال دینے میں ہوئی تھی الگ چھپ کر نکل گئے۔

اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یایها النبی جاهد الکفار والمنفقین واغلظ علیهم

اے نبی جہاد فرما اور سختی فرما کافروں اور منافقوں پر۔

اور فرماتا ہے عز وجل

محمد رسول الله والذین معه اشدآء علی الکفار رحمآء بینهم.

محمد اللہ کے رسول ہیں (ﷺ) اور جو ان کے ساتھی ہیں کفار پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔

اور فرماتا ہے جل وعلا

ولیجدوا فیکم غلظة.

لازم کہ کفار تم میں سختی پائیں۔

تو ثابت ہوا کہ کافروں پر حضور اکرم ﷺ سختی فرماتے تھے۔ (الملفوظ اول، صفحہ ۹۶، ۹۷)

الاجازات المتینہ میں تحریر فرماتے ہیں میرے وہ فنون جن کے ساتھ مجھے پوری دلچسپی ہے جن کی محبت عشق وشیفتگی کی حد تک نصیب ہوئی ہے وہ تین ہیں اور تینوں بہت اچھے ہیں۔

(۱) سب سے پہلا، سب سے بہتر، سب سے اعلیٰ، سب سے قیمتی فن یہ ہے کہ رسولوں کے سردار (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین) کی جنابِ پاک کی حمایت کے لئے اس وقت کمربستہ ہو جاتا ہوں جب کوئی کمینہ وہابی گستاخانہ کلام کے ساتھ آپ کی شان میں زبان دراز کرتا ہے میرے پروردگار نے اسے قبول فرمالیا تو وہ میرے لئے کافی ہے۔ مجھے اپنے رب کی رحمت سے امید ہے کہ میرا بندہ میری بابت جو گمان رکھتا ہے میں اس کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں۔

(۲) پھر دوسرے نمبر پر وہابیوں کے علاوہ ان تمام بدعتیوں کے عقائد باطلہ کارد کر کے انہیں گزند پہنچاتا رہتا ہوں جو دین کے مدعی ہونے کے باوجود دین میں فساد ڈالتے رہتے ہیں۔

(۳) پھر تیسرے نمبر پر بقدرِ طاقت مذہب حنفی کے مطابق فتویٰ تحریر کرتا ہوں وہ مذہب جو مضبوط بھی ہے اور واضح بھی تو یہ تینوں میری پناہ گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں انہیں میرا بھروسہ میرا ان کے لئے مستعد رہنا اور ان کا میرے ساتھ مخصوص ہونا میرے سینہ کو خوب ٹھنڈا کرتا ہے۔ اللہ میرے لئے کافی ہے اور بہترین کارساز مولیٰ بہترین والی ہے۔

(الاجازات المتینہ للعلماء مکہ والمدینہ ۱۳۲۴ھ، مطبوعہ بریلی)

ظاہر وباطن ،اول وآخر زیب فروغ وزین اصول
باغِ رسالت میں ہے تو ہی گل غنچہ جڑ پتی شاخ

حل لغات

زیب فروغ،شاخوں کی خوبصورتی۔زین اصول،جڑوں کی زینت۔اصول بمعنی انسانوں کے آباءواجداد۔فروع بمعنی اولاد۔

شرح

اے پیارے محبوب باغِ رسالت میں صرف آپ ہی گلہائے انسانی کی جڑوں اورشاخوں کی زیب وزینت ہیں اور آپ ہی اول وآخر اورظاہروباطن ہیں اورآپ ہی پھول اورغنچہ اورجڑ اور پتی اور شاخ ہیں یعنی نسل انسانی لہلاتی کھیتی کی بہاراور چمنستانِ رسالت کی شاخ وبن دراصل آپ ہی ہیں کیونکہ آپ اگر نہ ہوتے تو یہ لہلاتی کھیتیاں اوررسالت کی پر بہار شادابیاں ہرگز نہ ہوتیں۔

اوصافِ جمیلہ وصفاتِ جمیلہ

اس شعر میں امامِ اہل سنت نے حضور سرورِ عالم ﷺ کے متعدد صفاتِ کریمہ کو جمع فرمادیا ہے۔آپ ﷺ ظاہر ہیں، سیدنا باطن ﷺ ،سیدنا اول ﷺ ،سیدنا آخر، زیب فروع ﷺ ،اصول کی زینت ﷺ ،آپ ﷺ باغِ رسالت کے گل غنچہ، جڑ پتی ،شاخ سب کچھ ہیں یہ وہ اوصاف ہیں جن کے ہرایک کے لئے مستقل تصنیف چاہیے۔

(۱)اولیت سرکارِ مدینہ ﷺ اہل اسلام کو مسلم ہے سوائے وہابیہ اور چند دیگر بدمذاہب کے۔علمائے اہل سنت کی اس موضوع پر متعدد تصانیف موجود ہیں۔فقیر نے بھی ان کے فیض سے ''ھوالاول'' ایک تصنیف تیار کی ہے۔

(۲) ظاہروباطن(ﷺ)امام العلماء شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ آپ کا ظاہرو باطن ہونا۔آپ کے ہی انوار نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے کسی کا ظہور آپ کے ظہور کی مانند اور کسی کا نور آپ کے نور کا ہم پلہ نہیں اور باطن سے مراد آپ وہ اسرار ہیں جن کی حقیقت کا ادراک ناممکن ہے اورقریب وبعید کے لوگ آپ کے جمال میں کھو کر رہ گئے۔(مدارج جلدا صفحہ ۸)

کسی نے سرائیکی میں خوب فرمایا

حقیقت محمددی پاکوئی نہیں سکدا(ﷺ)

اتھاں چپ دی جاھے الا کوئی نہیں سکدا

حضور ﷺ کی حقیقت تک کوئی نہیں پہنچ سکتا یہاں سوائے خاموشی کے اور کوئی چارہ نہیں۔

(۳) آپ آخر ہیں (ﷺ) یعنی خاتم النبیین ہیں۔

(۴) آپ اصول کی زیب وزینت ہیں کہ سب سے پہلے آپ کا نور پیدا کیا گیا اس سے باقی تمام مخلوق۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حدیث کا ترجمہ کیا

تواصل آمدی ازنخست وگرھرچه موجود شد فرع تست

آپ سب سے پہلے سب کی اصل ہیں دوسرے جتنے پیدا ہوئے وہ آپ کی فرع ہیں۔

اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام جب حضور ﷺ کو یاد کرتے تو کہتے

باابنی ظاهر اویاابای معنی. (مواہب لدنیہ)

اے ظاہر اً میری اولاد اور باطن میں میرے اصل۔

(۵) یہ زیب وزینت فروع یعنی آپ نہ ہوتے تو جملہ عالم نہ ہوتا۔

حدیث لولاک اس مضمون کی بہترین شرح ہے اور یہ حدیث صحیح ہے انہوں نے کہا کہ یہ حدیث موضوع یا ضعیف ہے وہ خود علم میں ضعیف و ناتواں ہیں۔ اس کی تحقیق فقیر کی تصنیف "شرح حدیث لولاک" کا مطالعہ کریں۔

آل احمد خذبیدی یا سیدی حمزہ کن مددی

وقت خزاں عمر رضا ہو برگ ہدیٰ سے زعاری شاخ

حل لغات

آل احمد، جن کو لقب شریف اچھے میاں تھا، یہ بزرگ مارہرہ شریف (انڈیا) کے رہنے والے تھے۔ خذبیدی، میرا ہاتھ تھامئے۔ یاسیدی، اے میرے سردار۔ حمزہ، نام بزرگ از بزرگانِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، کن مددی، میری مدد فرمائے۔ وقت خزاں عمر رضا، رضا کے عمر کے خزاں کے وقت یعنی بوقت موت۔ برگِ ہدیٰ، ہدایت کی پتی۔ عاری، ننگی۔

شرح

اے آل احمد اچھے میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری دستگیری فرمایئے گا اور اے میرے سردار حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری مدد کیجئے گا۔ رضا کی موت (دمِ واپسی) کے وقت کہیں ایسا نہ ہو کہ رضا کی شاخِ تمنا برگِ ہدایت سے خالی جائے۔

تعارف سید آل احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے بارے میں شجرہ قادریہ میں یوں کہا

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرنور کر
اچھے پیارے شمس دین بدرالعلیٰ کے واسطے

آپ کے والد گرامی کا نام سید حمزہ مارہروی ہے انہی کے لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اسی شعر میں یا سیدی حمزہ کن مددی فرمایا اور شجرہ شریف میں کہا

حب اہل بیت دے آل محمد کے لئے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

سیدنا آل احمد عرف اچھے میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مختصراً پہلے عرض کیا گیا ہے آئندہ بھی بہت کچھ عرض کیا جائے گا۔ (انشاءاللہ)

حضرت اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدارجِ عالیہ کا اندازہ اس واقعہ سے لگایئے کہ جب مولوی عبدالمجید بدایونی (ف ۱۸۲۶ء) کے دل میں مرشد کامل سے بیعت ہونے کی آرزو پیدا ہوئی تو عالم رویاء میں یہ دیکھا کہ حضورﷺ کی مجلس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر اور دیگر اولیائے کرام موجود ہیں۔ حضورﷺ کے اشارے سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مولانا عبدالمجید بدایوانی کا ہاتھ شاہ آل احمد مارہروی کے ہاتھ میں دے دیا۔ مولوی صاحب صبح جب بیدار ہوکر مارہرہ روانہ ہوگئے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت سے مشرف ہوکر بعدہ خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ تحقیق کے لئے دیکھئے ''تذکرۂ علمائے ہند'' تالیف مولوی رحمان علی، مرتبہ ومترجم پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری صفحہ ۳۲۳۔

زیارت مزارِ رسولﷺ اور ابن تیمیہ اور نجدی

اہل سنت کے نزدیک زیارتِ مزارِ رسولﷺ کی زیارت قریب بواجب ہے اور اسی کی نیت سے مدینہ پاک کا سفر کرے اور باقی اسی کے طفیل۔ امام اہل سنت احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

اس کے طفیل خدا نے حج بھی کرادیئے — اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

ابن تیمیہ اور نجدی کہتے ہیں کہ براہِ راست مزارِ رسولﷺ کی نیت سے نہیں بلکہ مسجد نبوی کی نیت سے مدینہ کا سفر ہے۔ مسجد نبوی کے طفیل مزار کی نیت کرلے تو کوئی حرج نہیں۔ ابن تیمیہ نے زیارتِ مزارِ رسولﷺ کی تمام روایات کو موضوع اور بعض نے ضعیف قرار دے کر قصہ ختم کردیا۔ حضرت امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شفاء السقام میں ہر حدیث کی علیحدہ علیحدہ سند ذکر کرکے تحقیق فرمائی کہ ابن تیمیہ کا نظریہ غلط اور سراسر غلط ہے۔ فقیر اسی شفاء السقام کی مدد سے

احادیث زیارتِ مزاراتِ رسول ﷺ کی روایات کا مختصراً تحقیق خاکہ پیش کرتا ہے تا کہ زائرِ مزارِ رسول ﷺ کا دل ٹھنڈا اور ایمان کو تازگی نصیب ہو۔

فائدہ

اس تحقیق سے پہلے یہ ذہن نشین فرمالیں کہ جہاں حضور سرورِ عالم ﷺ اب آرام فرما ہیں اس کی زیارت سے زیارتِ گنبدِ خضراء اور جالی مبارک سامنے حاضری کا نام ہے اسی کے بارے میں احادیث مبارکہ وارد ہیں اور انہی میں حضور سرورِ عالم ﷺ شفاعت کا وعدہ کریمہ ہے ان روایات مندرج ذیل عنوانات سے بحث ہے۔

روایان احادیث مبارکہ کے اسماء مبارکہ

(۱) حضرت فاروقِ اعظم (۲) حضرت عبداللہ ابن عمر (۳) حضرت عبداللہ ابن عباس (۴) حضرت انس ابن مالک (۵) حضرت بکیر بن عبداللہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) ان صحابہ کرام سے۔

کتب احادیث

ان احادیث مبارکہ کو بیس آئمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہیں

(۱) امام ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی (۲) علامہ سلیمان بن احمد طبرانی (۳) امام ابوبکر محمد بن اسحاق ابن خزیمہ (۴) امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی (۵) امام ابوجعفر عقیلی (۶) امام ابوبکر عبداللہ بن محمد المعروف بابن ابی الدنیا (۷) امام احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزار (۸) امام ابوالشیخ (۹) امام عبداللہ حسین بن اسمٰعیل محاملی (۱۰) علامہ ابو احمد ابن عدی (۱۱) علامہ حافظ ابن ساکر (۱۲) حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی (۱۳) امام سلیمان بن داؤد طیاسی (۱۴) حافظ ابوعلی سعید بن السکن بغدادی (۱۵) حافظ ابو طاہر (۱۶) علامہ ابو بکر مقری (۱۷) محدث ابوالحسن یحیٰ بن حسن جعفری حسینی (۱۸) امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی ابن جوزی (۱۹) امام ذہبی (۲۰) امام سمہودی صاحب وفاء الوفاء۔

راویانِ احادیث

جن احادیث مقدسہ کو بعد وفات زیارت کرنے والوں کو حضور ﷺ نے عالم حیات ظاہری میں زیارت کرنے والوں کے مثل بتایا ہے اس کی روایت چھ مقتدر صحابہ فرماتے ہیں۔ احادیث مبارکہ کے راویان کرام صحابہ عظام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان کے اسماء یہ ہیں

(۱) حضرت ابوہریرہ (۲) حضرت علی المرتضیٰ (۳) حضرت عبداللہ بن عمر (۴) حضرت عبداللہ بن عباس (۵) حضرت حاطب بن بلتعہ بدری (۶) حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

کتب احادیث

ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات کو چودہ ائمہ حدیث نے اپنی سندات کے ساتھ اپنی کتابوں میں درج فرمایا ہے۔

(۱)دارقطنی (۲)عقیلی (۳)طبرانی (۴)بیہقی (۵)ابویعلی (۶)ابن عدی (۷)ابن عساکر (۸)سعید بن منصور (۹)یعقوبی (۱۰) محاملی (۱۱)ابن نجار (۱۲)سید حسینی (۱۳)ابن جوزی (۱۴)ابوسعید۔

انتباہ

ان محدثین کے مقابلہ میں ابن تیمیہ یتیم فی العلم ہے پھر ان کے راوی ان کی سندات میں اسماءالرجال کی تحقیق کے مطابق ثقہ ہیں جن کی روایت میں امام بخاری جیسے راوی ثقہ ہیں۔ پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں صرف ابن تیمیہ کے کہنے سے کہ احادیث موضوع یا ضعیف ہیں جن کے متعلق بلاتحقیق صرف کہہ دیا اعتبار کرنا اپنے انجام برباد کرنے کے سوا کچھ حاصل ہے۔ اب روایات کے مضامین ملاحظہ ہوں۔

احادیث مبارکہ کے مضامین

(۱)حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

من زار قبری وجبت له شفاعتی.

جس نے میرے مزار کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(۲) انہی سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے بشارت دی

من حج فزارنی بعد وفاتی مکانما زادنی فی حیاتی.

جس نے حج کیا پھر میری قبر شریف کی زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں مجھے دیکھا۔

(۳) صحابی موصوف کی ایک اور روایت میں سرکار نے ہم گنہگاروں کو یوں مژدہ شفاعت سنایا

من جاء نی زائراًلاتعلمه الا زیارتی کان حقاعلی ان اکون له شفیعاً یوم القیمة.

جو میری بارگاہ میں صرف زیارت کی نیت سے حاضر ہوا مجھ پر لازم ہوگیا کہ میں اس کی شفاعت کروں۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

من زارنی بالمدینه محتسباکنت له شفیعاًوشهیدا یوم القیمة.

جو مدینہ پاک میں آکر ثواب کی نیت سے میری زیارت کرے میں روزِ قیامت اس کا شفیع اور گواہ ہوں۔

(۵) محسنِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ حکم بھی حضرت عبداللہ ابن عمر نے نقل فرمایا

من حج البیت ولم یذرنی فقد جفانی.

جس نے خانہ کعبہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے یقیناً مجھ پر ظلم کیا۔

ان احادیث میں زائر طیبہ کے لئے عرصہ محشر کی ہولنا کی میں مصطفیٰ ﷺ کی جانب سے شفاعت و بشارت کا وعدہ مکرم ان کی مرضی کو ظاہر کرر ہا ہے اور اس بات کی دلیل فراہم کرتا ہے کہ گنبدی خضریٰ کی زیارت وفا دارِ رسول کی زندگی کا ایک اہم فریضہ محبت ہے ساتھ ہی ساتھ شرفِ زیارت سے محروم رہنے والوں کو مصطفیٰ ﷺ کی بولی میں ''جفا کار'' کہا جارہا ہے۔راہ محبت کا مسافر حجاز پہنچ کر اگر محروم جلوہ نالاں رہا تو اس نے رسول ﷺ پر ظلم کیا اور جس نے رسول اللہ ﷺ پر ظلم کیا اس نے انہیں اذیت پہنچائی اور جس نے اذیت پہنچائی اسے قہار و جبار خدا کا یہ حکم بھی پڑھ لینا چاہیے۔

ان الذین اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ.

بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر خدا کی پھٹکار ہے دنیا و آخرت میں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اندیشہ سود و زیاں سے قطع نظر عشق و آرزو کی فراوانی شوق کو گنبد خضریٰ کی زیارت کے بغیر اہتمام کیا جائے تو بالکل درست ہو گیا۔

''شفاء السقام'' اور ''تفسیر ابن کثیر'' کے حوالوں کی روشنی میں روضۂ اطہر پر فرشتوں کا ہجوم شوق ملاحظہ ہو۔

ہر صبح ستر ہزار ملائکہ روضۂ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں اور روضۂ مبارک پر اپنے پروں کو ملتے ہیں اور حضور ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور انہیں کے مثل شام کو دوسرے فرشتے آ کر اسی طرح کرتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف ورخ آٹھوں پہر کی ہے

اور اس کے بعد صحابہ کرام کی وہ برگزیدہ جماعت جو فرمانِ رسالت کی عملی تفسیر کا خدا کی زمین پر کامل پیکر تھی اور جسے خالق کائنات نے اپنے محبوب کی الفت و عشق کے لئے منتخب فرما کر یگانہ روزگار بنا دیا ہے ان کی بارگاہ میں چل کر جب ہم اس بارے میں دریافت کرتے ہیں تو ان کی وفا شناس اداؤں کا ریکارڈ کچھ اس طرح تاریخ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔

(۱) حضرت انس روضۂ انور پر حاضر ہیں۔اشتیاق و آرزو کو دل و نگاہ میں بسائے سلام کرر ہے ہیں دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ سلام کرنے کے لئے ہاتھ اس قدر اُٹھ گئے ہیں گویا نماز پڑھنے کے لئے ہاتھوں کو بلند کرر ہے ہوں۔

(۲) حضرت عبداللہ ابن عمر جب سفر سے آتے ہیں بارگاہِ ایزدی میں حاضری دے کر سلام عرض کرنا معمول بن گیا ہے۔

(۳) حضرت میسرہ بیت المقدس کا محاصرہ کرنے والی اسلامی فوج کے کمانڈر حضرت ابوعبیدہ کا ایک اہم ترین پیغام لے کر فاروقِ اعظم کی بارگاہ میں مدینہ منورہ بھیجے جاتے ہیں۔ رات کا وقت ہے دربارِ حبیب میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے روضۂ اقدس پر پہنچ کر سلام عرض کرتے ہیں پھر پیغام رسانی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

(۴) حضرت ایوب سختیانی روضۂ مبارک پر قبلہ کی جانب پشت کئے کھڑے ہیں آنکھوں سے آنسو رواں ہیں بے خودی کا عالم طاری ہے۔

(۵) حضرت بلال فتح شام کے بعد وہاں قیام پذیر ہیں۔ فیروز بختی کی ایک سہانی رات ہے خواب میں رحمتِ مجسم ﷺ جلوہ گر ہیں زیارتِ قبرِ انور کا حکم دیتے ہیں بلال رختِ سفر باندھے مدینہ آ پہنچے ہیں روضۂ عالی پر بِلک بِلک کر رو رہے ہیں۔

پاک باز و پاک باطن صحابہ کرام کی زندگی سے لی گئی یہ منتخب تصویریں زبانِ حال سے اپنا عقیدہ و مسلک خود بتا رہی ہیں جو اتنا واضح ہے کہ مزید تشریح تجزیہ کے بغیر ہی ان کا طرزِ عمل ہر صاحب نظر پر عیاں ہے۔

بزمِ مصطفی ﷺ محفل ملائکہ اور صحابہ کی انجمن سے گزرنے کے بعد تقریباً ۹۸ فیصدی مسلمانوں کے تقلیدی مزاج و عقیدہ کے پیش نظر مناسب ہے کہ تسکین قلب و نظر کی تلاشِ مزید کے لئے ہم اپنے ائمہ مجتہدین کی بارگاہ سے بھی ہوتے چلیں اور یہ جاننے کی کوشش کریں کہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اپنی آراء مبارکہ کیا بتاتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا بندہ کے نزدیک صرف قبر نبی ﷺ کی نیت سے حاضری دینا زیادہ مناسب ہے چنانچہ جب اس نیت سے مدینہ منورہ پہنچ جائے تو مسجد نبوی کی زیارت بھی کر لے۔

(۲) حضرت امام مالک خلیفہ ابوجعفر منصور کو روضۂ اقدس کی حرمت و تعظیم کے لئے جو کچھ فرما چکے ہیں وہ ان کا اندازِ فکر سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ نیز علامہ ابوعمران مالکی "تھذیب المطالب" میں روضۂ پاک کی زیارت کو سنت واجبہ فرماتے ہیں۔

(۳) امام نووی شافعی اپنی کتاب "ایضاح المالک" میں محبت و رقت، سوز و گداز اور قلب و نظر کی بالیدہ یکسوئی کے ساتھ دربارِ رسالت میں حاضری کا حکم دیتے ہیں

اور صحابہ کے طرزِ حیات کو بنیاد بنا کر اپنے ملکۂ اجتہاد، فہم و فراست اور بصیرت و بصارت سے جو فیصلے اور احکامات اس باب میں دیئے ہیں اس کا ایک انتہائی مختصر جائزہ درج ذیل ہے۔

(۱) علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی "فتح القدیر" میں قبر نبوی ﷺ کی زیارت کا ایک مستقل عنوان قائم فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کہ روضۂ اطہر کی زیارت افضل ترین مستحب بلکہ تقریباً وجوب کا درجہ رکھتی ہے نیز مدینہ منورہ کا سفر مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کے بجائے "روضۂ رحمت"

(۲) علامہ موفق الدین قدامہ حنبلی نے بھی فقہ حنبلی کی معتبر کتاب ''المغنی'' میں زیارتِ قبرانور کو مستحب فرمایا ہے۔

ان تمام بزرگوں کی اصل عبارات کے علاوہ دیگر ائمہ اقوال فقیر کی تصنیف ''محبوبِ مدینہ'' میں تفصیل سے لکھے ہیں اوران اعتراضات کے جوابات بھی جو ابن تیمیہ اور موجودہ دور میں نجدیوں نے اٹھائے ہیں اور ساتھ ہی ان مشائخ کے واقعات بھی بیان کئے ہیں جنہوں نے دور دراز کے سفر کر کے بارگاہِ رسول ﷺ حاضری کی سعادت حاصل کی۔

باب الدال نعت ۱۹

زہے عزت واعتلائے محمد
کہ ہے عرشِ حق زیر پائے محمد

حل لغات

زہے، کلمۂ تحسین، کیا خوب۔ اعتلا، بلندی پر جانا۔

شرح

کیا ہی خوب ہے معراج کے دولہا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی فوقیت اور عزت کہ حق تعالیٰ کا عرشِ اعظم بھی جن کے پاؤں کے نیچے ہے۔

عزت و اعتلاء

عقلی دلائل کے قیدیوں کو امام اہل سنت نے دلیل سے سمجھایا کہ اے عقلمندو دیکھو ماسویٰ اللہ کی بلندی ورفعت کا انتہا عرشِ حق ہے اس کے بعد کسی بلندی ورفعت کا تصور نہیں ہوسکتا لیکن حضور سرورِ عالم ﷺ کی رفعت کا کیا کہنا کہ جہاں ماسویٰ اللہ کی انتہا ہے وہاں سے آپ کی رفعت کی ابتداء ہے بلکہ ماسویٰ اللہ کی بلندی ورفعت کو آپ کے پاؤں مبارک نے روندا ہے۔

عرش زیر پا

ہمارے دور میں بہت سے فرقوں کو اختلاف ہے کہ رسول اکرم ﷺ عرش پر تشریف نہیں لے گئے۔ فقیر چند دلائل عرض کرتا ہے بجائے اپنی تحقیق کے امام احمد رضا قدس سرہ کی ایک تحریر کو زینت شرح بناؤں تا کہ فقیر کی شرح کو زینت و برکت نصیب ہو۔

حوالہ جات

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز معراجِ جسمانی کا ذکر حاشیہ ''تکمیل الایمان'' میں کچھ اس طرح تحریر فرماتے ہیں

(۱) امام اجل سیدی محمد بوصیری قدس سرہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں

سریت من حرم لیلا الی حرم
کما سری البدر فی راج من الظلم
وسریت ترقی الی اللہ نلت منزلۃ
من قاب قوسین لم تدرک ولم ترم
خفضت کل مقام بالاضافۃ اوہ
نودیت بالرفع مثل المفرد العلم
فجزت کل فحار غیر مشرک
وجزت کل مقام غیر مزوحم

یعنی رسول اللہ رات کے ایک تھوڑے سے حصے میں حرمِ مکہ معظّمہ سے بیت الاقصیٰ کی طرف تشریف لائے جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چلے اور حضور اکرم ﷺ اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل تک پہنچ گئے جو نہ کسی نے پائی اور نہ ہی کسی کو یہ ہمت ہوئی۔ حضور ﷺ نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرمادیا جب حضور رفع کے لئے مفرد علم کی طرح ندا فرمائے گئے۔ حضور ﷺ نے ہر ایسا فخر جمع فرمالیا جو قابل شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے سب فخر بلاشرکت جمع فرمالئے اور حضور اکرم ﷺ ہر مقام سے بلا مزاحم گزر گئے یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔

(۲) ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں

ای انت دخلت الباب و قطعت الحجاب الیٰ ان لم تترک غایۃ تساع الی السبق من کمال القرب المطلق الیٰ جناب الحق ولا ترکت موضع رقی وصعود قیام و قعود لطالب رفعۃ فی عالم الوجود بل تجاو قوت ذلک مقام قاب قوسین اوادنیٰ فاوحی الیک ربک ما اوحیٰ.

یعنی حضور نے یہاں تک حجاب طے فرمائے کہ حضرتِ عزت کی جناب میں قربِ مطلق کے کامل میں سبب کسی ایسے کے لئے

جوسبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ چھوڑی اور تمام عالمِ وجود میں کسی طالبِ بلندی کے لئے کوئی عروج وترقی یا اُٹھنے یا بیٹھنے کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم مکان سے تجاوز فرما کر قابِ قوسین او ادنیٰ تک پہنچے تو حضور کے رب نے حضور کو وحی فرمائی

۔

(۳) امام ہمام ابوعبداللہ شرف الدین محمد قدس سرہ امر القریٰ میں فرماتے ہیں

وترقی بہ الیٰ قاب قوسین

وتلک السیادہ القعس

رتب تسقط الامانی حسرے

دونہا ماوراھن ور

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقام ہیں کہ آرزوئیں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اس کی طرف کوئی بھی مقام نہیں۔

(۴) امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی اس کی شرح افضل القریٰ میں فرماتے ہیں

قال بعض الائمه والمعاریج لیلة الاسراء عشرة سبعة فی السموت والثامن الیٰ سدرة المنتهی والتاسع الی المستوی والعاشر الی العرش الخ.

بعض ائمہ نے فرمایا کہ شب اسراء دس معراجیں تھیں سات آسمانوں میں اور آٹھویں سدرۃ المنتہٰی نویں مستویٰ اور دسویں عرش تک۔

(۵) سیدی علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اسے نقل فرما کر مقرر رکھا

حیث قال قال شہاب المکی فی شرح همزیة الابوصیری عن بعض الائمه ان الماریج عشرة الی قوله العاشرا لیٰ لعرش والرؤیة.

معراجیں دس ہیں دسویں عرش و دیدار تک۔

(٦) شرح ہمزیہ امام مکی میں ہے

لما اعطی سلیمان علیه الصلوٰة والسلام الریح التی غدها شهر ورواحها شهراعطی نبینا ﷺ البراق فحمله من الفرش الی العرش فی لحظة واحدة واقد مسافة فی ذالک سبعة الافسنة ومافوق العرش الی المستوی والرفرف لا یعلمه الا الله تعالیٰ.

جب حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا دی گئی کہ صبح و شام ایک ایک مہینے کی راہ پر لے جاتی ہے ہمارے نبی کریم ﷺ کو براق عطا ہوا کہ حضور کو فرش سے عرش تک ایک لحہ میں لے گیا اور اس میں ادنیٰ مسافت (یعنی آسمانِ ہفتم سے زمین تک) ستر ہزار برس کی راہ ہے اور جو فوق العرش سے مستوی در فرف تک رہی اسے تو خدا ہی جانے۔

اسی میں ہے

لما اعطی موسیٰ علیه الصلوٰة و السلام الكلام اعطی نبينا ﷺ مثله ليلة الاسراء وزيادة الدنو الرؤ ية بعين البصر وششتان مابين جبل الطور الذی نوجی به موسیٰ علیه الصلوٰة و السلام وما فوق العرش الذی نوحی به نبینا ﷺ .

جبکہ موسیٰ علیہ السلام کو دولت کلام عطا ہوئی۔ ہمارے نبی ﷺ کو ویسے ہی شب اسراء ملی اور زیارتِ قرب اور چشمِ سر سے دیدارِ الٰہی۔ اس کے علاوہ اور بھلا کہاں کوہِ طور جس سے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناجات ہوئی اور کہاں مافوق العرش جہاں ہمارے نبی کریم ﷺ سے کلام ہوا۔

(۷) اسی میں ہے

رقيه ﷺ ببدنه يقظة ليلة الاسراالیٰ السماء ثم الیٰ سدرة المنتهی ثم الى المستوی ثم الى العرش والرفرف والرؤية.

نبی ﷺ نے اپنے جسم مبارک کے ساتھ بیداری میں شب اسرا آسمانوں تک ترقی فرمائی پھر سدرۃ المنتہیٰ پھر مقامِ منتہی مستوی پھر عرش اور رفرف و دیدار تک۔

(۸) علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تعلیقات افضل القرے میں فرماتے ہیں

الاسرا به ﷺ علیٰ یقظة بالجسد و الروح من المساجد الحرام الى المسجد الاقصیٰ ثم عرج به الى السموت العلى ثم الیٰ سدرة المنتهیٰ ثم الى المستوی ثم الى العرش و الرفرف .

نبی کریم ﷺ کی معراج بیداری میں بدن و روح کے ساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہوئی پھر آسمانوں پھر سدرۃ پھر مستویٰ پھر عرش پھر رفرف تک۔

(۹) فتوحاتِ احمدیہ شرح الہمزیہ للشیخ سلیمان الجمل میں ہے

رقيه ﷺ ليلة الاسراء من بيت المقدس الى السموت السبع الیٰ حيث شاء الله تعالیٰ لكنه لم يجاوز العرش علی الراجع.

حضور سید عالم ﷺ کی ترقی شب اسریٰ بیت المقدس سے ساتوں آسمان اور وہاں سے اس مقام تک ہے جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا مگر راجح یہ ہے کہ عرش سے آگے تجاوز نہ فرمایا۔

(۱۰) اسی میں ہے

المعاریج لیلة الاسرا عشرة سبعة فی السموت والثامن الی سدرة المنتھیٰ والتاسع الی المستوی والعاشر الی العرش لکن لم یجاوز العرش کما ھو التحقیق عنداھل المعاریج.

معراجیں شب اسرا دس ہوئیں سات آسمانوں میں اور آٹھویں سدرہ نویں مستوی دسویں عرش تک مگر راویانِ معراج کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمایا۔

(۱۱) اسی میں ہے

بعدان جاوز السماء السابعة رفعت له سدرة المنتھیٰ ثم جاوز ھا الیٰ مستوی ثم زج به فی النورفخرق سبعین الف حجاب من نو ر مسیرة کل حجاب خمس مائة عام ثم دلی له رفرف احضر فارتقی به حتی وصل العرش ولم یجاوز فکان من ربه قاب قوسین او ادنیٰ.

جب حضور اقدس ﷺ آسمانِ ہفتم سے گزرے سدرہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے بلند کی گئی اس سے گزر کر مقامِ مستوی پر پہنچے پھر حضور عالمِ نور میں ڈالے گئے وہاں ستر ہزار پردے نور کے طے فرمائے ہر پردے کی مسافت پانچ سو برس کی راہ پھر ایک سبز بچھونا حضور کے لئے لٹکایا گیا۔ حضور اس پر ترقی فرما کر عرش تک پہنچے اور عرش سے ادھر گزر نہ فرمایا وہاں اپنے رب سے قاب قوسین او ادنیٰ پایا۔

تحقیق رضوی

اقول شیخ سلیمان نے عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمانے کو ترجیح دی اور امام ابن حجر مکی وغیرہ کی عبارات ماضیہ وآتیہ وغیرہا میں فوق العرش ولامکان کی تصریح ہے لامکان یقیناً فوق العرش ہے اور حقیقتاً دونوں قولوں میں کچھ اختلاف نہیں عرش تک منتہائے مکان ہے اس سے آگے لامکان ہے اور جسم نہ ہوگا مگر مکان میں تو حضور اکرم ﷺ جسم مبارک سے منتہائے عرش تک تشریف لے گئے اور روح اقدس نے وراء الواء تک ترقی فرمائی جسے ان کا رب جانے جو لے گیا پھر وہ جانیں جو تشریف لے گئے۔ اسی طرف کلامِ شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اشارہ عنقریب آتا ہے کہ ان پاؤں سے سیر کا منتہیٰ عرش ہے تو سیر قدم عرش پر ختم ہوئی نہ کہ اس لئے سیرِ اقدس میں معاذ اللہ کوئی کمی رہی بلکہ اس لئے کہ تمام اماکن کا احاطہ فرمالیا اوپر کوئی مکان ہی نہیں جسے کہئے کہ قدم پاک وہاں نہ پہنچا اور سیر قلب انور کی انتہا قاب قوسین اگر وسوسہ گزرے کہ عرش سے درا کیا ہوگا کہ

حضور سید عالم نے اس سے تجاوز فرمایا تو امام اجل سیدی علی وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد سنیئے جسے امام عبدالوہاب شعرانی نے کتاب ''الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر'' میں نقل فرماتے ہیں

لیس الرجد من یقیدہ العرش وما حواہ عن الافلاک والجنة والنار وان الرجد من نفذ بصرہ الیٰ خارج لھذالوجود کلہ و ھناک یعرف قدر وعظمة موجدہ سبحنہ وتعالیٰ.

مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے افلاک وجنت ونار یہی چیزیں محدود ومقید کرلیں مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے وہاں اس موجد عالم جل جلالہ کی قدر کھلے گی۔

امام علامہ احمد قسطلانی مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ اور علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں

(ومنھا انہ رای اللہ تعالیٰ بعینہ)یقظة علی الراجع (وکلمہ اللہ تعالیٰ فی الرافیع الاعلے)علیٰ سائر الامکنة وقدروی ابن عساکر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعالما اسرے لی قربنی ربی حتی کان بینی قاب قوسین او ادنی.

نبی ﷺ کے خصائص سے ہے کہ حضور نے اللہ عزوجل کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا یہی مذاہب راجح ہے اور اللہ عزوجل نے حضور سے اس بلند وبالا مقام میں کلام فرمایا جو تمام امکنہ سے اعلیٰ تھا اور بے شک ابن عساکر نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب اسرا مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔

اسی میں ہے

قداختلف العلماء فی الاسراء ھل ھواسراواحد اواسراء ان مرہ بروحہ ویدنہ بقظة بروحہ وجسدہ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ ثم منا ما من المسجد الاقصیٰ الی العرش فالحق انہ اسرا واحد بروحہ وجسدہ یقظة فی القصة کلھا والیٰ ھذا ذھب الجمھور من العلماء المحدثین والفقھاء والمتکلمین.

انتباہ

علماء کو اختلاف ہوا کہ معراج ایک ہے یا دو ایک بار روح وبدن اقدس کے ساتھ بیداری میں اور ایک بار خواب میں یا بیداری میں روح وبدن مبارک کے ساتھ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک پھر خواب میں وہاں سے عرش تک اور حق یہ ہے کہ وہ ایک ہی اسرا ہے اور سارے قصے میں یعنی مسجد الحرام سے عرشِ اعلیٰ تک بیداری میں روح وبدنِ اطہر کے ساتھ ہے۔

جمہور علماء محدثین وفقہاء متکلمین سب کا یہی مذہب۔

اسی میں ہے

قدورد فی الصحیح عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال عرج بی جبریل الیٰ سدرۃ المنتھیٰ ودنا لجبار رب العزۃ فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ علیٰ مافی حدیث شریک کان فوق العرش.

صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میرے ساتھ جبریل نے سدرۃ المنتہیٰ تک سفر تک اور جبار رب العزت جل شانہ نے دنی وتدلی فرمائی تو فاصلہ دو کمانوں تک بلکہ ان سے کم رہا۔تدلی بالائے عرش تھی جیسا کہ عرش حدیث میں ہے علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

ورد فی المعراج انہ ﷺ لم بلغ سدرۃ المنتھیٰ جاء بالرفرف جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام فتنا ولہ فطار بہ الی العرش.

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام رفرف حاضر لائے وہ حضور کو لے کر عرش تک اڑ گیا۔

اسی میں ہے

علیہ یدل حدیث الاحادیث الاحادو الدالۃ علیٰ دخولہ ﷺ الجنۃ ووصولہ الی العرش اوطرف العالم کما سیئاتی کل ذالک بجسدہٖ یقظۃ.

صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ شب اسرا جنت میں تشریف لے گئے اور عرش تک پہنچے یا عالم کے اس کنارے تک آ گے لا مکان ہے اور یہ سب بیداری میں مع جسم مبارک تھا۔

حضرت سیدی شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی فتوحاتِ مکیہ شریف باب ۳۱۶ میں فرماتے ہیں

اعلم ان رسول اللہ ﷺ لما کان خلقہ القرآن و تخلق بالاسماء وکان اللہ سبحنہ وتعالیٰ ذکر فی کتابہ العزیز انہ تعالیٰ استوی علے العرش علی طریق التمدح و الثناعلےٰ نفسہٖ اذ کان العرش اعظم اجسام فجعل لنبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من ھذا الاستوی نسبۃ علی اطریق التمدح والثناء بہ علیہ حیث کان اعلیٰ مقام ینتھی الیہ من اسرے بہ من الرسل علیھم الصلوۃ والسلام وذالک یدل علیٰ انہ اسرے بہ ﷺ بجسمہ ولوکان الاسرابہ رویا لماکان الاسراء ولاالرمصول الی ھذا لمقام تعد حاولاوقع من الاعراب انکار علی ذلک.

رسول اللہ ﷺ کا خلق قرآن تھا اور حضور اسماءِ الٰہیہ کی خود خصلت رکھتے تھے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اپنی صفاتِ مدح سے عرش پر استواء بیان فرمایا تو اس نے اپنے حبیب ﷺ کو بھی اس صفت استوی علی العرش کے پرتو سے مدح ومنقبت بخشی کہ عرش وہ اعلےٰ مقام ہے جس تک رسولوں کا اسراء مع جسم مبارک تھا کہ اگر خواب ہوتا تو اسراء اور اس مقامِ استوا علے العرش تک پہنچنا مدح نہ ہوتا نہ گنوار اس پر انکار کرتے۔

امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب ''الوقیت والجواہر'' میں حضرت موصوف سے ناقل

انما قال ﷺ علیٰ سبیل التمدح حق ظهرت مستوی اشارة لما قلنا من ان منتهی السیر بالمقدم المحسوس العرش.

نبی کریم ﷺ کا بطورِ مدح فرمانا کہ یہاں تک کہ مستوی تک بلند ہوا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ قدم جسم سے سیر کا منتہی عرش ہے۔

مدارج النبوت میں ہے کہ

فرمود ﷺ پس گستر انیده شد براے من رفرف سبز که غالب بود نوراوبرنور آفتاب پس درخشید باں نور بصر نهاده شدم من بران رفرف وبرداشة شدم اتابر سیدم به عرش۔

اسی میں ہے

آورده اند که چوں رسید آنحضرت ﷺ بعرض دست زد عرش بداماں اجلال دے۔

اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف میں ہے

جز حضرت پیغمبر ما ﷺ بالاتر ازاں هیچ کس نه رفته وآنحضرت بجائے رفت که آنجانیست۔

برداشت از طبیعت امکاں قدم که آن

اسری بعبده است من المسجد الحرام

تاعرصه وجوب که اقصائے عالم است

کانجانه جاست نے جهت ونے نشان نه نام

نیز اسی کے باب رویۃ اللہ تعالیٰ فصل سوم زیر حدیث قدرای ربہ مرتین ارشاد فرمایا

تحقیق دید آنحضرت ﷺ پروردگار خود راجل وعلاد وبار یکے چوں نزدیك سدرة المنتهیٰ بود ودم

چوں بالائے عرش برآمد۔

مکتوبات حضرت شیخ مجدد الف ثانی جلد اول مکتوبات ۲۸۳ میں ہے

آں حضرت سرور علیه الصلوٰة والسلام دراں شب از دائرہ مکان وزمان بیرون جست وازتنگی امکان برآمدہ ازل وابدراں واحد یاقت وبدایت ونہایت رودریك نقطه متحد دید ۔

نیز مکتوب ۲۷۲ میں ہے

محمد رسول اللہ ﷺ که محبوب رب العلمین ست وبهترین موجودات اولین وآخرین بدولت معراج مشرف شداز وعرش و کرسی درگزشت وازامکان وزمان بالارقت۔

امام ابن الصلاح کتاب معرفۃ انوار علم الحدیث میں فرماتے ہیں

قول المصنفین من الفقهاء وغیر هم قال رسول اللهﷺ کذا وکذاونحوذ لک کله من قبیل المعضل وسماه الخطیب ابوبکر الحافظ مرسلا وفلک علیٰ مذهب من یسمی کل مالا یتصد مرسلا.

تلوتح وغیرہ میں ہے

ان لم یذکر الواسطة اصلا فمرسل.

مسلم الثبوت میں ہے

المرسل قول العدل قال علیه الصلوة والسلام.

فواتح الرحموت میں ہے

الکل داخل فی المرسل عنداهل الاصول.

انہیں میں ہے

المرسل ان کان من الصحابی یقبل مطلقا اتفاقا وان من غیره فالا کثر ومنهم الامام ابوحنیفة والامام مالک ولامام احمد رضی الله تعالیٰ عنهم قالوا یقبل مطلقا اذا کان الراوی ثقة.

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے

لایضر ذلک فی الاستدلال به ههنا لان المنقطع یعمل به فی الفضائل اجماعا.

امام ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں

عدم النقل لاینفی الوجود والله تعالیٰ اعلم. (حاشیہ تکمیل الایمان صفحہ ۱۳۸، ۱۴۴ مکتبہ نبویہ لاہور)

مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا

ملک خادمانِ سرائے محمد

حل لغات

ملک،فرشتہ۔

شرح

مکان اور جائے نزول عرشِ الٰہی ہے اور ان کی سیرگاہ افلاک بریں ہیں اور مقرب فرشتے اس شہنشاہ دوجہاں کی ڈیوڑھی کے خادم ہیں۔

مکان عرش

عرشِ الٰہی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں نعمتوں بلکہ جملہ امور کا مرکزی دفتر ہے لیکن وہ حضور نبی پاک ﷺ کی سیرگاہ بلکہ بقول شیخ سعدی قدس سرہ

عرش است کمین پایہ زایوانِ محمد ﷺ

عرش ایوانِ محمدی (علی صاحب الصلوٰۃ والسلام) کا ایک چھوٹا سا پایا ہے اور جملہ ملک وملکوت آپ کے ایوان کے خدام ہیں۔

قرآن مجید

(۱)تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیر(پارہ ۱۸،سورۂ فرقان ۱)

(۲)وما ارسلنک الا رحمة اللعلمین.

حدیث شریف میں ہے

ارسلت الی الخلق.

مسئلہ مسلم ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ جملہ عالمین کے رسول اور رحمت ہیں اور رسول بعطائے الٰہی جملہ اشیاء کا مالک ہوتا ہے بالخصوص محبوب سرورِ عالم ﷺ جن کے متعلق کہا جاتا ہے

محبوب ومحبّ میں نہیں میرا تیرا

امورِ تشریعیہ ہوں یا امورِ تکوینیہ جملہ امور کا محبوب کا مختار و ماذون بنایا ہے۔

امور تشریعیہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ جس چیز کو چاہیں واجب کردیں اور جس چیز کو چاہیں ناجائز قرار دیں۔

حضور کے اس منصب خاص کے ثبوت میں بے شمار دلائل قائم کئے جا سکتے ہیں۔ چند دلائل ملاحظہ ہوں

(۱) امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

بانہ یخص من یشاء بما شاء من الاحکام. (خصائص کبریٰ جلد۲)

امورِ شریعہ میں جسے چاہیں جو چاہیں خاص فرمائیں۔

(۲) حضرت امام شعرانی قدس سرہ نے فرمایا

وکان الحق تعالیٰ جعل لہ ﷺ ان یشرع من قبل نفسہٖ مایشاء. (المیزان الکبریٰ باب الوضو)

کیونکہ اللہ عزوجل نے یہ منصب آپ کو دیا کہ شریعت میں جو چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں۔

امور تکوینیہ

وہ امور جو تکوینیہ سے متعلق ہیں حضور ﷺ باذنہٖ تعالیٰ چاہیں تو وہی ہو جو آپ چاہیں۔

(۱) ابن سعد حضرت یحییٰ بن حماد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافروں نے آگ میں ڈال دیا۔ حضور ﷺ تشریف لائے اور آپ نے آگ کو حکم دیا

یا نار کونی برداوسلاماعلیٰ عمار کما کنت علیٰ ابراھیم. (خصائص جلد۲ صفحہ ۸۰)

اے آگ عمار کے لئے تو اسی طرح ٹھنڈی ہو جا جس طرح حضرت ابراہیم پر ٹھنڈی ہو گئی تھی آگ فوراً ہی ٹھنڈی ہو گئی۔

(۲) حضرت سفینہ حوالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ آپ کو سفینہ کیوں کہا جاتا ہے تو جواب دیا کہ ہم ایک سفر میں حضور سرورِ عالم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ سامان زیادہ تھا انہوں نے اپنا سارا سامان میری چادر میں باندھ کر میرے سر پر رکھ دیا صحابہ کرام کی اس حرکت کو دیکھ کر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا

احمل فانما انت سفینۃ فلو حملت من یومئذ وقربعیرا وبعیرین او ثلاثۃ او اربعۃ او خمسۃ او ستۃ او سبعۃ ماثقدعلی. (حجۃ اللہ صفحہ ۶۴۳)

اُٹھا لو اس لئے کہ تم (سفینہ) کشتی ہو حضرت سفینہ فرماتے ہیں کہ حضور کے ان کلماتِ مبارکہ کا یہ اثر ہوا کہ اس دن سے میں ایک دو تین چار پانچ چھ یہاں تک کہ سات اونٹوں کا بوجھ اُٹھا لیتا ہوں مگر کسی قسم کی گرانی محسوس نہیں کرتا۔

فہرست ملائکہ خدام

یہ باب خاصہ طویل ہے دفاتر بھی ناکافی ہیں چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

جبریل امین علیہ السلام

تمام ملائکہ کے صدر صاحب ہیں لیکن ہمارے حضورﷺ کے خصوصی خادم ہیں نہ کبھی ایسے خدمات کے لئے دیگر انبیاء علیہم السلام کے ہاں گئے اوران جیسی خدماتِ مصطفیٰﷺ کسی فرشتے کونصیب نہیں ہوئے۔

جبریل علیہ السلام چیتے کی شکل میں

خدمت کے لئے خادم کو ہرطرح کا بھیس بدلنا پڑتا ہے۔روایت میں ہے کہ جب ابوجہل نے حضور کو پتھر سے شہید کرنے کی ناپاک کوشش کی اور وہ آپ کے قریب آیا اوراس نے شانہ ہائے اقدس پر ایک بہت بڑے چیتے کو دیکھا جس سے ڈر کر بھاگا اور ایسا مبہوت ہوا کہ پتھر ابوجہل کے ہاتھ گر گیا۔ دربارِ نبوت میں خدامِ بارگاہ نے اس واقعہ کاذکر کیا حضورﷺ نے فرمایا

ذلک جبریل لودنیٰ منی لا خذہ(جواہرالبحار جلد ا صفحہ ۷۷)

یہ جبریل تھے جو ہمارے در کی دربانی کرر ہے تھے اگر ابوجہل ہم سے قریب ہوتا تو وہ اسے پکڑ لیتے۔

پہرہ دار ملائکہ

حضور علیہ السلام کے شہر کی چوکیداری کے لئے فرشتے مقرر ہیں۔امام بخاری حضرت ابوہریرہ سے راوی کہ سرکارِ دو عالمﷺ نے ارشادفرمایا کہ مدینہ منورہ و مکہ معظّمہ ملائکہ کی حفاظت میں ہے

علیٰ کل نقب منھم ملک لایدخلھا الطاعون والدجال.

ان کے شہروں کے ہرکونہ پر فرشتے چوکیدار ہیں جو دجال اور طاعون کو مدینہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔

جبریل علیہ السلام بشبِ معراج

کافوری لبوں سے سیدنا جبریل علیہ السلام نے جگایا۔حضور سید عالمﷺ فرماتے ہیں میں بیدار ہوا دیکھا کہ میرے ہاں جبریل علیہ السلام حاضر ہیں میں نے ان سے کہا اے جبریل کیوں آئے ہو عرض کی

یامحمد ان ربی تعالیٰ بعثنی الیک موتی ان اتیہ بک فی ھذہ اللیلۃ بکرامۃ لم یکرم بھا احد قبلک ولا یکرم بعدک فانک ترید ان تکلم ربک وتنظر الیک وتریٰ فی ھذہ اللیلۃ من عجائب ربک وعظمۃو قدرۃ. (روح البیان،پارہ ۱۵،۱)

اے محبوبﷺ رب تعالیٰ نے مجھے بھیجا تا کہ میں آپ کواسی شب تعظیم وتکریم سے لے جاؤں آپ سے پہلے کسی کی تعظیم نہ ہوئی اور نہ ہی آپ کے بعد ہوگی آپ چاہیں تو آج رات اپنے رب سے کلام کریں اس کے عجائبات دیکھیں اوراس کی قدرت وعظمت کامعائنہ ومشاہدہ فرمائیں۔

صبح وشام حاضری

حضور اکرم ﷺ کا روضۂ اقدس تجلی الٰہی کا مرکز اور عطائے ایزدی کا مسکن ہے۔ روضہ منورہ پر ہر وقت ستر ہزار ملائکہ حاضر رہ کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں ستر ہزار فرشتے صبح کو آتے ہیں اور عصر کے وقت ان کی تبدیلی ہو جاتی ہے ان کی جگہ ستر ہزار دوسرے فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو صبح تک رہتے ہیں یونہی یہ سلسلہ قیامت تک جاری ہے۔ جو فرشتے ایک بار روضۂ اقدس پر حاضری دے چکے اب قیامت تک انہیں حاضری نصیب نہیں۔

جوایک بار آئے وہ دوبارہ نہیں آئیں گے   رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر ہی ہے
تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب   بے حکم کیا مجال پرند کے کو پر کی ہے

ملائکہ کی یہ تبدیلی اس لئے ہے تاکہ تمام فرشتے مزارِ پرانوار کی زیارت سے مشرف ہو جائیں اگر یہ تبدیلی نہ ہو تو کروڑوں ملائک اس نعمت سے محروم رہ جائیں

یہ بدلیاں نہ ہوں تو ہزاروں کی آس جائے
اور بارگاہ مرحمت عام وتر کی ہے

امام ابونعیم کعب احبار سے روایت کرتے ہیں

مامن فجر یطلع الا نزل سبعون الفامن الملئکة حتی یحفو بالقبر یضربون باجنحتهم ویصلون علی النبی ﷺ حتی اذا امسوا عرجوا وهبط مثلهم وصنعو مثل ذالک حتی . انشقت الارض

جلد ا صفحہ ٥٦٦، شفاء السقام صفحہ ١٥٥)

ابونعیم کعب احبار سے راوی ہیں کہ ہر صبح ہزار ملائک روضۂ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں اور روضۂ مبارک پر اپنے پروں کو ملتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور شام کو واپس چلے جاتے ہیں اور انہیں کی مثل شام کو دوسرے فرشتے آجاتے ہیں اور یہ سلسلہ اس طرح قیامت تک جاری رہے گا۔

فائدہ

غور فرمائیے معصوم فرشتے تمنائیں کریں، تڑپیں مگر دوبارہ روضۂ انور پر حاضری نصیب نہ ہو مگر امت مرحوم پر یہ رحمت ہے کہ چاہے عمر بھر مدینہ پاک میں پڑے رہیں۔

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

انتباہ

اگر چہ دورِ حاضرہ میں سعودی حکومت کے قانون پر حرمین شریفین بلکہ حجاز میں غیر ملکی اقامہ کے بغیر زیادہ مدت تک نہیں ٹھہر سکتا عشق وصدق ہوتو پھر کوئی پوچھتا ہی نہیں۔فقیر نے ان عشاق کی زیارت کی کہ عرصہ سے مدینہ پاک میں بلا اقامہ رہے اُلٹا سعودی حکومت ان کی سرپرستی کرتی رہی اور جب فوت ہوئے تو جنت البقیع نصیب ہوئی۔

شب معراج میں ملائکہ

۲۷ رجب شب سوموار کو حضور سرورِ عالم ﷺ بی بی اُم ہانی بنت ابی طالب کے گھر آرام فرماتے ۔مشہور قول یہ ہے کہ بی بی مذکورہ کا نام فاختہ تھا فتح کے دن مسلمان ہوئیں آپ کا شوہر جبیرہ فتح مکہ کے دن بھاگ کر نجران کی طرف چلا گیا اور وہیں پہ کفر پر مر گیا۔حضور سرورِ عالم ﷺ عشاء کی دو رکعتیں (سنت) بعد فرض والی پڑھ کر سو گئے بی بی ام ہانی کے گھر کی چھت چیر کر گھر کے اندر جبریل ، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام داخل ہوئے اور ہر ایک کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ستر ہزار فرشتے تھے ۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور سرورِ عالم ﷺ کو اپنے پروں سے جگایا۔

فائدہ

صرف شب معراج کے واقعات کو سامنے رکھ کر خادمانِ سرائے محمد ﷺ کا اندازہ فرمالیں کہ ہمارے نبی مصطفی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کیا شان بخشی ہے پھر اپنی قسمت پر ناز کیجئے کہ ہمیں یہ بڑا شرف ملا کہ ان کے امتی ہیں جن کے خدام ملائکہ ہیں۔

غزوۂ بدر میں

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۹ تھی لیکن اس شرذمہ قلیلہ کے مقابلہ میں کفار کا ٹڈی لشکر اُلٹا چلا جاتا ہے ۔حضور ﷺ نے جب اس منظر کو دیکھا تو درگاہ ٔ الٰہی میں اپنے گورے گورے ہاتھ اُٹھا کر اُٹھانے کی دیر تھی کہ دفعتاً ایک ہزار فرشتوں کی روحانی فوج حضور ﷺ کے صحابہ کی مدد کے لئے آکر کھڑی ہوگئی۔

فرشتوں نے خدمت کی

ملائکہ کے اس لشکر نے جس طرح مسلمانوں کی خدمت کی اس کی کیفیت مسلم شریف باب امداد الملائکہ کتاب الجہاد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح بیان فرماتے ہیں ایک مسلمان ایک کافر کا تعاقب کررہا تھا کہ اس نے کافر کے اوپر سے کوڑے کی آواز سنی اور سوار کو یہ کہتے ہوئے سنا آگے بڑھاے حیزوم یہ کہنا تھا کہ کافر زمین پر چت گر پڑا مسلمانوں نے آگے بڑھ کر اس کافر کی لاش کو دیکھا تو اس کے نام میں سوارخ ہوگیا تھا جس میں نکیل پڑی ہوئی تھی اور تمام

چہرہ پھٹ گیا تھا اور اس میں نیلی بدھیاں پڑ گئیں۔ جب ایک صحابی نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو یہ تیسرے آسمان کی مدد ہے۔

غزوۂ اُحد میں

اسی طرح غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کی تعداد کفار کے مقابلہ میں بہت کم تھی مسلمانوں کو یہ دیکھ کر بہت اضطراب ہوا لیکن حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو تسلی دی اور فرمایا کہ اپنی قلت تعداد اور بے سرو سامانی پر نہ جاؤ اللہ تعالیٰ ہزاروں فرشتوں سے تمہاری مدد کریگا چنانچہ سورۂ آل عمران اور انفال میں اللہ عزوجل نے ان دونوں واقعوں کو با تفصیل ذکر فرمایا ہے۔

غزوۂ خندق میں

اسی طرح غزوۂ خندق میں مسلمانوں کی بے چارگی اور بے سرو سامانی کا وہی عالم تھا سلسلہ....... کی یہ کیفیت تھی کہ مسلمان سپاہی کئی کئی گھنٹے بھوکے رہتے تھے۔ اس نازک وقت میں اللہ عزوجل نے حضور کے صحابہ کرام کی مدد کے لئے روحانی فوج نازل فرمائی جو بھوک اور پیاس سے بے نیاز تھی۔ چنانچہ سورۂ احزاب میں اللہ عزوجل فرماتا ہے

فارسلنا علیھم ریحاً و جنوداً لم تروھا. (احزاب)

تو ہم نے تمہاری مدد کے لئے کافروں پر ہوا اور اس فوج کو بھیجا جس کو تم نے نہیں دیکھا۔

فائدہ

یہ غزوۂ خندق ''احزاب'' میں ہوا کہ ملائکہ کرام حاضر ہوئے اللہ تعالیٰ نے غیبی مدد فرمائی اور ان پر تیز ہوا بھیجی نہایت سرد اور اندھیری رات میں اس ہوا نے ان کے خیمے گرا دیئے، طنابیں توڑ دیئے، کھونٹے اُکھاڑ دیئے، ہانڈیاں اُلٹ دیں، آدمی زمین پر گرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج دیئے جس نے کفار کو لرزا دیا ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی مگر اس جنگ میں ملائکہ نے قتال نہیں کیا پھر رسول کریم ﷺ نے حذیفہ بن یمان کو خبر لینے کے لئے بھیجا وقت نہایت سرد تھا یہ ہتھیار لگا کر روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کے چہرے اور بدن پر ہاتھ مبارک پھیرا جس سے ان پر سردی اثر نہ کرسکی اور یہ دشمن کے لشکر میں پہنچ گئے وہاں تیز ہوا چل رہی تھی اور سنگریزے اُڑ اُڑ کر ان کو لگ رہے تھے۔ آنکھوں میں گرد پڑ رہی تھی عجیب پریشانی کا عالم تھا لشکر کفار کے سردار ابوسفیان ہوا کا یہ عالم دیکھ کر اُٹھے اور انہوں نے قریش سے کہا جاسوسوں سے ہوشیار رہنا ہر شخص اپنے برابر والے کو دیکھ لے۔ یہ اعلان ہونے کے بعد ہر ایک نے اپنے برابر والے کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ حضرت حذیفہ نے دانائی سے اپنے داہنے شخص کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اس کے بعد حضرت ابوسفیان نے کہا اے گروہ قریش تم ٹھہرنے کے مقام پر نہیں ہو گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے، بنی قریظہ اپنے عہد

سے پھر گئے اور ہمیں ان کی طرف سے اندیشناک خبریں پہنچی ہیں ہوا نے جو حال کیا ہے وہ تم دیکھ ہی رہے ہو بس اب یہاں سے کوچ کرو میں کوچ کرتا ہوں۔ ابوسفیان یہ کہہ کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے اور لشکر میں الرحیل الرحیل کوچ کوچ کا شور مچ گیا۔ ہوا ہر چیز کو اُلٹے ڈالتی تھی مگر یہ ہوا اس لشکر سے باہر نہ تھی اب یہ لشکر بھاگ نکلا اور سامان کا بار کر کے لے جانا اس کا شاق ہو گیا اس لئے کثیر سامان چھوڑ گیا۔

مزید تفصیل فقیر کی تفسیر ''فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان'' میں پڑھئے۔

خاص فرشتہ درِ رسول ﷺ پر

امام ترمذی حضرت حذیفہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک بار سرکارِ دو عالم ﷺ نمازِ عشاء پڑھ کر چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کون حذیفہ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا

ان هذا ملک لم ینزل الارض قبل هذه اللیلة (ترمذی، مناقب حسین)

آج رات مجھ پر وہ فرشتہ اترا جو آج تک زمین پر کبھی نہیں اُترا تھا اس نے اللہ تعالیٰ سے اذن مانگا کہ وہ میرے پاس آ کر یہ بشارت سنائے کہ فاطمہ جنتی بیبیوں اور حسن و حسین جنتی نوجوان کے سردار ہیں۔

انتباہ

حدیث سے ثابت ہوا کہ دربارِ نبوی میں ان خاص فرشتوں نے بھی حاضری دی جو کبھی زمین پر نہ اُترے اور کسی نبی و رسول کی خدمت میں نہ آئے۔

جبریل و میکائیل

بارگاہِ نبوی میں ملکوتیوں کے شہنشاہ نوریوں کے سردار، فرشتوں کے سرخیل جبریل امین اور معظم و مکرم فرشتہ میکائیل کی حاضری بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

غزوۂ بدر میں حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا دیکھو یہ جبریل اپنے گھوڑے کی لگام تھامے کھڑے ہیں غزوۂ خندق میں جب حضور اکرم ﷺ مسلمانوں کی فوج کو لے کر واپس تشریف لائے تو جبریل نے سامنے آ کر عرض کیا سرکار آپ نے ہتھیار کھول دیئے حالانکہ ہم اب تک مسلح ہیں اور بنو قریظہ کو ابھی ان غداری کا صلہ دینا ہے۔

حضور کے دربار میں جبریل کی آمد کا کوئی وقت مقرر نہ تھا صبح و شام روز و شب صلح و جنگ ہر موقع پر فیضانِ الٰہی کا چشمہ ابلتا رہتا تھا۔ ہاں سب سے زیادہ جبریل کی آمد رمضان شریف میں ہوتی تھی جس میں وہ ہر روز حاضر ہو کر قرآنِ حکیم کا دورہ کرتے تھے۔

اسی طرح میکائیل بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے معراج کے موقع پر شق صدر کی خدمت انہیں کے سپرد تھی۔

غزوۂ احد میں جو دو فرشتے دشمنوں سے حضور ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے وہ جبریل و میکائیل ہی تھے۔

فائدہ

حضور نبی کریم ﷺ کے حضور نوریوں کا ہجوم رہتا تھا اور ملائکہ شمع نبوت سے فیض حاصل کرنے کے لئے ہر وقت موجود رہتے تھے۔

جبریل کی اصلی شکل

حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے جبریل کو ان کی اصلی شکل میں دو بار ملاحظہ فرمایا چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ خود فرماتے ہیں

رایت جبریل له ستمائة جناح من لؤلوءٍ. (خصائص جلد ۱)

میں نے جبریل کو دیکھا ان کے چھ سو موتیوں کے بازو تھے۔

پھر جبریل نے اپنا ایک بازو پھیلایا تو اس نے سارے آسمان کو گھیر لیا ان کے بازوؤں سے مختلف قسم کے رنگ ظاہر ہوتے تھے اور موتی و یاقوت۔

نکتہ

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ جبریل کو ان کی اصلی شکل میں دیکھنا بشر کی طاقت سے باہر ہے جمہور مفسرین نے فرمایا ہے

لاطاقة للبشر علیٰ رؤییة الملک (تفسیر جلالین)

کہ بشر میں ملائکہ کو دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

لیکن حضور سرورِ عالم ﷺ بلکہ آپ کے طفیل آپ کے بعض اہل بیت نے بھی جبریل علیہ السلام کو بچشم سر بیداری میں دیکھا تو اس کی تطبیق یونہی ہے کہ قاعدہ تو یہی ہے کہ عام بشر ملائکہ کو نہیں دیکھ سکتے ہاں بطورِ معجزہ و کرامت میں انکار نہیں۔

ملک الجبال

امام بخاری سیدہ عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا میں نے عبد یا لیل پر کلمۂ حق پیش کیا۔انہوں نے اسلام لانے سے انکار کیا اور مجھے رنج ہوا۔اس وقت میں نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ابر ہے جس نے مجھ پر سایہ کیا اور پہاڑوں کے فرشتے نے کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا قول سن لیا ہے

وانا ملک الجبال وقد بعثنی الیک لتاء مرفی ان شئث ان اطبق الیھم الاخشبین(مواہب لدنیہ جلد اصفحہ ۲)

اور میں پہاڑوں کا بادشاہ ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمت میں اس لئے بھیجا ہے کہ آپ مجھے حکم دیں اگر آپ فرمائیں تو ان پر مدینہ کے ان دونوں پہاڑوں کو ڈھانپ دوں۔

امت کے درود وسلام کے خدام

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ.. .... (مشکوٰۃ شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ کے کچھ فرشتے زمین میں سیر وسیاحت کرتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

فائدہ

حبیب خدا ﷺ نے امت کی عزت افزائی کی کہ ان کے درود وسلام بصد اعزاز وکرام بارگاہ رسول ﷺ میں پہنچے اس سے الٹا بعض جاہلوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضور ﷺ دور والوں کا درود نہیں سن سکتے حالانکہ حدیث شریف میں موجود ہے کہ سننے کی نفی نہیں اور نہ ہی یہ آپ کے لئے غیر ممکن ہے جبکہ آپ کا ایک خادم فرشتہ سرہانے کھڑا ہر وقت تمام لوگوں کے درود سن کر بارگاہ حضور میں نام لے کر عرض کرتا ہے جبکہ آپ کے ایک معمولی خادم کا یہ منصب ہے تو آپ کے نہ سننے کا کیا معنی۔ صرف فرشتوں کے پہنچانے سے سمجھ لیا ہے تو بھی جہالت ہے اس لئے کہ ہمارے اعمال بھی اللہ تعالیٰ کے حضور میں فرشتے پہنچاتے ہیں تو وہاں بھی یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ) کچھ نہیں جانتا سنتا اس لئے کہ فرشتے پہنچاتے ہیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

حل لغات

رضا، خوشنودی۔

شرح

جملہ عالم اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی رضا چاہتا ہے۔ یہ شعر ایک حدیث

شریف ”کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد ﷺ“ کا ترجمہ ہے۔

ازالۂ وھم

منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ حسبِ عادت اس حدیث کو بھی موضوع کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں حالانکہ یہ اصول حدیث سے جہالت کا ثبوت ہے۔ اس لئے کہ جملہ اصولیین نے یہ قاعدہ لکھا ہے یہاں تک کہ ان کے امام مولوی اسماعیل دہلوی نے اصولِ فقہ مطبوع مجتبائی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ وہ حدیث جس کا متن اگر چہ سند کے لحاظ سے موضوع یا ضعیف ہے اگر اس کی دوسری صحیح سند یا اس کا مضمون قرآن وحدیث صحیح کے مطابق ہو تو وہ حدیث معناً صحیح اور دوسرے معنوں میں حسن لغیرہ کہلائے گی مثلاً حدیث لولاک بعض سندات کے لحاظ سے موضوع ہے لیکن دوسری سندات کے لحاظ سے معناً صحیح ہے۔

سلطان العلماء حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ

”قال الصنعانی انه موضوع کذافی الخلاصه لکن معناه صحیح“

اس حدیث کو صنعانی نے موضوع کہا ہے جیسا کہ کتاب خلاصہ میں ہے لیکن اس کا معنی صحیح ہے۔ (موضوعاتِ کبیر)

مزید تحقیق فقیر کی تصنیف ”شرح حدیث لولاک“ میں ملاحظہ فرمائیے۔ الحمد للہ یہ روایت ”کلھم یطلب رضائی الخ“ قرآنِ مجید کی متعدد آیات اور درجنوں احادیث سے مؤید ہے۔

قرآن مجید

(۱) ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ (سورۃ الضحیٰ، پارہ ۳۰)

(۲) فلنولینک قبلة ترضاھا (پارہ ۲، رکوع ۱)

(۳) لھم مایشاؤن عندربھم.

(۴) ترجی من تشاؤن منھن وتووی الیک من تشاء. (پارہ ۲۲)

احادیث مبارکہ

احادیث شفاعت میں ہے

(۱) لانسوؤک فی امتک یا محمد ﷺ.

(۲) جب حضور نبی کریم ﷺ اپنی امت کو بخشوا رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آخر میں فرمائے گا۔

ارضیت یا محمد

اے محمد (ﷺ) راضی ہو گئے ہو نا؟

(۳) ان الله شاورني ربي في امتي. (خصائص کبریٰ)

بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ کیا۔

(۴) حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

واني ادى يد يسارع الى صواك (مشکوٰۃ)

بے شک میں تیرے رب......... خواہش کے لئے جلدی کرنے والی پاتی ہوں۔

(۵) یہی کلمات ابو طالب نے کہے تو حضور ﷺ نے تصدیق فرمائی۔

سند الحدیث

جلیل القدر علماء و محدثین نے اس حدیث کو اپنی تصانیف میں نقل کیا ہے اور اس پر اعتراض بھی نہیں کیا علم حدیث کا یہ قاعدہ ہے کہ تلقی از ثقہ بھی حدیث قابل حجت ہوتی ہے۔ اس کی مزید تفصیل فقیر کی تصنیف "تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ فیوض الرحمٰن احاشیہ آیۃ فلنولینک" میں پڑھئے۔

اشکال کیسا؟

طالب رضا کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کچھ چاہتا ہے اور مصطفیٰ ﷺ کچھ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رضائے مصطفیٰ ﷺ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے اپنے حبیب ﷺ کے قلب کو منتخب فرمایا جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا۔

غلاموں کی شان

نبی پاک ﷺ کے کامل امتیوں کی جب یہ شان ہے کہ علامہ اقبال مرحوم نے بیان کیا کہ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اسے فقیر تفصیل سے اسی شرح میں دوسرے مقام پر عرض کریگا۔ (انشاءاللہ)

عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر
خدائے محمد برائے محمد ﷺ

حل لغات

عجب کیا، تعجب کی بات۔

شرح

یہ کیا کوئی تعجب کی بات ہے کہ محمد عربی ﷺ کا خدا تعالیٰ صرف ہم پر اپنے حبیب ﷺ کی وجہ سے رحم فرمائے کیونکہ اس نے قرآن مجید میں خود فرمایا ہے

لیغفر الله ماتقدم وماتاخر. (سورۃ الفتح، رکوع ۱، پارہ ۲۶)

تاکہ اللہ بخش دے آپ کے سبب پچھلے اور پہلے گناہ۔

کیا خوب فرمایا ہے

ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
ان کی امت بھی ہے اللہ کو پیاری ساری

حدیث شریف

مسلم شریف کی حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے دونوں دست مبارک اُٹھا کر امت کے حق میں رو کر دعا فرمائی اور عرض کیا

اللھم امتی امتی

اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں جا کر دریافت کرو کہ رونے کا کیا سبب ہے کہ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ دانا ہے۔جبریل نے حسبِ حکم حاضر ہو کر دریافت کیا سید عالم ﷺ نے انہیں تمام حال بتایا اور غم امت کا اظہار فرمایا۔جبریل امیں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ تیرے محبوب یہ فرماتے ہیں کہ باوجودیکہ وہ خوب جاننے والا ہے۔اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو حکم دیا کہ جاؤ میرے حبیب ﷺ سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں عنقریب راضی کریں گے اور آپ کو گراں خاطر نہ ہونے دیں گے۔حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے میں راضی نہ ہوں گا۔آیت کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ وہی کریگا جس میں رسول راضی ہوں اور احادیث شفاعت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رضا اسی میں ہے کہ سب گناہگارانِ امت بخش دیئے جائیں تو آیت و احادیث ست قطعی طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضور کی شفاعت مقبول اور حسبِ مرضی مبارک تمام گناہگارانِ امت بخش دیئے جائیں گے۔

اعلیٰ حضرت کا بیان

امام احمد رضا قدس سرہ اپنی ایک تصنیف میں منکرین کمالاتِ مصطفی ﷺ کو حضور ﷺ کی امت کے ساتھ غمگساری سمجھاتے ہیں۔

اور محبوب بھی کیسا جانِ ایمان وکانِ احسان جس کے جمال جہاں آراء کا نظیر کہیں نہ ملے گا اور خامہ قدرت نے اس کی تصویر بنا کر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ لکھے گا۔ کیسا محبوب جسے اس کے مالک نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بھیجا کیسا محبوب جس نے اپنے محبوب پر ایک عالم کا بار اُٹھا لیا کیسا محبوب جس نے تمہارے غم میں دن کا کھانا اور رات کا سونا ترک کر دیا اور ایک تم ہو کہ دن رات اُس کی نافرمانیوں میں منہمک اور لہو ولعب میں مشغول ہو اور وہ تمہاری بخشش کے لئے ہر روز گریاں وملول شب کہ اللہ جل شانہ نے آسائش کے لئے بنائی اپنے تسکین بخش چھوڑے ہوئے پردے چھچلیں موقوف میں صبح قریب ہے ٹھنڈی نسیموں کا پنکھا ہو رہا ہے۔ ہر ایک کا جی اس وقت آرام کی طرف جھکتا ہے، بادشاہ اپنے نرم بستروں نرم تکیوں میں مست خواب ناز ہے اور جو محتاج ہے بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دوگز کی کملی میں دراز ایسے سہانے وقت ٹھنڈے زمانہ میں وہ معصوم بے گناہ پاک اور عصمت پناہ اپنی راحت وآسائش چھوڑ خواب وآرام سے منہ موڑ جبین نیاز آستانۂ عزت پر رکھے ہے کہ الٰہی میری امت سیاہ کار ہے درگذر فرما اور ان کے تمام جسموں کو آتشِ دوزخ سے بچا۔

جب وہ جانِ راحت کانِ رافت پیدا ہوا اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور ''رب ھبلی امتی'' فرمایا جب قبر شریف میں اتار لب جاں بخش کو جنبش دی بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا آہستہ آہستہ امتی فرماتے تھے۔ قیامت کے روز کہ عجب سختی کا دن ہے تانبے کی زمین ننگے پاؤں، زبانیں پیاس سے باہر، آفتاب سروں پر، سائے کا پتہ نہیں، حساب کا دغدغہ ملک قہار کا سامنا عالم اپنی فکر میں گرفتار ہوگا۔ مجرمانِ بے یار دامِ آفت کے گرفتار جدھر جائیں گے سوا ''نفسی نفسی اذھبوا الی غیری'' کچھ جواب نہ پائیں گے اس وقت یہی محبوب غمگسار کام آئیں گے۔

قفلِ شفاعت ان کے بازو سے کھل جائے گا اور عمامہ سر مبارک سے اتاریں گے اور سر بسجود ہو کر امتی فرمائیں گے۔ وائے بے انصافی! ایسے غمخوار پیارے کے نام پر جاں نثار کرنا اور ان کی مدح وستائش ونشر وفضائل سے اپنی آنکھوں کو روشن اور دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور اس روشن خوبیوں میں انکار کی شاخ نکالے۔ (معارفِ رضا کراچی شمارہ ۱۹۸۳، صفحہ ۲۷۹، ۲۸۰)

کمالات مصطفی ﷺ کے منکرین کا عقیدہ

اہل سنت کے امام کی بات سنی اب مخالفین کی بھی سنئے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی کہتا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور ان کی خواہش کچھ نہیں چلتی۔ (تقویۃ

الایمان صفحہ ۲۴، ۷۱) اس لئے ان لوگوں کو دیگر کمالاتِ مصطفوی کی طرح شانِ محبوبیت کے اس پہلو سے بھی انکار ہے کہ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

قرآن مجید

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود فرمایا ہے

فلسوف یعطیک ربک فترضی (سورۂ والضحیٰ)

بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ۔

دیوبندی مکتب فکر کے مولوی شبیر احمد عثمانی نے اس آیت کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ محمد راضی نہ ہوگا جب تک اس کی امت کا ایک آدمی بھی دوزخ میں رہے۔ (ﷺ)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوگا۔ (تفسیر نیشاپوری، حاشیہ طبری جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۹)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی آیت مذکورہ کے تحت یہی مروی ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ ان کا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوگا۔ (تفسیر منثور جلد ۶ صفحہ ۳۶۱ از امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ)

فائدہ

کیا مقامِ ناز و شانِ محبوبیت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے حبیب کریم کو اتنا عطا فرمانے کا وعدہ فرماتا ہے کہ حبیب راضی ہو جائیں اور حبیب پاک رحمت خداوندی وا پنی شانِ محبوبیت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ میں راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے۔

سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی شانِ محبوبیت کی بناء پر حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا ہے کہ آپ ہر عیب سے مبرا پیدا کئے گئے ہیں

کانت قد خلقت کما تشاء.

گویا کہ جیسا آپ نے چاہا آپ کے خالق نے ویسا ہی آپ کو بنا دیا۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی حضور کی بارگاہ میں اسی طرح عرض کی کہ

ماأری ربک الا یسارع فی ھواک.

یارسول اللہ میں آپ کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش پوری کرنے میں جلدی وشتابی کرتا ہوا۔ (بخاری شریف جلد ۳ صفحہ ۲۴۵)

بروزِ حشر بھی اسی شانِ محبوبیت ورضائے مصطفیٰ کا یوں مظاہرہ ہوگا جب حبیب اپنے ربِ کریم کے حضور سر سجدہ میں رکھیں گے تو ربِ کریم فرمائے گا

یامحمد ارفع راسک قل تسمع سل تعطه اشفع تشفع.

اے محمد اپنا سر سجدے سے اُٹھا جو کہے سنا جائے گا جو مانگے دیا جائیگا جو شفاعت کرے قبول ہوگی۔ (مسلم شریف جلد ا صفحہ ۱۰۹)

حدیث مشورہ

یہاں تک کہ ربِ کریم کو اپنے حبیب کریم کی رضا اتنی مطلوب ہے کہ بعض دفعہ ربِ کریم نے اپنے حبیب کریم سے مشورہ فرمایا۔ فرماتے ہیں ﷺ

ان ربی استشانی فی امتی ماذاافعل بهم.

بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ فرمایا میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ (الحدیث امام احمد ابن عساکر عن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فائدہ

رضائے محمد ﷺ کی کیا بات ہے مگر جن بے دین اور گستاخ لوگوں کا یہ عقیدہ باطلہ ہو کہ نبی ہم جیسا بشر ہے ان کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا اور ان کی خواہش کچھ نہیں چلتی وغیرہ وغیرہ۔ ایسے بدنصیبوں کو شانِ محمدی ورضائے احمدی کے جلووں کی کیا خبر۔

حدیث یطلبون

شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا ہے کہ خداوند کریم فرماتا ہے کہ اے محمد سب میری رضا کے طالب ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۳۲)

علامہ ابن جوزی

شیخ عبدالرحمٰن صفوری نے علامہ ابن جوزی سے نقل کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو وحی فرمائی کہ اے محمد سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ (نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۳۵)

سردارِ اھلحدیث

مولوی ثناءاللہ امرتسری کے استاد پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ کا سوال و جواب ملاحظہ ہو

سوال

ایک روایت بطورِ حدیث قدسی کے اس ملک میں مشہور ہے بعض علماء کو دیکھا ہے کہ خطبہ بھی پڑھتے ہیں یہاں تک کہ تکمیل الایمان تصنیف میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی مندرج ہے

کلھم یطلبون رضائی و انااطلب رضاک یا محمد۔

جواب

اس کی صحت وسند بندہ کومعلوم نہیں ہے اوراس کے معنی آیت ''ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ'' کے لئے جائیں تو معنی صحیح ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۷۴)

امام فخرالدین رازی

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی مذکورہ روایت والفاظ نقل فرمائے ہیں اور لکھا ہے کہ

انہ تعالیٰ یفعل کل مایرضیٰ الرسول

اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے جواس کا رسول چاہتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۱۰۶)

امامِ ربانی

مجدد الف ثانی کے صاحبزادہ خواجہ محمد معصوم قیومی نے لکھا ہے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے

انا اطلب رضاک یا محمد (ﷺ) (مکتوباتِ خواجہ صفحہ ۲۷)

امام نسفی

امام نسفی نے روایت نقل فرمائی کہ موسیٰ علیہ السلام کے کلیم اللہ اور حبیب اللہ میں فرق پوچھنے پر رب تعالیٰ نے فرمایا

الکلیم یعمل برضا مولاہ و الحبیب یعمل مولا برضاہ

کلیم اپنے مولیٰ کی رضا پرعمل کرتا ہے اوراللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی رضا کو پورا کرتا ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۳۵)

ملاعلی قاری

ملاعلی قاری علیہ الرحمہ الباری نے خلیل وحبیب میں فرق نقل کیا ہے کہ خلیل کافعل اللہ کی رضا کے لئے ہوتا ہے اوراللہ کافعل اپنے حبیب کی رضا کے لئے ہوتا ہے۔

والحبیب یکون فعل اللہ برضاہ. (مرقات شرح مشکوۃ جلد ۵ صفحہ ۳۶۹)

اس کی مزید تفصیل فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن پارہ ۲ تحت آیۃ "فلنولینک قبلۃ ترضاھا" کے حاشیہ میں ملاحظہ ہو۔

محمد   برائے   جنابِ   الٰہی
جنابِ   الٰہی   برائے   محمد

شرح

حضور نبی پاک ﷺ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کا۔

حدیث شریف

یہ شعر اس حدیث پاک کی ترجمانی میں بیان فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

ان اللہ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد ﷺ خیر قلوب العباد فاصطفاہ لنفسہ.

(نسیم الریاض)

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کی طرف سے نظر کرم فرمائی۔ حضور ﷺ کے قلب انور کو سب سے بہتر پایا تو اپنی ذات کے لئے منتخب فرمایا۔

بسی   عطر   محبوبی   کبریا   سے
عبائے   محمد   قبائے   محمد

حل لغات

بسی، رچ گئی، معطر ہو گئی۔ عطر محبوبی کبریا سے، خدا کی محبوبی کی عطر میں۔ عبا، لباس فقیرانہ جبہ، چغہ۔ قبا، لباسِ شاہانہ۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کی عبا مبارک اور قبائے مقدس جو زیب تن تھی خدائے عز و جل کی محبوبی کے عطر میں بسی ہوتی ہے۔ یعنی حضور سید عالم، نورِ مجسم حضرت محمد مصطفی ﷺ اللہ تعالیٰ کی محبت و رافت سے مالا مال ہیں لباس سے مراد ذاتِ پاک ہے۔ لازم بول کر ملزوم مراد لیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی نہ صرف والی دارین محبوبِ کریم ﷺ سے نہ صرف محبت ہے بلکہ جو شے بھی آپ سے منسوب و متعلق ہو گئی وہ بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب و مرغوب ہے۔

بہم   عہد   باندھے   ہیں   وصل   ابد   کا

رضائے خدا اور رضائے محمد

حل لغات

بہم، آپس میں ۔عہد، پکاوعدہ، قسم، عہد باندھنا بمعنی حلف اُٹھانا ۔وصل، ملنا ملاقات کرنا، ابد، ہمیشہ۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور اس کے محبوب ﷺ کی رضامندی نے آپس میں حلف اُٹھایا کہ دونوں کی رضامندیاں ہمیشہ ساتھ ساتھ رہیں گی لہٰذا خدا کا کوئی کام ایسا نہیں ہے جس میں اس کے محبوب ﷺ کی رضامندی شامل نہ ہو۔اسی طرح اللہ کے محبوب نبی کریم ﷺ کا کوئی کام ایسا نہیں ہے جس میں جل جلالہ کی مرضی اور خوشنودی شامل نہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ہر اپنا کام نبی ﷺ کا کام بتایا، نبی کریم ﷺ کا ہر معاملہ اپنا معاملہ فرمایا۔چند آیات بطورِ نمونہ ملاحظہ ہوں۔

(۱)من یطع الرسول فقد اطاع اللہ. (پارہ ۵ رکوع ۸)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

قرآن مجید نے یہ بھی بتایا ہے کہ رسول من جانب اللہ امام اور ہادی ہوتا ہے اور ہر اختلاف اور نزاع کی صورت میں رسول کو حکم بنانا اسی طرح ضروری ہے جس طرح خدا کو کیونکہ خدا اور رسول جل جلالہ و ﷺ کا معاملہ واحد ہے۔

(۲)اطیعو اللہ واطیع الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردہ الی اللہ فالرسول.(پارہ ۵،رکوع ۵)

فائدہ

"فردہ الی اللہ والرسول" کا جملہ خاص طور پر قابل توجہ ہے وہ یہ کہ احکامِ شرع میں جب مسلمانوں کے درمیان اختلاف واقع ہو تو حکم ہے کہ خدا اور رسول کی طرف رجوع کرو اس میں خدا اور رسول دونوں کو حکم بنانے کا حکم ہے اگر موجع صرف قرآن مجید ہوتا تو "فردوہ الی اللہ" اتنا کافی تھا لیکن اس کے ساتھ "والرسول" بھی کہا گیا جس میں صاف ظاہر ہے کہ قرآن کے بعد رسول کا طریقہ ہی مرجع ہے اور دین کے اصلی دو جز قرآن اور حدیث ہی ہیں۔قرآن نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے فیصلہ کو دل و جان سے ماننا اہل ایمان کے لئے فرض بلکہ شرط ہے۔جو شخص رسول کریم ﷺ کے فیصلہ کو نہ مانے وہ بے ایمان ہے۔

(۳)فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم...الخ(پارہ ۵،رکوع ٦)

اے رسول تیرے رب کی قسم یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام معاملات میں تمہیں حکم نہ بنا لیں۔

(۴)ماکان لمؤمن ولا مؤمنة اذاقضی الله ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة. (پارہ۲۲،رکوع ۲)

کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کر دیں تو پھر ان کو اپنے معاملہ میں خود کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار باقی رہے۔

فائدہ

یہاں کسی زمانہ کی قید نہیں ہے مومن و مومنہ سے صرف عہد نبوی کے مومن مرد وعورت مراد نہیں بلکہ قیامت تک کے ہیں امراء کا لفظ بھی نہایت عام ہے جو ہر طرح کے معاملات پر حاوی ہے۔ مطلب یہ کہ ہر کام اور ہر بات میں خدا ورسول کے فیصلہ کو تسلیم کرنا فرض ہے۔

قرآن نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ اللہ کی طرح اس کے رسول کو بھی ساری دنیا کی چیزوں سے محبوب رکھنا ضروری ہے جو ایسا نہ کریں وہ فاسقین ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے محروم ہیں۔ جب اللہ اور رسول کسی کام کی دعوت دیں اور پکاریں تو اس پر لبیک کہنا ہر مردِ مومن کے لئے فرض ہے۔

(۴)احب الیکم من الله ورسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاءتی الله یامره. (پارہ۱۰،رکوع۹)

اگر یہ دنیا تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہے تو اللہ کے امر (عذاب) کا انتظار کرو۔

(۵)استجیبوا الله وللرسول اذادعاکم.

اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں آواز دیں تو فوراً لبیک کہو۔

فائدہ

اور یہ بھی کہ مومن وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر لبیک کہتے ہیں اور اللہ اور رسول دونوں کی اطاعت کرتے ہیں۔

(٦)انما کان قول المومنین اذا دعواالی الله ورسوله لیحکم بینهم ان یقول سمعنا واطعنا.

(پارہ۱۸،رکوع۱۳)

ایمان والوں کو جب اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تا کہ اللہ اور رسول ان کے درمیان فیصلہ دیں تو ان کا جواب سوا اس کے اور کچھ نہیں ہوتا کہ وہ کہیں ”سمعنا واطعنا“

عصائے کلیم اژدھائے غضب تھا

گروں کا سہارا عصائے محمد

حل لغات

عصائے کلیم،حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا ڈنڈا،لاٹھی ۔اژدہائے غضب،غیظ،غضب کا اژدہا،بڑی نسل کا سانپ۔گروں،زمین پر پڑے گرے لوگ،کمزور لوگ۔سہارا،وسیلہ قوت وتوانائی۔

شرح

اللہ کے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ اپنا عصائے مبارک جب زمین پر ڈال دیتے تو وہ اژدہا بن جاتا اور جادوگروں کے اژدہوں کو نگل جاتا۔لوگ یہ غضب کا اژدہا دیکھ کر مارے خوف کے زرد پڑ جاتے اور جان بچا کر بھاگتے کہ مبادا کہ انہیں بھی نگل نہ جائے مگر رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ کا عصائے مبارک تو گرپڑے ناتوانوں اور گنہگاروں کے لئے سراپا قوت وتوانائی ہے۔جولوگ حضور نبی کریم ﷺ کے گرد جمع ہوجاتے پھر کبھی نہ بھاگتے بلکہ حضور سید عالم ﷺ کے اور قریب تر ہوجانا قابل صدافتخار اور اپنی سعادتِ ابدی سمجھتے۔

اژدھائے غضب

اژدہا ثعبان کا ترجمہ ہے وہ سانپ جو تمام سانپوں سے بڑا ہو،گھوڑے کی طرح اس کے بال ہوتے ہیں۔(روح البیان)نیز اسی میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اس عصا مبارک کو زمین پر پھینکا تو بالوں والا بڑا سانپ بن گیا یعنی اس کی پیٹھ پر لمبے لمبے تیروں کی طرح بڑے بڑے بال تھے اور اس نے سانپ بنتے ہی منہ کھولا تو اس کے دونوں طرفوں جبڑوں کی یہ مسافت اسی گز کی تھی اور اس نے منہ کا ایک حصہ زمین پر رکھ دیا اور دوسرا فرعون کے اونچے محل کی دیواروں پر پہنچا دیا پھر آہستہ آہستہ فرعون کی طرف بڑھنے لگا۔جب فرعون نے اس کی یہ حالت دیکھی تو بھاگا اس کا لشکر بھی خوف کے مارے ادھر اُدھر بھاگنے لگا۔اس اژدہے کی ہولناک اور ڈراونی شکل کو دیکھ کر گھبراہٹ سے اسی وقت اسی ہزار انسان مرگئے۔فرعون یہ منظر دیکھ کر چیخا اور عرض کی کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں آپ کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے اژدہے کو پکڑ لیجئے۔میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کے حسب الحکم بنی اسرائیل کو بھی آپ کے ساتھ بھیجتا ہوں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑ لیا اور وہ حسبِ دستور عصا بن گئی۔

فائدہ

عصائے موسیٰ علیہ السلام کے غضب اس سے بڑھ کر ہیں جنہیں ہم نے "تفسیر فیوض الرحمٰن" میں آیاتِ ثعبان میں درج کیا ہے۔

گروں کاسہارا

سرورِ عالمﷺ کے عصائے مبارک کی شان تو بہت اعلیٰ ہے آپ نے جسے ایک معمولی لکڑی بھی عطا کردی تو اس نے بھی گرتوں کو وہ سہارا دیا کہ جہانِ عقل وقیاس عاجز رہ جاتے ہیں مثلاً

(۱) ایک رات حضورﷺ نمازِ عشاء کے لئے تشریف لے گئے۔ رات اندھیری تھی اور بارش بھی ہورہی تھی۔ آپﷺ نے حضرت قتادہ بن نعمان کو دیکھا انہوں نے عرض کیا میں نے خیال کیا کہ نمازی کم ہوں گے اس لئے چاہا کہ جماعت میں شامل ہوجاؤں۔ آنحضرتﷺ نے نماز سے فارغ ہوکر حضرت قتادہ کو کھجور کی ایک ڈالی دی اور فرمایا کہ یہ ڈالی دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ پیچھے روشنی کرے گی جب تم گھر پہنچو تو اس میں ایک سیاہ شکل دیکھو گے اس کو مار کر باہر نکال دینا کیونکہ وہ شیطان ہے جس طرح حضور اکرمﷺ نے فرمایا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ (شفاء شریف وغیرہ)

(۲) جنگ بدر میں حضرت عکاشہ بن محجن کی تلوار ٹوٹ گئی وہ آنحضرتﷺ کی خدمت میں آئے حضور نے ان کو ایک لکڑی عنایت فرمائی۔ جب عکاشہ نے ہاتھ میں لے کر ہلائی تو وہ ایک سفید مضبوط تلوار بن گئی جس سے وہ جنگ کرتے رہے اس کا تلوار کا نام عون تھا۔ حضرت عکاشہ اسی کے ساتھ جہاد کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ایام الردۃ میں شہید ہوئے۔ (سیرۃ ابن ہشام)

(۳) جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی آنحضرتﷺ نے ان کو ایک کھجور کی شاخ عنایت فرمائی تو وہ ان کے ہاتھوں میں تلوار بن گئی جس کے ساتھ وہ جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہوگئے اس تلوار کو عرجون کہتے ہیں۔ (الاصابہ والاستیعاب)

عصائے موسیٰ علیہ السلام کے دیگر کمالات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصائے مبارک میں اور بھی بہت سے بڑے کمالات تھے۔ تفصیل تو فقیر نے رسالہ ''العصا سنۃ الانبیاء'' میں عرض کردی۔ یہاں چند ایک مشہور کمالات عرض کرکے بالمقابل اپنے نبی پاکﷺ کے کمالات بھی پیش کروں گا تاکہ یقین ہو کہ

آنچه همه دارند تو تنها داری

حفاظت جانِ موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشہور و معروف معجزہ عصا بھی ہے لکڑی کا عصا تھا مگر دشمنوں کے لئے اژدہا بن کر آپ کی حفاظت کرتا تھا جیسا کہ ایک نمونہ ابھی فقیر نے عرض کیا ہے۔

حفاظت جانجانان صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرورِ عالم ﷺ کی وہ شانِ عالی ہے کہ بغیر اژدہا و دیگر اسباب کے اللہ تعالیٰ نے خود حفاظت کا وعدہ فرمایا۔

والله یعصمک من الناس (پارہ٦)

اللہ تعالیٰ لوگوں سے تمہاری حفاظت کریگا

اور اس وعدہ کے ایفاء کے واقعات تفاسیر کتب سیر میں مفصل ہیں۔فقیر یہاں ایک حوالہ عرض کرتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ سرورِ انبیاء، حبیب کبریا ﷺ کی نرالی شان ہے اور آپ کی حفاظت وصیانت بغیر عصا کے بھی ہو جاتی ہے۔امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ جب ابوجہل نے پتھر سے آپ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تو

رای کتفیه ثعبانین فانصرف مرعوباً. (زرقانی جلد۵ صفحہ۱۹۵)

میں نے آپ کے شانہ ہائے اقدس پر دو اژدہے دیکھے اور سراسیمہ ہو کر بھاگا۔

فائدہ

اس روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر عصائے کلیم اژدہا بن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کیا کرتا تھا تو یہ چیز ہمارے نبی کریم ﷺ کو بلا عصا ہی حاصل تھی اور آپ کی حفاظت اور صیانت خود اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے۔

پانی کے چشمے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو "تفجر ماء من الحجر" کا معجزہ عطا ہوا اور آپ نے پتھر سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا لیکن

محمدی چشمے

احادیث مبارکہ و معجزاتِ محمدیہ کے مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے وہ دکھایا جس پر حضرت موسیٰ بھی شیدا ہو گئے۔

یعنی کلیم نے پتھر سے اور حبیب نے انگلیوں سے دریا بہا دیئے۔

پنجہ مہر عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے
چشمۂ خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں

(۱)امام بخاری حضرت انس سے راوی کہ حضور ﷺ مقامِ زوراء میں تھے آپ کے سامنے ایک پیالہ لایا گیا تھا جس میں تھوڑا سا پانی تھا

فوضع كفه فيه فجل الماء وينبع بين اصابعه كانو اثلاثماة. (خصائص جلد۲صفحہ۴۰)

حضورﷺ نے اپنا دست مبارک پیالہ میں رکھاانگشت مبارک سے پانی نکلنے لگا پانی پینے والے تین سو آدمی تھے۔

(۲)امام بخاری ومسلم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ حدیبیہ میں پانی نہ رہالشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا۔صحابہ کرام نے خدمت اقدس میں عرض کی سرکار پانی نہیں ہے

فوضع النبی ﷺ یده فی الرکوة فجعل الماء یفور من بین اصابعه کامثال العیون .

(خصائص کبریٰ جلد۲صفحہ۴۰)

حضورﷺ نے اپنا دست اقدس چھاگل میں ڈالاتو انگشت ہائے مبارک سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔حضرت جابر کہتے ہیں کہ اگر ایک لاکھ آدمی ہوتے تو وہ بھی اس پانی سے سیر ہو جاتے مگر ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

نکتہ

اگر موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی جاری کردیا تو حضور اقدسﷺ نے انگلیوں سے دریا بہادیئے اور پتھر سے پانی جاری ہونا اتنا عجیب نہیں جتنا کہ انگلی سے پانی جاری ہونا عجیب وغریب ہے۔کیوں کہ پتھر سے پانی نکلا کرتا ہے مگر گوشت پوست سے پانی نہیں نکلتا۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

عصائے موسیٰ کی مار

موسیٰ علیہ السلام نے عصا مار کر پانی جاری کردیا۔

ٹھوکر مصطفویٰ

نبی پاکﷺ نے پتھر پر ٹھوکر مار کر پانی کا چشمہ بہادیا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

ابن سعد وحبیب وابن عساکر حضرت سعید سے روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ ایک مرتبہ اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ مقامِ ذوالمجار جو کہ عرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے تشریف لے گئے۔ابوطالب کو پیاس لگی اور سخت پیاس لگی انہوں نے خدمت اقدس میں تشنگی کی شکایت کی۔حضورﷺ نے یہ سن کر پتھر کو ایڑ ماری

فاھویٰ بعقبه الی الارض (وفی روایة) الیٰ سخرة فرکضھا قال ابو طالب فاذاانا بماء لم اریٰ مثله فشربت حتی رکصنھا فعادت کما کانت. (خصائص جلد۲)

ایک پتھر کو ایڑی لگائی۔ ابوطالب کہتے ہیں کہ پس ناگاہ وہاں ایک بہت بڑا چشمہ جاری ہو گیا ایسا چشمہ کہ میری آنکھوں نے اس سے قبل نہ دیکھا تھا میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا پھر آپ نے ایڑی لگائی اور پانی بند ہو گیا۔

موازنہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام تو عصا مارتے ہیں پھر کہیں پانی نکلتا ہے مگر یہاں عصا مارنے کی ضرورت نہیں ہے یہاں تو پائے اقدس میں کلیم کے عصا سے کہیں بڑھ کر طاقت ہے۔

جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
دریا بہا دیئے ہیں درّبے بہا دیئے ہیں

نوٹ

عصائے مبارک کے دیگر کمالات ہم نے رسالہ ''العصاء سنۃ الانبیاء'' میں لکھ دیئے ہیں۔

میں قربان کیا پیاری پیاری ہے نسبت
یہ آنِ خدا وہ خدائے محمد

حل لغات

آن، اندازِ محبوبانہ، حسن کا ناز و ادا۔

شرح

اللہ و رسول میں کیا تعلق ہیں ان پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے اس لئے کہ آنحضرت خدا کی آن و شان ہیں اور خود خدا خدائے محمد اور رب ربِ محمد ہے۔

قرآنِ مجید

متعدد مواقع پر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں آپ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''ربک فوربک وماربک وغیرھا'' سے خطاب فرمایا حالانکہ اللہ تعالیٰ تو رب السموت والارض ہے اور رب المشارق والمغارب اور رب المشرقین والمغربین بھی اور ربِ موسیٰ اور ہارون بھی ہے لیکن قسم یاد فرمائی تو اپنے حبیب ﷺ کی نسبت۔ ربوبیت اس میں اشارہ فرمایا کہ جملہ کائنات کا ربِ طفیلی ہوں بالاصالۃ رب ہوں تو محبوب کا۔ (ﷺ)

نسبت کی قدر و منزلت

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کی ہر نسبت کا اعزاز و اکرام فرمایا ہے۔ قرآنِ مجید میں اکثر قسمیں حضور سرورِ

عالم ﷺ کے متعلق ہیں اور ان کی متعلقہ اشیاء کی قسموں کا ذکر ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں

(۱) لااقسم بھذاالبلد وانت حل بھذا البلد.

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ آ گئے تو اس آیت کا اطلاق اس شہر پر ہو جاتا ہے کیونکہ اصل چیز ذاتِ پاک ﷺ کی موجودگی ہے اس لئے مدینہ پاک کا نام بلد بھی ہے۔

فائدہ

جب حضور ﷺ مکہ میں تشریف فرما تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم فرمائی۔

(۲) والنجم اذاھوی.

قسم ہے ستارے کی جب چڑھ کر اتر آئے۔

"النجم" سے مراد ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں یعنی جس طرح ستارہ روشن ہوتا ہے اور دوسری چیزوں کو روشن کر دیتا ہے۔ اسی طرح فخر دو عالم، نور مجسم ﷺ کی ذات بھی ایک نیر اعظم ہے جو خود بھی سراپا نور ہے اور عالم کی ہر اک شے کو بھی نور بخش رہی ہے۔

ازالہ وھم

بعض وہمی کہتے ہیں کہ ان قسم والی آیات اہل سنت اپنے ذوق سے حضور ﷺ کی مراد لیتے ہیں۔ فقیر حوالہ جات پیش کرتا ہے۔

تفسیر خازن جلد ۶ صفحہ ۲۱۲ میں ہے

النجم ھو محمد ﷺ.

وہ ستارہ محمد ﷺ ہیں۔

تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ میں ہے

وقال جعفر الصادق یعنی محمداً ﷺ.

امام جعفر الصادق نے فرمایا کہ نجم سے مراد حضور انور ﷺ ہیں۔

تفسیر الصاوی جلد ۴ صفحہ ۱۳۵ میں ہے

النجم وھو محمد ﷺ.

اس ستارہ سے مراد نبی کریم ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات ہے۔

تفسیر محی الدین ابن عربی جلد ۲ صفحہ ۱۳۷ میں ہے

والنجم اذا ھوی اقسم باالنفس المحمدیته.

یعنی قسم بیان کرتا ہوں نفسِ محمدیہ علیٰ صاحبہا والتحیۃ والثناء کی۔

مواہب اللدنیہ جلد ۷ صفحہ ۱۷۷ میں ہے

واما النجم فعن جعفر الصادق انه محمد ﷺ اذا ھوی اذانزل من الشفاء لیلة المعراج .

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا کہ "النجم" مراد محمد ﷺ ہیں۔ تارا جب اُترا یعنی جب آپ شب معراج آسمانوں سے زمین کی طرف تشریف لائے۔

شرح شفا ملا علی قاری جلد ۱ صفحہ ۲۰۲ میں ہے

قال جعفر بن محمد الصادق فی تفسیر والنجم اذاھوی انه محمد ﷺ لانه النجم الاکبر والکوکب النور.

امام جعفر الصادق نے "والنجم اذی ھویٰ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ "النجم" محمد ﷺ ہیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ تفسیر صحیح ہے کیونکہ حضرت نبی کریم ﷺ بہت بڑے نورانی ستارے اور بڑے روشن کوکب ہیں۔

فائدہ

اختصار کے پیش نظر انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

والسماء والطارقo وماادراک ماالطارق النجم الثاقبo (سورۃ الطارق، پارہ ۳۰)

قسم ہے آسمان کی اور اندھیرے میں آنے والے کی اور تو نے کیا سمجھا کیا ہے اندھیرے میں آنیوالا کون ہے وہ ہے تارا چمکتا ہوا۔

اس چمکنے والے ستارے سے مراد بھی حضور ﷺ ہیں جیسا کہ محققین نے لکھا ہے۔

نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۲۷ میں ہے

ان النجم ھھنا ایضا محمد ﷺ.

اللہ تعالیٰ نے "نجم الثاقب" سے مراد یہاں بھی محمد ﷺ ہیں۔

کتاب الشفاء جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ میں ہے علامہ قاری عیاض محدث مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے

ہیں

ان النجم ھھنا ایضاً محمد ﷺ.

یہاں النجم سے مراد حضور اکرم ﷺ ہیں۔

والضحیٰ واللیل اذا سجی.

قسم ہے حبیب تیرے رُخ انور کی اور قسم ہے تیری سیاہ زلفوں کی جب وہ چہرۂ انور پر پھیل جائیں۔

کالی گھٹا کی چھاؤں میں قرآں لئے ہوئے

تفسیر کبیر "ھل احد المذکرین فسر الضحیٰ بوجہ محمد ﷺ واللیل بشعرہ" علماءِ کرام میں سے کسی نے ضحی کی تفسیر محمد ﷺ کے رُخِ انور سے بھی کی ہے۔ "الجواب نعم ولا استعاد فیہ" کیوں نہیں ضحی سے مراد حضور پرنور کا چہرۂ انور اور واللیل سے آپ کی زلف شمامہ عنبر مراد ہے اور اس کی تفسیر میں کوئی اعتراض و خدشہ نہیں۔

تفسیر نیشاپوری جلد ۳ صفحہ ۱۰۷ میں ہے

لا استبعاد فیھا یذکرہ الواعظ من تشبیہ وجہ محمد ﷺ باالضحیٰ وشعرہ باللیل.

یہ میرے نزدیک کوئی اچنبھا اور حیرت والی بات نہیں جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے رُخِ انور کو ضحی سے زلف عنبرین کو واللیل سے تشبیہ دیتے ہیں۔

شرح شفاء لملا علی قاری میں ہے

والضحیٰ ان فی الضحیٰ ایماء الیٰ وجھہ ﷺ.

بیشک "والضحیٰ" میں حضور پرنور ﷺ کے نورانی چہرہ کی طرف اشارہ ہے۔

زرقانی جلد ۶ صفحہ ۲۱۰ میں ہے

فسم بعضھم کما احکاہ الامام فخرالدین الرازی والضحیٰ بوجھہ محمد ﷺ واللیل بشعرہ لان وجہ ﷺ کان شھیدا لنور بحیث یقع نور ہ علی الجدار اذا قابلھا.

بعض علماء نے یہی معنی بیان کئے ہیں جیسا کہ حضرت فخرالدین رازی نے حکایت کی کہ "والضحیٰ" سے آنحضرت ﷺ کا چہرہ پاک اور "واللیل" سے آپ کے موئے مبارک مراد ہیں کیونکہ حضور پیکر نور ﷺ کا رُخِ انور اس قدر درخشاں تھا کہ جب دیواروں کے سامنے گزر فرماتے تو رُخِ زیبا سے دیواریں چمک اُٹھتیں۔

ہے کلامِ الٰہی میں شمس والضحیٰ تیرے چہرۂ نورِ فذا کی قسم

قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

"والفجر قسم ہے نورِ فجر کی نورِ فجر سے بھی حضور اکرم ﷺ مراد ہیں۔ امام احمد قسطلانی شارحِ بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۷۵ میں لکھتے ہیں

اما الفجر فی قوله تعالیٰ والفجر هو محمد ﷺ.

خداوندکریم کے کلام میں جو "والفجر" آیا ہے اس سے مراد بھی سرورِ عالم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔

کتابِ الشفاء جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ میں ہے

قال ابن عطاء فی قوله تعالیٰ والفجر والیال عشر الفجر محمد ﷺ.

ابن عطاء کہتے ہیں خداوند قدوس کے کلامِ پاک میں جو "والفجر" آیا ہے اس سے مراد حضور ﷺ۔

فائدہ

کبھی نسبت محبوب ﷺ کو اشاروں اور کنایوں سے بیان کیا جاتا ہے مثلاً ملا علی قاری محدث حنفی فرماتے ہیں

طٰهٰ اسم من اسمائه ﷺ وهو فی حساب العدد والرموزنی ابجد اربعة عشر ایماء الیٰ ندر وجهه فی غاية النور. (شرح شفاء جلد اول صفحہ ۲۳۱)

سرورِ عالم ﷺ کے اسمائے گرامی سے ایک نامِ نامی طٰـــہٰ ہے۔ طٰـــہٰ کے عدد بحساب ابجد چودہ ہوتے ہیں اور چودھویں رات کے چاند کو بدر کہتے ہیں تو آیت کریمہ میں حضور ﷺ کے چہرۂ انور کو غایت نورانیت کی وجہ سے بدرِ کامل فرمایا۔

زرقانی علے المواہب میں بھی حضور پرنور ﷺ کا اسم مبارک بدر تحریر کیا ہے

فمن اسمائه ﷺ البدر.

آنحضرت ﷺ کے اسمائے گرامی سے ایک نامِ اقدس بدر بھی ہے۔

فائدہ

ایسے یٰسین اور دیگر مقطعات کو سمجھئے اس کی تفصیل فقیر کی تصنیف "ازالة المشتبهات" میں ہے۔

انتباہ

یہ چند آیات فقیر نے نمونہ کے طور پر عرض کردی ہیں۔ مندرجہ بالا آیات کے علاوہ اور بھی متعدد آیات ہمارے موقف کی مؤید ہیں مثلاً

والعصر. والشمس وضحاها. فلاوربک . والعادیات ضبحاً . فاالموریات قدحاً. فاالمغیرات

صبحا. فاثرن به نقعاً. والتین . والزیتون . وطور سینین . وھذا البلدالامین اور والقمر اذاتسق وغیرھما۔

قاعدہ

ان بعض قسموں کو براہِ راست حضور اکرم ﷺ سے تعلق نہیں لیکن بالواسطہ یا کسی نسبت سے دور کی نسبت کی وجہ سے بھی حضور ﷺ سے پیار ومحبت کا اظہار ہوگا۔

عقیدتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے ہر شعر کی دلیل قرآنِ مجید واحادیث مبارکہ کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقعات ہیں جن کے متعلق فرمان ہے

اصحابی کالنجوم لھم اقتدیتم اھتدیتم.

صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں ان میں جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

الحمدللہ ہم اہل سنت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عقیدت ومحبت کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور محروم پارٹیاں خود محروم ہیں اُلٹا ان معمولات کو شرک وبدعت کہتے ہیں۔ عقیدت ومحبت صحابہ کرام کے چند نمونے ملاحظہ ہوں

(۱) حضرت ابن سیرین تابعی نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا اہل انس سے ملے ہیں۔ حضرت عبیدہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے بال مبارک منڈواتے تو حضرت طلحہ سب سے پہلے آپ کے بال مبارک لیتے۔ (صحیح بخاری)

(۲) حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کو مونڈ رہا تھا۔ صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ سب یہ چاہتے تھے کہ حضور کا جو بال مبارک گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔ (صحیح مسلم، باب قربہ ﷺ من الناس وبترکھم بہ)

(۳) حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مزدلفہ سے منیٰ میں آئے اور جمرہ عقبہ میں کنکریاں مارنے کے بعد اپنے مکان پر تشریف لائے۔ پھر آپ نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے داہنی طرف والے بال کٹوائے اور ابوطلحہ انصاری کو بلا کر عطا فرمائے۔ بعدازاں حضور نے بائیں طرف کے بال منڈوا کر ابوطلحہ انصاری کو بلا کر عطا کئے اور ان سے فرمایا تم بال لوگوں میں تقسیم کردو۔

(۴) حضرت ام المومنین ام سلمہ کے پاس حضور پر نور ﷺ کے کچھ سرخ بال تھے جو ایک ڈبیہ بشکل جلجل میں رکھے ہوئے تھے۔ لوگ ان بالوں سے نظر بد اور دیگر بیماریوں کا علاج کیا کرتے تھے کبھی تو ان کو پانی کے پیالہ میں رکھتے پھر پانی پی لیتے اور کبھی جلجل کو پانی کے مٹکے میں رکھ دیتے اور اس میں بیٹھ جاتے۔ (بخاری ملخصاً)

(۵) امام بخاری نے تاریخ میں بروایت ابو سلمہ نقل کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن زید نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے والد عبداللہ بن زید رائی الاذان منحر میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے حضور نے ضحایا تقسیم فرمائے اور اس کو اپنے بالوں میں سے دیا۔ (اصابہ)

فائدہ

طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۷ میں اس روایت میں اتنا اور ہے کہ محمد مذکور فرماتے ہیں کہ وہ بال مہندی وسمہ سے رنگا ہوا ہمارے پاس موجود ہے۔

(۶) حضرت ابو محذورہ (مؤذن اہل مکہ) کے سر کے سامنے کے حصہ میں بالوں کا ایک جوڑا تھا۔ جب وہ زمین پر بیٹھتے اور اس کو کھول دیتے تو بال زمین سے لگ جاتے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ یہ بال منڈا کیوں نہیں دیتے انہوں نے جواب دیا کہ میں ان کو منڈا نہیں سکتا کیونکہ ان کو رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک لگا ہوا ہے۔ (شفاء شریف)

(۷ الف) حضرت خالد بن ولید قرشی مخزومی کی ٹوپی جنگ یرموک میں گم ہوگئی انہوں نے کہا تلاش کرو۔ تلاش کرتے کرتے آخر کار مل گئی لوگوں نے ان سے سبب پوچھا تو فرمایا ایک روز حضور اکرم ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا جب آپ نے سر مبارک منڈایا تو لوگ آپ کے موئے مبارک لینے کے لئے دوڑے میں نے بھی آپ کی پیشانی مبارک کے بال لے کر اس ٹوپی میں رکھ دیئے جس لڑائی میں یہ ٹوپی میرے پاس رہی مجھے فتح حاصل ہوتی رہی۔ (اصابہ)

(ب) شفاء شریف میں اس طرح ہے کہ حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال مبارک تھے۔ وہ ٹوپی کسی غزوہ میں گر گئی حضرت خالد نے اس کے لئے مڑ کر سخت حملہ کیا جس میں بہت سے مسلمان کام آئے۔ صحابہ کرام نے ان پر اعتراض کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہیں کیا بلکہ موئے مبارک کے لئے کیا جو اس ٹوپی میں تھے کہ مبادا ان کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائیں۔

(۸) آنحضرت ﷺ (والدۂ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاں چمڑے کے فرش پر قیلولہ فرما رہے تھے۔ جب آپ اُٹھتے تو وہ آپ کے پسینہ مبارک کو ایک شیشی میں جمع کر لیتیں اور شانہ کرتے وقت جو بال مبارک گرتے ان کو اور پسینہ مبارک کو سک[1] میں ملا دیتیں۔ حضرت ثمامہ کا قول ہے کہ جب حضرت انس بن مالک کی وفات کا وقت آیا تو مجھے وصیت کی کہ اس سک میں

سے کچھ میرے حنوط ۲ میں ڈال دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (بخاری)

(۹) آنحضرت ﷺ اُم سلیم کے گھر میں آ کر ان کے بستر پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے اور وہ گھر میں نہ ہوا کرتیں۔ ایک روز حسب معمول حضور ﷺ ان کے بستر پر سوئے ہوئے تھے جب ان کو خبر ہوئی تو آ کر دیکھا کہ حضور ﷺ کا پسینہ بستر پر ایک چمڑے کے ٹکڑے پر پڑا ہوا ہے انہوں نے اپنے ڈبے میں سے ایک شیشی نکالی اور پسینہ مبارک کو اس میں نچوڑنے لگیں۔ حضور ﷺ کی آنکھ کھلی تو پوچھا اُم سلیم تم کیا کر رہی ہو۔ اُم سلیم نے عرض کیا کہ ہم اپنے بچوں کے لئے آپ کے پسینہ کی برکت کے امیدوار ہیں آپ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا۔

فائدہ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے پسینہ اقدس کو بچوں کے چہرہ اور بدن پر مل دیا کرتے تھے جس سے وہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔

(۱۰) حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے جب میں مر جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد جز خامس صفحہ ۳۰۰)

(۱۱) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو مدینہ کے خدام اپنے برتن (جن میں پانی ہوتا) لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ہر ایک برتن میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے بعض وقت سردی ہوتی تو بھی اسی طرح کرتے۔ (مسلم)

(۱۲) جب حضور اکرم ﷺ وضو فرماتے تو وضو کے پانی کے لئے حاضرین میں لڑائی تک نوبت پہنچنے لگتی۔ (بخاری)

(۱۳) حضرت ابو جحیفہ (وہب بن عبداللہ سوائی) کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ چری سرخ قبہ میں تھے میں نے حضرت بلال کو دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی لیا اور لوگ اس پانی کو لینے کے لئے دوڑ رہے تھے جس کو اس میں سے کچھ ملتا وہ اس کو اپنے ہاتھوں پر ملتا اور جس کو کچھ نہ ملتا دوسرے ہاتھ کی تری لے کر مل لیتا۔ (صحیح بخاری)

(۱۴) حضرت طلق بن علی یمامی کا بیان ہے کہ ہم اپنے وطن سے رسول اللہ ﷺ کی طرف نکلے۔ حاضر خدمت ہو کر ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ سے نماز پڑھی اور عرض کیا کہ ہمارے وطن میں ہمارا ایک گرجا ہے پھر ہم نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اپنے وضو کا بچا ہوا پانی عنایت فرمائیں۔ آپ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کر کے بقیہ آب کی ایک کلی

ہمارے واسطے چھاگل میں ڈال دی اور روانگی کی اجازت دے کر فرمایا کہ جب تم اپنے وطن میں پہنچ جاؤ تو اپنے گرجا کو توڑ ڈالو اور اس کی جگہ پر اس پانی کو چھڑک دو اور گرجا کی جگہ مسجد بنالو۔ ہم نے عرض کیا کہ ہمارا شہر مدینہ منورہ سے دور ہے، گرمی سخت ہے یہ پانی خشک ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا اس میں اور پانی ڈال لینا برکت زیادہ ہو جائے گی۔

(۱۵) ایک روز حضرت خداش بن ابی خداش مکی نے رسول اللہ ﷺ کو ایک پیالے میں کھانا کھاتے دیکھا۔ انہوں نے آپ سے وہ پیالہ بطورِ تبرک لے لیا۔ حضرت عمر فاروق جب حضرت خداش کے ہاں تشریف لے جاتے تو اُن سے وہی پیالہ طلب فرماتے اسے آبِ زم زم سے بھر کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے۔ (اصابہ)

(۱۶) حضرت اسماء بنت عمیس بیان کرتی ہیں کہ ہم نے بعض ازواجِ مطہرات کو رسول اللہ ﷺ کے ہاں بطورِ عروس بھیجا۔ جب ہم خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تو آپ نے ایک بڑا پیالہ دودھ کا نکالا اور اس میں سے پی کر اپنی بیوی کو دیا وہ بولیں کہ مجھے اشتہا نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کر پھر مجھے عنایت فرمایا میں اس پیالہ کو اپنے ہونٹوں پر پھرانے لگی حالانکہ میں پیتی نہ تھی بلکہ بدیں غرض پھراتی تھی کہ میرے ہونٹ اس جگہ لگ جائیں جہاں رسول اللہ ﷺ کے ہونٹ مبارک چھو گئے تھے۔ بعدازاں ہم رسول اللہ ﷺ کی بیوی کو چھوڑ آئے۔ (معجم صغیر، طبرانی)

(۱۷) حضرت عاصم بن احول روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا پیالہ دیکھا جو عریض و عمدہ اور چوب نضار (درخت گز یا شمشاد) کا بنا ہوا تھا وہ ٹوٹ گیا تھا۔ حضرت انس نے اسے چاندی کے تار سے جوڑا ہوا تھا۔ حضرت انس کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بارہا پانی پلایا۔ بقولِ ابن سیرین اس میں لوہے کا ایک حلقہ تھا۔ حضرت انس نے چاہا کہ بجائے لوہے کے سونے یا چاندی کا حلقہ بنائیں مگر ابوطلحہ نے کہا جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے بنایا ہوا تھا اسے تبدیل نہ کرنا چاہیے یہ سن کر ویسا ہی رہنے دیا۔ (کتاب الاشربہ باب المشرب من قدح النبی ﷺ.....)

یہ پیالہ حضرت نضر بن انس کی میراث سے آٹھ لاکھ درہم کا خریدا گیا۔ امام بخاری سے روایت ہے کہ میں نے اس پیالہ کو بصرہ میں دیکھا اور اس میں پانی پیا ہے۔ (شرح شمائل)

(۱۸) ایک روز آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب سقیفہ بنی ساعدہ میں رونق افروز ہوئے۔ حضور نے حضرت سہل بن سعد سے فرمایا کہ ہمیں پانی پلاؤ چنانچہ حضرت سعد نے ایک پیالہ میں حضور کو اور آپ کے اصحاب کو پانی پلایا۔ حضرت ابوحازم کا بیان ہے کہ حضرت سعد نے وہی پیالہ ہمارے واسطے نکالا اور ہم نے پانی پیا۔ اس پیالہ کو حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ نے حضرت سعد سے مانگ کر لے لیا۔ (مسلم)

(۱۹) رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن انیس کو عرفہ میں خالد بن سفیان بن نبیح ہزلی کے قتل کرنے کے لئے بھیجا۔

حضرت عبداللہ نے اسے قتل کردیا اور اس کا سر لے کر ایک غار میں داخل ہوئے۔ اس غار پر مکڑی نے جالا تن دیا دشمن جو تعاقب میں آئے انہوں نے وہاں پر کچھ نہ پایا اور نا امید واپس ہوگئے۔ حضرت عبداللہ غار سے نکل کر پندرہ روز بعد خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور خالد کے سر کو سامنے رکھ کر قصہ بیان کیا۔ حضور ﷺ کے دست مبارک میں عصا تھا آپ نے حضرت عبداللہ کو عطا فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا

تخصر بهذه في الجنة.

بہشت میں اس پر ٹیک لگانا۔

وہ عصا حضرت عبداللہ کے پاس رہا جب وفات کا وقت آیا تو وصیت فرمائی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کردینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (حیوۃ الحیوان بحث عنکبوت زرقانی باب الھجرۃ)

(۲۰) امام ابن مامون کا بیان ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے پیالوں میں سے ایک پیالہ تھا ہم اس میں بغرضِ شفاء بیماروں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ (شفاء شریف)

(۲۱) رسول کا اونی جبہ کسروانی تھا جس کی جیب اور دونوں چاکوں پر دیبا کی سنجاف تھی۔ یہ جبہ پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا ان کے بعد حضرت انس بنت ابی بکر نے لے لیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ اس جبہ کو رسول اللہ ﷺ پہنا کرتے تھے ہم اسے دھو کر بغرضِ شفاء بیماروں کو پلایا کرتے تھے۔ (مسلم)

(۲۲) حضرت محمد بن جابر کے دادا سیار بن طلق یمامی وفد حنیفہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایمان لائے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اپنی قمیص کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایئے میں اس کے ساتھ اپنا دل بہلایا کروں گا۔ حضور نے ان کی درخواست منظور فرما کر اپنی قمیص کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا۔ محمد بن جابر کا بیان ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ ٹکڑا ہمارے پاس تھا ہم اسے دھو کر بغرضِ شفاء بیماروں کو پلایا کرتے تھے۔ (اصابہ)

(۲۳) جب حضرت ولید بن ولید مغیرہ قرشی مخزومی مکہ میں قید سے بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ میں مرا جاتا ہوں آپ مجھے اپنے کسی زائد کپڑے میں جو آپ کے جسد اطہر پر رہا ہو کفنانا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنی قمیص میں کفنایا۔ (اصابہ)

(۲۴) حضرت عبداللہ بن حازم کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا جسے وہ جمعہ اور عیدین میں پہنا کرتے تھے۔ لڑائی میں جب فتح پاتے تو بطورِ تبرک اس عمامہ کو پہنتے اور فرماتے کہ یہ عمامہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پہنایا تھا۔

(۲۵) ایوب بن تجار بروایت ابو عبداللہ نقل کرتے ہیں کہ ان کے دادا کے پاس رسول اللہ ﷺ کا لحاف تھا۔ جب حضرت عمر

بن عبدالعزیز خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے ان کے دادا کو کہلا بھیجا چنانچہ وہ اس لحاف کو چمڑے میں لپیٹ کرلائے۔حضرت عمر بن عبدالعزیز اس سے اپنے چہرے کو ملنے لگے۔(تاریخ صغیر للبخاری صفحہ ۱۱۱)

(۲۶) رسول اکرم ﷺ بعض وقت شفا بنت عبداللہ قرشیہ عدویہ کے ہاں تشریف لے جاتے اور ان کے گھر میں قیلولہ فرماتے۔حضرت شفاء نے رسول اکرم ﷺ کے ایک بچھونا اور ایک چادر بنوائی جس میں آپ سوجایا کرتے۔ وہ بچھونا اور چادر حضرت شفاء کے خاندان میں دی یہاں تک کہ مروان بن حکم نے لے لی۔(استیعاب واصابہ)

(۲۷) جب حضرت کعب بن زہیر نے ایمان لاکر اپنا قصیدہ بانت سعاد پڑھا تو حضور اکرم ﷺ نے ان کو اپنی چادر اڑھائی۔

حافظ ابن حجر نے اصابہ میں بروایت سعید بن مسیّب نقل کیا ہے کہ یہ وہی چادر ہے جسے خلفاءِ عیدین میں پہنتے ہیں۔

فائدہ

ابوبکر بن ابناری ۳۲۸ھ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت کعب اس شعر پر پہنچے

ان الرسول لنور يستضاء به

مهند من سيوف الله مسئلول

تو آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف چادر مبارک پھینک دی۔حضرت معاویہ نے اس چادر کے لئے دس ہزار درہم خرچ کئے مگر حضرت کعب نے کہا رسول اللہ ﷺ کی چادر کے لئے میں کسی کو اپنی ذات پر ترجیح نہیں دیتا۔حضرت کعب کی وفات کے بعد حضرت معاویہ نے یہ چادر اُن کے ورثہ سے بیس ہزار درہم کی لے لی۔ابن انباری کا قول ہے کہ وہی چادر آج تک سلاطین کے پاس ہے۔(شرح قصیدہ بانت سعاد لابن ہشام صفحہ ۷۶۱)

نوٹ

یہ طویل داستان ہے فقیر نے اس موضوع پر ایک کتاب ''البرکات فی التبرکات'' لکھی ہے اس کا مطالعہ فرمائیے۔

محمد کا دم خاص بہر خدا ہے

سوائے محمد برائے محمد

حل لغات

دم، جان مجاز اُو جود۔

شرح

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کو خاص اپنے لئے پیدا فرمایا لہٰذا اس محبوب کی جان صرف خدا کے لئے ہے اور اس محبوب کے ماسوا جو کچھ بھی پیدا کیا گیا ہے وہ سب اس محبوبِ کردگار ﷺ کے لئے ہے۔ چنانچہ احادیث دلالت کرتی ہیں

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کہ جبریل امین حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا

یامحمد لولاک ماخلقت الجنة ولولاک ماخلقت النار.

(۲) ابن عساکر کی روایت ہے

لولاک ماخلقت الدنیا

(۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

عن النبی ﷺ عن اللہ عزوجل قال یامحمد و عزتی وجلالی لولاک ماخلقت ارضی ولاسمائی ولا رفعت ھذہ الخضر ولابسطت ھذا لغبراء.

(۴) نیز بیہقی اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں نقل کیا اور اس کو صحیح کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لولاک محمد ماخلقتک الدنیا.

(۵) ایک اور حدیث ہے

لولاہ ما خلقتک ولاخلقتک سماء ولا ارضاً.

(٦) نیز مطالع المسرات کتابوں میں بھی یہ حدیث موجود ہے نیز ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے عرض کیا یا اللہ تو نے مجھے کس لئے پیدا فرمایا۔ فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم

لولاک ماخلقت الارضی ولاسمائی.

مطالع المسرات صفحہ ۱۱۴ میں ہے

ومارسلنک الا رحمة اللعلمین وقال الشیخ سعدی عبدالجلیل القصری علیٰ ھذالآیة فھو ﷺ المحروم بہ العالم بنص ھذالآیة وان کل خیر نور وبرکة شاء ت وظھرت فی الوجود اوتظھر من

اول الایجاد الیٰ آخرہ انماذ ائک سببہ ﷺ.

یعنی ہر خیر و برکت اور ہر نور جس میں سورج، چانداور ستارے داخل ہیں جو مشہور موجود ہو چکایا آئندہ ہوگا ازل سے ابد تک وہ حضور ﷺ ہی کے سبب ہے۔

لطیفہ

حضور نبی کریم ﷺ کا ایک اسم گرامی "المحی" ہے تو زندگی بخشنے والا بھی ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

مطالع المسرات میں ہے

ﷺ محی لحیوتہ وسبب وجودہ ولقائہ.

حضور ﷺ کا نام محی ہے اس لئے کہ سارے جہاں کی زندگی آپ کے سبب سے ہے کیونکہ وہ جہاں کی روح اور جان ہیں اور اس کے باقی رہنے اور پیدا ہونے کا سبب ہے۔امام بوصیری نے فرمایا

لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم

آپ نہ ہوتے تو دنیا عدم سے وجود میں نہ آتی۔

شرح شیخ زادہ علی البردہ میں ہے

"لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم" کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو ان پر ایمان لانے کا حکم فرماؤ۔

فلولا محمد ماخلقت ادم ولولا محمد ما خلقت الجنۃ والنار.

یعنی اگر اے محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا اور محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں دوزخ اور بہشت کو پیدا نہ کرتا۔

خرپوتی شرح قصیدہ بردہ صفحہ۲۷،۱۷ میں اسی شعر کی تشریح میں ہے

فی ھذا البیت تلمیح الیٰ مانقل فی الحدیث القدسی لولاک لماخلقت الافلاک والمراد من الافلاک جمیع المکنونات اطلاقا لاسم الجزء علی الکل واشارہ علیٰ ماوقع لہ ﷺ فی لیلۃ الاسواء فانہ علیہ السلام لما سجداللہ تعالیٰ فی سدرۃ المنتھیٰ قال اللہ تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انا وانت ماسوی ذالک خلقتہ لاجلک.

اس شعر میں اشارہ اس حدیث قدسی کی طرف ہے "لولاک لماخلقت الافلاک" یہاں افلاک سے مراد تمام مخلوقات

ہے۔ جزء بول کرکُل مراد لیا گیا ہے اور اس کی طرف اشارہ ہے کہ جو شب اسراء اللہ تعالیٰ نے حضور نبی آخر الزماں ﷺ سے فرمایا جب آپ نے اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کیا کہ میں اور تو اور اس کے سوا جو کچھ ہے سب کو تمہارے سبب سے پیدا کیا ہے۔

نیز مطالع المسرات میں ہے

قدقال علیه السلام اول ماخلق الله نوری خلق کل شئی.

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور ہی سے ہر چیز کو پیدا فرمایا۔

انتباہ

حدیث لولاک معناً صحیح ہے اس کی تحقیق و تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ ''شرح حدیث لولاک'' کا مطالعہ فرمایئے۔

خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محو لقائے محمد

حل لغات

ان کو، ان آنکھوں کو۔ محو، فنا، مستغرق۔ لقائے محمد، محمد ﷺ سے ملاقات۔

شرح

خدا تعالیٰ ان آنکھوں کو کیسے پیار سے دیکھتا ہے جو آنکھیں محمد ﷺ کے دیدار سے سرشار فنا یا غرق ہو چکی ہیں۔ اس شعر میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل و کمالات کو بیان فرمایا ہے۔ قرآن مجید و احادیث مبارکہ میں ان کے فضائل و کمالات کا ایک بحر ذخار ہے۔ اس میں چند آیات و احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(۱) لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجة من الذین انفقومن بعد وقاتلوا وکم وعدالله الحسنیٰ.

تم سب برابر نہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ کیا اور جنگوں میں شامل ہوئے لیکن فتح مکہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سب سے بہشت کا وعدہ کیا ہے۔

فائدہ

اس آیت میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نوید سنائی۔

احادیث مبارکہ

(۱)عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں افضل وہ لوگ ہیں جو میرے ساتھی ہیں پھر وہ جوان کے ہم زبان ہیں پھر وہ جوان کے ہم زمان ہیں۔(الحدیث رواہ البخاری والترمذی)

(۲)حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور سرورِ عالمﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں افضل وہ ہیں جو میرے ساتھی ہیں۔(الحدیث رواہ الشیخان واحمد والترمذی)

(۳)حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور سرورِ عالمﷺ نے فرمایا کہ اس مسلمان کو نارِ جہنم مس نہیں کرے گی جو میرے دیدار سے مشرف ہوایا جس نے میری زیارت کرنے والے کو دیکھا۔(رواہ الترمذی والضیاء المقدسی)

(۴)حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور سرورِ عالمﷺ نے فرمایا کہ مژدہ باد جس نے میری زیارت کی اور اسے بھی جس نے میری زیارت کرنے والے کو دیکھا۔(رواہ عبد بن حمید وابن عساکر)

(۵)حضرت عبداللہ بن بسیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور سرورِ عالمﷺ نے فرمایا کہ مبارک اُسے جس نے میری زیارت کرنے والے اور ایمان لانے والے کو دیکھا انہیں مبارک باد ہو اور ان کا انجام بہتر ہوگا۔(رواہ الطبرانی والحاکم)

(۶)حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ سرورِ عالم، نورِ مجسم حضرت محمدﷺ نے فرمایا کہ میرے اصحاب میری امت میں ایسے ہیں جیسے طعام میں نمک۔ جس طرح طعام نمک کے بغیر بیکار سمجھا جاتا ہے اسی طرح میری امت میرے صحابیوں کے بغیر۔(رواہ البغوی فی شرح السنۃ وابوالعلی فی ستہ)

(۷)حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ میرا کوئی صحابی جس علاقہ میں فوت ہوتا ہے تو وہ قیامت میں ان لوگوں کے لئے قائد اور نور بن کر اُٹھے گا۔(رواہ الترمذی وقال غریب الضیاء المقدسی)

(۸)حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ ستارے آسمان کی امان ہیں جب ستارے نہیں رہیں گے تو قیامت قائم ہو جائیگی اور میں اپنے صحابہ کے لئے امان ہوں اور میں جب دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا تو میرے صحابہ کو وہی مشکلات درپیش ہوں گی جن کے متعلق انہیں پہلے بتایا گیا اور وہی میرے صحابہ میری امت کے لئے امان ہوں گے جب وہ فوت ہو جائیں گے تو میری امت فتنوں میں گھر جائیگی۔(رواہ مسلم واحمد فی مسندہ)

فائدہ

حدیث مذکور میں تو "عدو السماء" سے آسمان پھٹ جانا یعنی قیامت کا قائم و جانا اور تو "عدو الصحابہ" سے ان کا اختلاف اور مشکلات کا سامنا اور "تو عدامت" سے مصائب اور حکام کے ظلم کا شکار ہو جانا مراد ہے۔

(۹) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب تعالیٰ سے اپنے صحابہ کے متعلق پوچھا کہ میرے بعد ان کا اختلاف کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی پیغام بھیجا کہ آپ کے صحابہ کرام میرے نزدیک ایسے ہیں جیسے آسمان کے ستارے بعض ان میں افضل و اعلیٰ ہیں لیکن ہیں سب کے سب نور علیٰ نور ان کے اختلاف کے وقت جو شخص بھی ان کی اقتداء کرے گا وہ ہدایت پر ہوگا۔ (رواہ زید عن ابی سعید الخدری)

(۱۰) ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو گالی مت دو اس لئے کہ اگر تمہارا کوئی احد پہاڑ کے برابر راہ خدا میں لٹائے تو میرے صحابی کے ایک مد (چار سیر گندم وغیرہ) کے خرچ کا مقابلہ نہیں ہوسکتا بلکہ آدھے مد (دو سیر) کی برابری بھی نہیں ہو سکتی۔ (رواہ البخاری و مسلم و ابو داؤد والترمذی رواہ ..... و ابن ماجہ عن ابی ھریرۃ رواہ ابو بکر البرقانی علی شرط الشیخین) انہوں نے صرف اتنا اضافہ فرمایا کہ اگر چہ تم ہر روز احد پہاڑ کے برابر بھی لٹاؤ تو بھی صحابہ کرام کے صرف ایک مد بلکہ آدھے مد کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

(۱۱) حضرت عبد اللہ بن مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کر کے میرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حقوق کا خیال رکھو۔ انہیں اپنی غرض کا نشانہ مت بناؤ جو ان سے محبت کرتا ہے تو میری وجہ سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے تو میری وجہ ہی سے بغض رکھتا ہے جو انہیں ایذاء دیتا ہے تو وہ مجھے تکلیف پہنچاتا ہے اور جو بھی مجھے دکھ دیتا ہے تو وہ اللہ عز و جل کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ ایسے بد بخت کو عنقریب اللہ تعالیٰ گرفت فرمائے گا۔ (رواہ الترمذی و قال غریب)

جلو میں اجابت خاصی میں رحمت
بڑھی کس تزک سے دعائے محمد

حل لغات

جلو، سامنے۔ اجابت، قبولیت۔ خواصی، ہر وقت حاضر خدمت رہنے والے، خدمت گزار لوگ، خاص لوگ۔ تزک، ترتیب و انتظام۔

شرح

حضور شافع یوم النشور ﷺ کی دعائے مغفرت اور قبولیت وخواص میں رحمت ہے کتنی اچھی ترتیب و نظام کے ساتھ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی مبارک دعا درِقبول تک پہنچی ہے۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد

شرح

جب دعائے محمد ﷺ ناز وادا کے ساتھ بارگاہ رب العلمین میں جانے کے لئے بڑھی تو بارگاہ میں پہنچنے سے پہلے ہی آگے بڑھ کر قبولیت نے اسے اپنے گلے سے لگالیا یعنی اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن یمنی فرماتے ہیں کہ میرا مسلک یہ ہے کہ حضور کی ساری دعائیں مقبول ہیں اور یہی حق ہے کہ فقیر کی اس موضوع پر ایک تصنیف موسوم بہ ''حضور ﷺ کی ہر دعا مستجاب'' جو دعائیں مستجاب ہوئیں ان کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

حضرت معاویہ کے لئے دعا

حضور سید عالم ﷺ نے حضرت معاویہ کے لئے دعا فرمائی

اللھم عدمه الكتاب ومكن فى البلاد.

الٰہی انہیں قرآن کی سمجھ دے اور شہروں پر حاکم بنا۔

فائدہ

یہ حضور اکرم ﷺ ہی کی دعا کا نتیجہ ہے کہ حضرت معاویہ بیس برس تک ملک شام کے حاکم رہے اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم تینوں خلفاء نے بھی انہیں کسی نہ کسی شہر کی حکومت عطا فرمائی۔

انتباہ

بعض لوگ بوجہ جہالت یا روافض سے متاثر ہوکر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذمت کرتے ہیں یا کم از کم ان سے بغض رکھتے ہیں ایسے لوگ جہنم کے کتے ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اس موضوع پر چار رسالے لکھے ان کے فیض سے فقیر کی کتاب ''الرفاہیہ فی الناہیہ عن ذم معاویہ'' میں تفصیل ہے۔

دعائے شہادت

امام ابونعیم واقدی سے روایت کرتے ہیں جب حضورﷺ جنگ تبوک میں تشریف لائے تو حضرت عبداللہ ذوالبجار نے عرض کی کہ حضور میرے لئے دعائے شہادت فرمایئے۔حضورﷺ نے دعا فرمائی

اللھم انی احرم دمه علی الکفار.

الٰہی میں ان کا خون کافروں پر حرام کرتا ہوں۔

اس دعا کے بعد حضورﷺ نے فرمایا

انک اذ خرجت فی سبیل اللہ واخزتک الحمی فقتلتک فانت شھید...................

اے عبداللہ جب تم جہاد کے لئے جاؤ گے تو تمہیں بخار آئے گا اور یہی بخار تمہاری موت کا سبب ہو گا مگر اس کے باوجود تم شہید ہو۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ جنگ تبوک کے لئے جب جہاد کے لئے نکلے انہیں بخار ہوا اور اسی بخار میں ان کا انتقال ہوا۔ حدیث بالا دو معجزوں پر مشتمل ہے دوسرا معجزہ یہ ہے کہ حضور نے کل کی خبر دی کہ عبداللہ کو بخار ہو گا اور اس طرح اس کا انتقال ہو گا۔

حضرت انس بن مالک نے حضور کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہﷺ انس آپ کا ادنیٰ خادم ہے اس کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے اس طرح دعا فرمائی یا اللہ تو اس کا مال و اولاد زیادہ کر اور جو نعمت تو نے اسے دی ہے اس میں برکت عطا فرما۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ تو اس کی عمر زیادہ کر اور بہشت میں میرا رفیق بنا۔ یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ حضرت انس کے باغ میں کھجوروں کے درخت سال میں دو دفعہ پھل دیتے ان کی اولاد سو سے زیادہ تھی۔ ایک کم سو برس کی زندگی پائی آخر عمر میں فرماتے تھے کہ مجھے امید ہے کہ حسبِ دعا محمدﷺ میں بہشت میں آپ کا رفیق بھی ہوں گا۔

حضورﷺ نے حضرت عبداللہ بن عوف کے بارے میں دعا فرمائی تھی کہ اللہ تجھے برکت دے۔اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ کو تجارت میں اس قدر نفع دیا کہ جب ۳۱ھ میں انہوں نے وفات پائی تو ان کے ترکہ کا سونا کلہاڑیوں سے توڑا گیا یہاں تک کہ کثرتِ کار سے ہاتھ زخمی ہو گئے اور ان کی چار بیویوں میں سے ہر ایک کو اسی ہزار دینار ملے۔انہوں نے وصیت کی تھی کہ ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دینار راہ خدا میں خیرات کر دیئے جائیں۔ یہ تمام علاوہ ان صدقات کے تھا جو انہوں نے اپنی زندگی میں کئے چنانچہ ایک روز تیس غلام آزاد کئے۔ایک مرتبہ سات سو اونٹوں کا کارواں مع مال و اسباب تصدیق کر دیا۔ایک مرتبہ اپنا آدھا مال راہ خدا میں دے دیا پھر چالیس ہزار دینار پھر پانچ سو گھوڑے پھر

پانچ سو اونٹ تصدیق کئے۔

جنگ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص جناب رسول اکرم ﷺ کے آگے بیٹھے ہوئے تیر چلا رہے تھے اور یوں کہتے تھے یا اللہ یہ تیرا تیر ہے اس سے تو اپنے دشمن کو ہلاک کر اور حضور فرما رہے تھے یا اللہ اس کا نشانہ درست کر دے اور اس کی دعا قبول کر لے۔ آپ کی دعا سے حضرت سعد مستجاب الدعوات بن گئے جو دعا کرتے قبول ہوتی اور جو تیر پھینکتے خطا نہ جاتا۔

انتباہ

یہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے چاہے تو نبی کریم ﷺ کی دعا رد کر دے۔ انہیں غلط فہمی ہے جب ایک غلام کو مستجاب الدعوات بنا دیا تو پھر آپ کی دعا رد ہونے کا کیا معنی۔ ہاں بعض مواقع دعا کے مطابق کام نہ ہونے میں اسرار ورموز ہوتے ہیں۔

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد

شرح

حضور کی دعا نے قبولیت کا سہرا اور اللہ کی عنایت کا جوڑا پہن کر اوڑھ لیا ہے اس طرح کہ گویا کہ حضور اکرم ﷺ کی دعا اپنی امت عاصی کے لئے دلہن بن کر یعنی خدا کی مقبولیت اور اس کی عنایت لئے ہوئے باہر بارگاہِ ایز تعالیٰ سے نکلی۔

اس شعر میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اسلامی عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ ہر نبی بالخصوص ہمارے نبی پاک ﷺ کی ہر دعا مستجاب ہے۔ فقیر کی طرف سے چند حوالہ جات تائیداً حاضر ہیں۔

(۱) دلائل النبوۃ لابی نعیم صفحہ ۳۷۵ میں ہے کہ

ان اللہ تعالیٰ یعطیہ اذا سأل۔

بے شک اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو ہر سوال پر عطا فرماتا ہے یعنی آپ کا سوال رد نہیں فرماتا۔

(۲) امام قسطلانی شارحِ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

ولم ینقل انہ ﷺ دعا بشئی فلم یستجب لہ۔

(زرقانی علی المواہب جلد ۸ صفحہ ۲۳۷ و جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۳)

فائدہ

مزید عبارات ودلائل کے لئے دیکھئے فقیر کی تصنیف ''نبی کی ہر دعا مستجاب''

عقیدۂ صحابہ کرام

مذکورہ بالا عقیدہ نہ صرف علماء کرام کے اقوال سے ثابت ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ بھی یہی تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ عنہا کا قول مشہور ہے حضورﷺ سے عرض کی

انی اریٰ ربک الایسارع فی ھواک (رواہ البخاری ۷۰۶،۷۶۶ وفی مشکوٰۃ)

بے شک میں دیکھتی ہوں کہ تیرا رب تیری خواہش پوری کرنے میں بہت جلدی کرتا ہے۔

قاعدہ کلیہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی مشکلات کے وقت بارگاہ رسولﷺ میں عرض کرتے آپ کی دعا مستجاب سمجھ کر ان کا عقیدہ اس طرح نہ ہوتا تو اتنا یقین کرکے عرض نہ کرتے اور انہوں نے نقد مقصد بھی پایا۔ چند نظائر سابق شعر ہیں فقیر نے عرض کئے۔

تائید از حبیب خداصلی اللہ علیہ وسلم

اس عقیدہ کی تائید خود حبیب خداﷺ نے بھی فرمادی چنانچہ خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۱۲۴ میں ہے۔ ابوطالب نے حضور سرورِ عالمﷺ سے عرض کی

ان ربک لیطیعک فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام وانت یا عماۃ لو اطعۃ لیطیعک (اخرجہ ابن عدی)

بے شک تیرا رب تیرا کہا مانتا ہے آپ نے فرمایا اے چچا اگر تو اس کی اطاعت قبول کرے تو وہ بھی تیرا کہا مانتا رہیگا۔

فائدہ

اس حدیث میں واضح ہے کہ حضورﷺ نے ابوطالب کا قول سن کر انکار نہیں فرمایا بلکہ اس کی تائید فرمائی اور یہ بھی بتایا کہ جو اس کا فرمانبردار بندہ بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بھی بات نہیں ٹھکراتا۔

تائید مزید

آپ تو محبوبوں کے امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عام بندوں کے لئے قاعدہ کلیہ بنایا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے

ولئن ساء لنی عطینہ ولئن استعاء نی لاعندنہ مشکوٰۃ۔ (بخاری ومسلم، وغیرہ)

البتہ اگر مجھ سے میرا محبوب بندہ سوال کرے تو میں ضرور ضرور اسے عطا کروں گا اگر وہ میری پناہ مانگے تو ضرور ضرور پناہ دوں گا۔

تحقیقی مقالہ

جس مذہب میں یہ عقیدہ ہو کہ کبھی نبی علیہ السلام کی دعا بھی رد ہونی چاہیے۔اس مذہب نے یہ نہ سوچا کہ اس طرح سے اللہ تعالٰی پر حرف آتا ہے۔اس لئے کہ حدیث مذکور قدسی میں خود اللہ تعالٰی نے حتمی طور پر عام نیک بندے سے وعدہ فرمایا ہے۔اس لئے کہ حدیث میں

(۱) جملہ شرطیہ ہے اور شرط کے ثبوت پر جزاء کا وجود ضروری ہے اس کے خلاف محال اور یہاں تو ممتنع ہے۔

(۲) لام تاکید۔

(۳) نون ثقیلہ اور مضارع کے استمرار سے وقوع یا عدم وقوع ضروری اور لازم ہے ورنہ جھوٹ اور خلافِ وعدہ اور یہ دونوں اہل سنت کے قواعد پر تو ممتنع ہیں البتہ مخالف اس پر مصر ہے تو اس کی بدقسمتی۔

(۴) مضارع کے مذکورہ صورت اختیار کرنے پر قسم محذوف ہوتی ہے گویا اللہ تعالٰی قسموں کی تاکید کر کے وعدہ فرما رہا ہے تو جس قوم کو خدا تعالٰی کی قسم پر اعتبار نہیں تو ہمیں ان کے ایمان پر اعتبار کیوں ہو۔

رضا پل سے اب وجد کرتے گزرئے
کہ ہے ربِ سلم صدائے محمد

حل لغات

پل، پلصراط۔وجد، کیفیت، حال۔ربِ سلم، اے میرے پروردگار، سلامتی کے ساتھ گزار۔صدائے، آواز اور آوازِ بازگشت۔

شرح

اے رضا پلصراط سے اب کیفیت و حال کے ساتھ باطمینان گزرو کیونکہ حضور پرنور ﷺ کا پلصراط پر کھڑے ہو کر ربِ سلم، ربِ سلم کی صدا لگانا یقیناً سلامتی کے ساتھ گزر جانے کی مکمل ضمانت ہے۔

ربط

امام احمد قدس سرہ نے پہلے اشعار میں اس عقیدہ کی پختگی کرائی ہے کہ مسلمان کا عقیدہ پختہ ہو کہ رسول کریم ﷺ کی ہر دعا مستجاب ہے اب بتایا کہ اس عقیدے والے کو مبارک ہو کہ پلصراط سے گزرنا اب نہ صرف آسان ہو گا بلکہ خوشی سے جھوم جھوم کر چلنا ہو گا۔اس لئے کہ اس وقت یہی پیارے نبی پلصراط کے دروازہ پر رونق افروز ہوں گے اور ہم جب ظاہر

ہوں گے قدم رکھیں گے تو آپ اپنی مستجاب دعا سے نوازیں گے اور ظاہر ہے کہ آپ کی دعا مستجاب ہے اس لئے ہمیں پلصراط سے گزرنے کا خطرہ نہ رہا۔

نکتہ

امام احمد رضا قدس سرہ کے کمالِ عشق کی داد دینی پڑے گی کہ پل صراط کا نام سن کر ہی دل کانپ جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کانپنے کا کیا معنی جب محبوبِ کریم ﷺ سامنے ہوں گے تو ہم وجد کریں گے کانپے گا وہ جسے عشقِ رسول ﷺ نصیب نہ ہو۔ ہم تو عشق کے بندے ہیں ہم تو الحمدللہ پل صراط پر بھی نظارۂ محبوب کر کے جھوم جھوم کر پل صراط عبور کریں گے۔

حق بر حق

عشق رسول ﷺ کی تڑپ میں پل صراط کا خوف کہاں۔ جب زنانِ مصر کو یوسف علیہ السلام کے نظارہ سے ہاتھ کٹنے کا درد محسوس نہ ہوا تو عاشقِ رسول ﷺ کے لئے کیا یہ نظارہ۔

عمل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے استدلال

بخاری شریف میں ہے کہ مرض الوصال میں جب حضور ﷺ نماز کے لئے تشریف لاتے یا دروازہ سے جھانک کر دیکھتے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز کے بجائے حضور ﷺ کے نظارۂ کرم میں محو ہو جاتے۔ یہ عشق ہے کہ معراج المومنین صحابہ کرام جیسے مستغرقین باللہ کا تصور صرف اور صرف محبوبِ کریم ﷺ میں محو ہو گیا تو پھر پل صراط سے گزرتے وقت عاشق جھومے گا نہیں تو اور کیا کرے گا۔

پل صراط

شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیامت نامہ میں فرماتے ہیں کہ دوزخ کے اوپر پل صراط ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگی حکم ہوگا کہ اس پر ہو کر جنت میں چلو پندرہ ہزار سال کی مسافت ہے۔ اس مقام کے ہول کی وجہ سے کسی کی آواز تک نہ نکلے گی مگر پیغمبرانِ علیہم السلام امتوں کے حق میں ربِ سلم، ربِ سلم کہیں گے۔ (رواہ البخاری و مسلم، قیامت نامہ صفحہ ۶۱) امام احمد رضا قدس سرہ نے اسی حدیث شریف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

دیوبندی بریلوی فرق

بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ علمائے بریلوی و فضلائے دیوبند میں کیا فرق ہے میں نے کہا کہ علمائے بریلی کا یہی عقیدہ

ہے کہ پلصراط جیسے سنگین مرحلہ پر اگر نجات نصیب ہوگی تو صرف اور صرف نگاہِ حبیب خدا ﷺ کے صدقے ورنہ پل صراط سے گر گئے تو سیدھے جہنم مذکور اور فضلائے دیوبند سے دعویٰ کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پلصراط سے گزر رہے تھے فاضل دیوبند مولوی حسین علی واں بھچراں شاگردِ گنگوہی نے لکھا کہ میں نے آپ کو تھام لیا ورنہ آپ گر جاتے۔(تفسیر بلغۃ الحیر ان مبشیرات)

لطیفہ

فقیر کے ایک مناظرہ میں ایک فاضلِ دیوبند کو یہی عبارت دکھائی تو کہا کہ یہ خواب کا واقعہ ہے میں نے کہا کہ عام انسان کے خواب کا واقعہ نہیں یہ رسولِ خدا ﷺ کے متعلق ہے جنہوں نے فرمایا کہ

من رآنی فقدرا الی الحق. (بخاری)

جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھے دیکھا۔

اس اعتبار سے یہ خواب لکھ کر فاضل دیوبندی نے اپنا انجام برباد کیا دراصل یہ خواب من گھڑت ہے۔خلاصہ یہ ہے ک اہل اسلام اس سے خود فرق کرلیں کہ علمائے بریلی کیسے ہیں اور فضلائے دیوبند کیسے؟

نعت ۲۰ باب الراء

اے شافع اُمم شہ ذیشان لے خبر
للہ لے خبر میری للہ لے خبر

حل لغات

شافع ،شفاعت کرنے والا۔امم ،امت کی جمع۔ذی جاہ ،مرتبہ والا۔

شرح

اے تمام امتوں کی شفاعت کرنے والے ،عالی مرتبت بادشاہ میری خبر لیجئے خدارا میری خبر لیجئے یعنی میری مدد فرمایئے۔

قرآنِ مجید

موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا

وکان عنداللہ وجیھا

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا

وجیھاً فی الدنیا و الآخرۃ

قاعدہ یہ ہے کہ جو فضیلت کسی نبی کو ملی وہ یا اس سے بہتر حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی بلکہ دوسرے معنوں میں یوں کہا جائے کہ جسے بھی کوئی کمال عطا ہوا ہے وہ حضور سرورِ کونین ﷺ کے طفیل اور آپ کے صدقے عطا ہوا ہے اس لئے حضور سرورِ عالم ﷺ ان تمام ذی جاھوں سے بلند قدر اور رفیع المنزلہ ہیں اور اس قدر و منزلت پر خود حضور ﷺ کو فخر و ناز بھی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے صحابہ ایک جگہ بیٹھ کر آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ تشریف لائے اور ان کے قریب ہو کر بیٹھ گئے اور سنا کہ وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا، بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا، بعض نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں لیکن

الا و انا حبیب اللہ. (ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۰۲)

یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں ﷺ

استغاثہ سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم

امام احمد رضا قدس سرہ خود کو میدانِ حشر میں تصور کر کے وہاں کے کریہہ منظر کے پیش نظر حضور سرورِ عالم ﷺ سے فریاد کرتے ہیں کہ وہاں سوائے آپ کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا اور مشکلات و مصائب اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد عربی ﷺ سے استغاثہ سنت صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنھم) جیسا کہ ہم نے اسی شرح حدائق بخشش میں متعدد واقعات سپردِ قلم کئے مثلاً

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاؤں کے سن ہونے پر انہوں نے حضرت محمد ﷺ کو پکارا۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق بھی منقول ہے۔

(۳) حضرت راجز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی "اغثنی یا رسول اللہ ﷺ" آپ کو کفار نے ہجرت سے روکنے کے لئے انہیں تیروں کا نشانہ بنایا۔

(۴) خود حضور ﷺ نے مصیبت و تکلیف کے وقت صحابہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کو پکاریں چنانچہ ایک نابینا نے جب حضور نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نظر کے لئے دعا کی درخواست کی تو آپ نے انہیں یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا

یا محمدانی قدتوجھت بک الیٰ ربی فی حاجتی ھذہ الخ. (ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجۃ)

یعنی اے محمد میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں متوجہ ہوتا ہوں۔

یہ دعا قیامت تک کے مسلمانوں کے واسطے ہے اور اس میں حضور ﷺ کو پکارا گیا ہے۔

انشاء ہم قیامت میں بھی آقا کریم ﷺ سے فریاد کریں گے تو ہماری دستگیری فرمائیں گے جیسے آپ کی عادتِ کریمہ ہے اور قیامت میں تو آپ کا کام ہی دستگیری کرنا ہے۔ تبرکاً چند روایاتِ شفاعت پڑھ لیں

(۱) عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ انا سيد ولد آدم يوم القيامة واول من ينشق عنه القبر واول شافع واول مشفع. (رواہ مسلم)

ابی ہریرۃ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا سردار ہوں گا اور پہلا وہ شخص ہوگا جس کی قبر سب سے پہلے چر یگی اور میں قبر سے باہر نکلوں گا اور سب سے پہلا شفاعت کرنے والا میں ہی ہوں گا اور سب سے پہلا شخص جس کی شفاعت قبول کی جائے گی وہ میں ہی ہوں گا۔

فائدہ

اس حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ کی چار فضیلتیں ارشاد ہوئی ہیں اور جو کسی پیغمبر میں نہیں پائی جاتیں۔

(۲) عن انس قال قال رسول الله ﷺ انا اكثر الانبياء تبعاً يوم القيمة وانا اول من يقرع باب الجنة. (رواہ مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن نبیوں کی امتوں سے بڑھ کر میرے تابعدار زیادہ ہوں گے اور میں ہی سب سے پہلے جا کر بہشت کے دروازہ پر کھولنے کے لئے دستک دونگا۔

(۳) امام احمد وامام بخاری اور امام ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ کونین ﷺ فرماتے ہیں کہ

انا سيد الناس يوم القيامة وهل تدرون مماذالک جمع الله الاولين والآخرين في سعيد واحد. (الحدیث)

میں قیامت میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا کچھ جانتے ہو کس وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلوں کو ایک ہموار میدان میں جمع فرمائے گا۔ (اس کے بعد حدیث طویل ہے یعنی شفاعت کا بیان ہے)

(۴) صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے حضور سرورِ کونین ﷺ کے لئے ثرید و گوشت حاضر آیا آپ نے دست مبارک کو ایک بار دندانِ مبارک سے مشرف فرمایا اور فرمایا کہ

انا سيد الناس يوم القيمة

میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔

پھر دوبارہ اسی گوشت سے تھوڑا سا تناول فرما کر فرمایا

انا سید الناس یوم القیامة.

میں قیامت کے دن سب سے بڑا سردار ہوں۔

آپ کے دیکھا کہ مکرر فرمانے پر بھی صحابہ وجہ نہیں پوچھتے تو فرمایا

الا تقولون کیفه .

پوچھتے نہیں ہو کہ یہ کیوں کر ہے؟

فرمایا

یقوم الناس لرب العلمین

لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

اس کے بعد آپ نے شفاعت کی تفصیل بھی بیان فرمائی۔

دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا
میں ڈوبا تو کہاں ہے میرے شاہ لے خبر

حل لغات

بیڑا، کشتی جس کے ذریعہ سے دریا پار کرتے ہیں۔ ناخدا، کشتی کا کپتان، ملاح۔ ناؤ، کشتی، بیڑا، کشتیوں کا مجموعہ قطار۔

شرح

دریا طغیانی پر ہے اور میرے پاس نہ کشتی ہے اور نہ بیڑا اور نہ ہی کشتی بان (ملاح) کچھ بھی تو نہیں ہے۔ اے میرے شہنشاہ آپ کدھر ہیں جلد میری خبر لیجئے میں ڈوبا مجھے بچا لیجئے۔ اس شعر میں ایک مجرم گنہگار اور بیکس اور بے بس امتی کی کیفیت کا بیان ہے کہ قیامت میں کمپرسی کے عالم میں یوں فریادی ہوگا اور حضور تاجدارِ انبیاء علیہ السلام اپنے کسی بھی امتی سے بے خبر نہ ہونگے اور نہ ہی کہیں دور ہوں گے بلکہ اتنا بڑا وسیع میدان اور اتنی بہت بڑی مخلوق ہوگی لیکن ہر ایک کو یوں محسوس ہوگا کہ حضور تاجدارِ انبیاء علیہ السلام ہر ایک کے سامنے ہیں۔

منزل کڑی ہے رات اندھیری میں نابلد

اے خضر لے خبر میری اے ماہ لے خبر

حل لغات

کڑی، سخت دشوار۔ نابلد، ناواقف۔ ماہ، چاند۔

شرح

منزل دشوار ہے اور رات تاریک ہے اور میں تاریک راستے سے واقف نہیں آپ واقفوں کے راہنما ہونے کی حیثیت سے خضر ہیں جو راہنمائی کرتے ہیں اور اپنی نورانیت کی اعتبار سے ماہِ کامل ہیں لہٰذا تاریکی کو دفع فرما کر منزلِ ہدایت پر پہنچائیں۔

سفر پرخطر

مرنے کے بعد تا دخولِ جنت یا نار بڑا طویل اور پرکٹھن اور بہت سخت دشوار سفر ہے لیکن جو پیروئ شریعت میں زندگی بسر کر گیا اس کے لئے راحت ہی راحت آرام ہی آرام۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے سوالِ منکر نکیر پر صحیح اُترنے والے کو حکم ہوگا "نم کنومة العروس" دلہن کی طرح سو جا۔ یہ خوش قسمت تا قیامت نہایت سکون واطمینان سے قبر میں آرام فرماتا رہیگا یہاں تک کہ قیامت قائم ہوگی تو اس کے لئے برق رفتار سواری قبر سے اُٹھا کر میدانِ حشر میں لے جائی گی، حساب وکتاب کی سہولت ہوگی بوجہ عملِ صالحہ تا دخولِ جنت سایۂ عرش میں جگہ پائیگا۔

میرے جیسے مجرم وخطار گنہگار کا حالِ زار ہوگا سوائے رسول اللہ ﷺ کے کوئی اور سہارا نہیں ہوگا اور آپ بھی وہ کریم رؤف ورحیم ہیں کہ گنہگاروں کو گلے لگانا ذمۂ کرم فرمایا

کماقال الصالحون للہ والطالحون لی.

نیک اللہ کے بُرے میرے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قبر میں دفن سے لے کر تا دخولِ جنت ہر موڑ پر ہر امتی کی خبر گیری بلکہ دستگیری فرمائینگے۔ اسی لئے امام احمد رضا قدس سرہ نے پہلی منزل قبر کی کیفیت کو سامنے رکھ کر اپنے ہادی ورہبر ﷺ کو مدد کے لئے پکارا۔

خوفناک منازل [1]

جن خوفناک منازل سے انسان نے گزرنا ہے فقیر انہیں بطریق اختصار عرض کرتا ہے اور ساتھ ہی حوالہ جات عرض کریگا کہ ان کڑی منزلوں میں رحمۃ للعالمین ﷺ کس طرح اپنے امتی کو بخشا ئینگے۔

سکرات

سکرات کی سختی ایک عظیم عذاب ہے چنانچہ

(۱)ابونعیم نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میت سے اس وقت تک تکلیف موت دور نہیں ہوتی جب تک کہ وہ قبر میں رہتا ہے اور مومن کی تکلیفوں سے جو اس پر گزرتی ہیں یہ تکلیف سب سے زیادہ سخت ہے اور........ کی تکالیف جو اس کو پہنچتی ہے ان میں سے یہ سب سے زیادہ آسان ہے۔

(۲) ابن ابی الدنیا نے اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ موت کی تکلیف اس قدر سخت ہے کہ میت اس کا احساس کرتی ہے جب تک کہ وہ قبر سے اُٹھائی جائے۔

(۳) ابن ابی الدنیا نے ایسی سند کے ساتھ جس کے سب راوی ثقہ ہیں حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے الم موت اور اس کے غصہ کی شدت کا ذکر فرمایا کہ وہ تین سو ضرب تلوار کے برابر ہے۔

(۴) ابن ابی الدنیا نے ضحاک بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے شدتِ موت کا سوال کیا فرمایا کہ کم سے کم موت کی سختی ایک سو ضرب تلوار کے برابر ہے۔

(۵) خطیب نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ملک الموت علیہ السلام کی پکڑ دھکڑ ہزار ضرب تلوار سے بھی سخت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا بوقت مرنے کے فرشتے میت کو گھیر لیتے ہیں اور قید کر لیتے ہیں ورنہ وہ شدتِ سکرات موت کے سبب جنگل کی طرف بھاگ جاتے۔

(۶) بوشیخ نے کتاب العظمۃ میں فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کسی نے ان سے دریافت کیا کہ میت کا کیا حال ہے کہ اس کی جان نکالی جاتی ہے اور وہ چپ ہے اور انسان ایک چیونٹی کے کاٹنے سے بیقرار ہو جاتا ہے۔ کہا کہ اس کو ملائکہ پکڑ لیتے ہیں۔

(۷) ابن ابی الدنیا شہر بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آسان ترین موت ایسی ہے جیسا صوف میں گھوکرو پس کیا گھوکرو صوف بغیر نکل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

(۸) ارشاد فرمایا اگر موت کے درد کا ایک قطرہ اہل آسمان و زمین پر رکھ دیا جائے تو سب کے سب مر جاویں اور ارشاد فرمایا کہ بے شک قیامت کے دن ایک ایسی گھڑی ہے جو شدت میں موت سے بھی ستر حصہ زیادہ ہے۔

نگاہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

سکرات کی آسانی کے لئے نبی پاک ﷺ نے امتی کو بہترین تجاویز سمجھائی ہیں ان پر عمل ہو تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ

جیسے آٹے سے بال نکال لیا جائے۔ان بے شمار تدابیر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ روزانہ سورۃ یٰسین کی تلاوت کا ناغہ نہ کرے اور سکرات والے پر پڑھنے سے سکرات میں آسانی ہوتی ہے۔

پڑگئی جس پر نظر

نہ صرف سکرات آسان بلکہ ہر منزل پر بیڑہ پار ہوگا وہ ہے صلوٰۃ وسلام کا ورد جسے نصیب ہے اس کی بگڑی ہوئی تقدیر سنور جاتی ہے۔حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم کعبہ کا طواف کرر ہے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ بجائے لبیک پڑھنے کے ہر قدم پر درود شریف پڑھتا ہے۔میں نے کہا یہ کیا تسبیح وتہلیل چھوڑ کر تم درود شریف پڑھتے ہو تمہارے پاس اس کا کوئی شرعی ثبوت ہے؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت بخشے آپ کا اسم گرامی کیا ہے؟ میں نے کہا مجھے سفیان ثوری کہتے ہیں۔اس نے کہا اگر آپ مسافر نہ ہوتے اور مجھے یقین ہوتا کہ آپ میرا راز فاش نہیں کرینگے تو آپ کو یہ حال بتا دیتا بہر حال حقیقت یہ ہے کہ میں اور میرے والد حج کو آرہے تھے۔راستے میں میرا والد سخت بیمار ہوگیا اور حتیٰ کہ مرگیا اور بدقسمتی سے اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا اور آنکھیں نیلی ہوگئیں اور پیٹ پھول گیا۔اس پر میں خوب رویا اور ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا۔افسوس کہ میرے والد کی موت سفر میں ہوئی اور ایسی بُری کہ جسے بتایا نہیں جاسکتا۔میں اپنے والد کا چہرہ چادر سے ڈھانپ کر سو گیا۔خواب میں دیکھا کہ ایک حسین وجمیل شخص آگیا جس کی شکل وصورت کبھی نہ دیکھی تھی اور نہایت خوبصورت لباس سے ملبوس تھا اور خوشبو سے معطر میرے والد کے قریب ہو کر ان کے چہرہ سے کپڑا اٹھا کر چہرے پر ہاتھ پھیرا تو میرے والد کا چہرہ دودھ سے زیادہ سفید ہوگیا اور ان کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو وہ پہلے کی طرح ہوگیا۔

اس کے بعد وہ حسین وجمیل ہستی واپس جانے لگی میں نے بڑھ کر عرض کی آپ کو اس ذات کی قسم جس نے آپ کو میرے والد کے لئے رحمت بنا کر بھیجا آپ ہیں کون؟ فرمایا میں محمد ﷺ ہوں اگر چہ تیرا والد بہت گنہگار تھا لیکن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرتا تھا جب اسے یہ مصیبت پہنچی تو اس نے مجھے پکارا میں نے اس کی فریاد رسی کی ہے اور جو مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے تو دارِ دنیا میں اس کی فریاد رسی کرتا ہوں۔اس کے بعد میں بیدار ہوا تھا کہ میرے والد کا چہرہ سفید اور پیٹ صحیح وسالم تھا۔(تفسیر روح البیان پارہ ۲۲ آیت صلوعلیہ وسلموا)

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

جو لوگ صلوٰۃ وسلام کے نسخہ اکسیر سے محروم ہیں ان کو اپنے حال پہ رہنے دیجئے۔ان کے قدرتِ ایزدی نے تالے ہی بند کر دیئے ورنہ وہ اس فرشتہ پر یقین رکھتے ہیں جو ہر درود شریف پڑھنے والے کا درود خود سنتا ہے اور اس کا اور اس کے باپ کا نام جانتا ہے جس کے متعلق حضور سرورِ عالم ﷺ نے اپنے وصال سے پہلے خبر دی اور وہ آج اسی کام پر مامور ہے

جسے مخالفین بھی جانتے ہیں۔

ایک فرشتہ کُل کائنات پر حاضر وناظر

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں جب دنیا سے رخصت ہونگا تو میری قبر انور پر ایک ایسا فرشتہ مقرر ہو گا جو تمام مخلوق کی آواز سنے گا اور جو میرا امتی مجھ پر صلوٰۃ وسلام عرض کریگا تو وہ کہے گا کہ آپ پر آپ کے فلاں بن فلاں نے درود شریف پڑھا اور اتنی مقدار میں پھر اس بندے پر اللہ تعالیٰ ہر درود کے بدلے دس بار سلام بھیجتا ہے۔

حضور ﷺ ہمیں ہمارے نام اور ہمارے تمام قبیلے کا نام جانتے ہیں

حضور سرورِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا

اذا صلیتم علی فاحسنوا علی الصلاۃ فانکم تعرضون علی باسمائکم و اسماء ابائکم وعشائر کم و اعمامکم.

جب تم مجھ پر درود شریف پڑھو تو حسین وجمیل صورت میں اس لئے کہ تم میرے سامنے اپنے اسماء اور اپنے آباء کے اسماء اور قبائل واعمام کے اسماء کے ساتھ پیش کئے جاتے ہو۔

فائدہ

بعض مشائخ نے فرمایا کہ حضور پرنور ﷺ کا درود شریف طاعت وقربت اور وسیلہ استجابت ہے جب بندہ تحیہ وتوسل وتقرب حضرت احمدیہ کی نیت سے درود شریف پڑھتا ہے تو اسے قربتِ حضرت احمدیہ نصیب ہوتی ہے جیسے قمر کے قرب سے شمس کا قرب حاصل ہوتا ہے کیونکہ چاند سورج کا آئینہ ہے اور سورج کے انوار چاند پر چمکتے ہیں۔

فائدہ

جو شخص حضور سرورِ عالم ﷺ پر ایک دفعہ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ نگران فرشتے کو فرماتا ہے کہ تین دن تک اس کے گناہ نہ لکھنا۔

حکایت

ایک عورت نے اپنے لڑکے کو اس کی موت کے بعد خواب میں دیکھا کہ اسے عذاب ہو رہا ہے اسے سخت غمگینی ہوئی۔ پھر دیکھا کہ اس کے بیٹے کو نور ورحمت سے نوازا جا رہا ہے اس کی وجہ پوچھی تو کہا قبرستان سے کوئی شخص گزرا جس نے حضور اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب قبرستان والوں کو بخشا ہے اس سے مجھے بھی حصہ ملا ہے اس کی برکت یہی ہے جو تو نے دیکھی۔ (روح البیان پارہ ۲۲ آیۃ صلوا علیہ وسلموا)

نسخہ اکسیر بینظیر

سکرات ہو یا اور کوئی سخت مشکل درود شریف سے بڑھ کر اور کوئی نسخہ اکسیر نہیں۔ شب و روز میں کم از کم تین سو بار تو ناغہ نہ ہو ہر مشکل اس سے دور ہوتی ہے اور موت کے بعد اگر چہ تو کتنا مجرم و فاسق کیوں نہ ہو اس پر عمل کرنے والے کے ساتھ دیکھیں کتنا کرم بالائے کرم ہوتا ہے۔

منزل قبر

قبر کا نام سن کر کلیجہ منہ میں آتا ہے اور واقعی یہ مقام ایسا وحشت ناک ہے کہ بڑے اکابر قبر کا نام سن کر آنسو بہاتے۔ ایک حدیث شریف حاضر ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کا رنگ اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں جن میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں آ کر اس سے سوال پوچھتے ہیں کہ تو کیا کہتا ہے ان کے بارے میں جو تمہارے اندر بھیجے گئے وہ جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ سن کر وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دیگا پھر اس کی قبر اتنی کشادہ کر دی جاتی ہے کہ ستر ہاتھ مربع کشادہ ہو جاتی ہے پھر اس کی قبر منور کر دی جاتی ہے اور اس سے کہہ دیا جاتا ہے کہ اب تو سو جا۔ وہ کہتا ہے کہ میں تو گھر جا کر اپنے گھر والوں کو اپنا حال بتانا چاہتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ یہاں آ کر جانے کا قانون نہیں ہے تو سو جا جیسا کہ دلہن سو جاتی ہے جسے اس کے شوہر کے سوا کوئی نہیں اُٹھا سکتا (لہٰذا وہ آرام سے قبر میں رہتا ہے) یہاں تک کہ اللہ قیامت کے دن اسے اس قبر سے اُٹھائے گا اور اگر مرنے والا منافق (یا کافر) ہوتا تو وہ منکر نکیر کو جواب دیتا ہے کہ میں نے جو لوگوں کو کہتے سنا وہی کہا اس سے زیادہ نہیں جانتا۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم خوب جانتے تھے کہ تو یہی جواب دیگا پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اس کو بھینچ دے چنانچہ زمین بھینچ دیتی ہے اور اس کی پسلیاں ادھر اُدھر ہو جاتی ہیں پھر وہ قبر کے اندر عذاب ہی میں رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن خدا اسے وہیں سے اُٹھائیگا۔ (ترمذی)

نجات از عذابِ قبر

قبر کے عذاب سے نجات کی بھی حضور سرورِ عالم ﷺ نے بے شمار تدابیر ارشاد فرمائی ہیں جنہیں علمائے اہل سنت نے ہر ایک کے لئے مستقل تصانیف لکھیں مثلاً نمازِ جنازہ کے بعد دعا اور تلقین (کفنی لکھنا) قبر پر اذان اور ایصالِ ثواب کے لئے مختلف طریقے لیکن ہمارے نزدیک ایک قیمتی نسخہ ہے اسے انسان عمل میں لائے تو ہر دکھ درد سے نجات نصیب ہوگی۔ وہ

ہے "عشقِ رسول" یہ جس دل میں ہوگا اس کا بیڑا پار اس پر فقیر اسی شرح میں مختصراً عرض کر چکا ہے اور یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ رحمۃ للعالمین نبی کریم ﷺ اس وقت بھی اپنے امتی کی دستگیری فرماتے ہیں کہ میت کے قبر میں جاتے ہی دیدارِ پرانوار سے سرشار فرمائیں گے۔

عظیم فتنہ

قبر کا سب سے بڑا فتنہ شیطان کا بہکانا ہے حضرت امام حکیم ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "نوادرالاصول" میں لکھتے ہیں کہ

ان ا لمیت اذاسئل من ربک یری له الشیطان فاشیرانی نفسه انی انا ربک(الخ)

جب میت سے سوال ہوتا ہے تو شیطان اپنی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔

حضرت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ قول لکھ کر فرماتے ہیں کہ یہ احادیث سے ثابت ہے۔فقیر نے اس کے متعلق چندروایات رسالہ "اذان برقبر" میں نقل کی ہے۔

علاج

اس فتنہ کے ازالہ کے متعلق بھی حضور سرورِ عالم ﷺ نے اپنے امتیوں کو بتادیا وہ ہے "تلقین المیت" اور کفنی لکھنا۔ تلقین المیت کو ہم "اذان برقبر" سے تعبیر کرتے ہیں۔

لطیفہ

وہابی قوم اور دیوبندی فرقہ شیطان کے لئے تو ہر قبر میں آنے کا تسلیم کرتے ہیں لیکن امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے متعلق ہر قبر میں زیارت کے منکر ہیں۔(براہین قاطعہ مصنف مولوی خلیل احمد)

گویا کہ وہ شر کے قائل ہیں اور خیر کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ اس کو شرک گردانتے ہیں۔فقیر نے ان کے عقیدۂ مذکورہ اوران کے دلائل کے جوابات اپنی تصنیف "اذان برقبر" اور "ہر قبر میں زیارتِ رسول" میں لکھ دیئے ہیں۔

میدانِ حشر

قبر سے اُٹھنے سے لے کر داخلہ جنت تک کتنا اور سنگین بلکہ سخت ترین مراحل کے علاوہ پچاس ہزار سال کی پیشی کا ہر لمحہ ہزاروں سختیوں کا ایک ہوگا۔

غمگسار نبی ﷺ کی غمگساریاں

(۱) روح البیان میں ہے کہ مزار سے تشریف لاتے ہیں جب جبریل علیہ السلام آپ کو جوڑا پہننے کے لئے اور سواری کے

لئے براق پیش کریں گے تو آپ فرمائیں گے امت کہاں ہے جبریل علیہ السلام وہ بھی حاضر کی جائیگی۔

(۲) ترمذی شریف میں ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے میدانِ حشر کے لئے فرمایا کہ جب لوگ قبور سے نکلیں گے میں سب سے پہلے ہوں گا جب اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جائینگے میں قائد ہونگا اور جب وہ خاموش ہوں گے میں نمائندگی کروں گا جب مایوس ہوں گے میں شفاعت کروں گا، پریشان ہوں گے میں خوش کرونگا لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اولادِ آدم میں سے سب سے بلند مقام میرا ہوگا۔

يطوف على الفخادم كانهم لؤلؤ مكنون.

چمکدار موتیوں سے بڑھ کر خوبصورت ہزار خادم میرے اردگرد ہوگا۔

(۳) حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر روز بارگاہِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام کو مزارِ پاک کے ساتھ اپنے پروں سے لگا کر زیارت اور برکت حاصل کرتے ہوئے درود وسلام عرض کرتے ہیں یہاں تک کہ جب میدانِ حشر ہوگا

خرج في سبعين الفاً من الملئكة يؤقرنه............ (مختصر تذکرۃ القرطبی للشعرانی)

حضور سرورِ عالم ﷺ انہیں ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں بصد اکرام واعزاز تشریف لائینگے۔

(۴) حضور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں

انا سيد ولد آدم يوم القيمة واول من ينشق عنه القبر واول شافع واول مشفع. (مسلم وابوداؤد)

میں روزِ قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا اور پہلا شفیع اور پہلا وہ جس کی شفاعت قبول ہوگی۔

(۵) احمد، ترمذی، ابن ماجہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں

انا سيد ولد ادم يوم القيمة ولافخر بيدى لواء الحمد ولا فخر ومامن نبى يومئذادم فمن سواه الاتحت الوائى الحديث.

میں روزِ قیامت تمام لوگوں کا سردار ہوں اور کچھ فخر سے نہیں فرماتا اور میرے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا اور یہ براہ فخر نہیں کہتا اس دن آدم اور ان کے سوا جتنے ہیں سب میرے زیر لواء ہوں گے۔

(۶) دارمی، بیہقی، ابونعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور ﷺ فرماتے ہیں

انا سيدالناس يوم القيمة ولا فخر وانا اول من يدخل الجنة ولافخر.

میں قیامت کے دن سردارِ مردہوں اور کچھ تفاخر نہیں اور میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگا اور کچھ افتخار نہیں۔

(۷) حاکم وبیہقی کتاب الرویۃ میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور ﷺ فرماتے ہیں

انا سید الناس یوم القیمة ولا فخر مامن احد الا وھو تحت لوائی یوم القیمة ینتظر الفجر وان معی الوء الحمد انا امشے ویمشے الناس ھی حتی انی باب الجنة فاستفتح فیقال من ھذا فاقول محمداً فیقال مرحبا بمحمد فاذا رأیت ابی خرات له ساجدا انظر الیه.

میں روزِ قیامت تمام لوگوں کا سردارہوں اور کچھ افتخار نہیں ہر شخص قیامت کے دن میرے ہی نشانی کے نیچے کشائش کا انتظار کرتا ہوگا اور میرے ہی ساتھ لواء الحمد ہوگا میں جاؤنگا اور لوگ میرے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ درِ جنت پر تشریف لے جا کر کھلواؤں گا۔ پوچھا جائیگا کہ کون ہے میں کہونگا محمد کہا جائیگا مرحبا محمد ﷺ پھر میں جب اپنے رب کو دیکھوں گا اور اس کے حضور سجدے میں گر پڑوں گا اس کی وجہ کریم کی طرف نظر کرتا۔

(۸) ابونعیم عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سیدالمرسلین ﷺ فرماتے ہیں

ارسلت الی الجن والانس والی کل احمر واسود واحلت لی الغنائم دون الانبیاء وجعلت لی لارض کلھما طھور اومسجدا ونصرت بالرعب امامی شھرا واعطیت خواتیم سورة البقرة وکانت عن کنوز العرش وخصصت بھادون الانبیاء واعطیت المثانے مکان التوراہ والمئین مکان الانجیل والحوامیم مکان الزبور وفضلت بالمفصل وانا سید ولد ادم فی الدنیا والاخرہ ولافخر وانا اول من تنشق الارض غنی واعن امتی ولا فخر بیدے لواء الحمد یوم القیمة وجمیع الانبیاء ثحنه ولا فخر والی مفاتیح الجنة یوم القیمة ولا فخر وبی تفتح الشفاعة ولافخر وانا سابق الخلق الی الجنه ولافخر وانا امامھم وامتی بالاثر.

میں جن وانس اور ہر سرخ وسیاہ کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور سب انبیاء سے الگ میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری اور میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی اور مجھے سورۂ بقرہ کی پچھلی آیتیں کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئیں۔ یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء سے جدا اور مجھے توراۃ کے بدلے قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں اور انجیل کی جگہ سوسوا آیت والیاں اور زبور کے عوض

[۱] یہ خوفناک منازل عوام گنہگار مجرموں کے متعلق ہے انہیں محبوبانِ اولیاء وانبیاء محمول نہ کرنا اس لئے کہ ان کے لئے یہ منازل راحت وسرور سے بھرپور ہوتی ہے۔ اُویسی غفرلہ

حٰمٓ کی صورتیں اور مجھے مفصل سے تفصیل دی گئی کہ سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک ہے اور میں دنیا و آخرت میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر نہیں اور قیامت کے دن میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور تمام انبیاء اس کے نیچے اور کچھ فخر نہی اور مجھ سے شفاعت کی پہل ہوگی اور کچھ فخر نہیں اور میں تمام مخلوق سے پہلے تشریف لے جاؤں گا اور کچھ فخر نہیں۔ میں ان سب سے پہلے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے۔

فائدہ

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ فقیر کہتا ہے کہ مسلمان پر لازم ہے کہ اس نفیس حدیث کو حفظ کر لے تا کہ اپنے آقا کے فضائل سے مطلع رہے۔ (تجلی الیقین)

پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شہا
ان کی جو تھک کے بیٹھے سر راہ لے خبر

شرح

اللہ کے مقرب بارگاہ اور نیک لوگ تو اپنی منزل پر پہنچ گئے مگر اے بادشاہ عرب و عجم ان غریبوں اور ناتوانوں کی خبر فرمایئے جو اپنے گناہوں کی ناتوانی کی وجہ سے چلتے چلتے تھک ہار کر بیٹھ گئے ہیں اور سفر نہیں کر سکتے ان کو آپ اپنی رحمت سے منزلِ ہدایت پر پہنچا دیں۔

شعر سابق کی مذکورہ بالا صورت کے پیش نظر امامِ اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان مجرموں کی نشاندہی فرماتے ہیں کہ جن کے متعلق احادیث میں ہے کہ قبور سے اُٹھتے ہی ان پر گناہوں کے گٹھر سر پر رکھ دیئے جائیں گے اور وہ میدانِ حشر کو جا رہے ہونگے۔

قرآنِ مجید

(۱) وھم یحملون اوزارھم علیٰ ظھورھم .

وہ اُٹھائیں گے اپنے اپنے بوجھ (گناہ) اپنی پیٹھوں پر۔

(۲) ولا تزروا.........

اور نہ اُٹھائیگا کوئی دوسرے کا بوجھ (گناہ)

احادیث

(۱) جب قبروں سے روانہ ہوں گے نیکی بدی لکھنے والے فرشتے ان کے ہمراہ ہوں گے اور ان پر گواہ ہوں گے۔

(۲) کافر اور فاسق بری صورت پر اُٹھیں گے بعض خنزیر کی صورت میں بعض کتے کی صورت میں بعض بندر کی اور سود خور آسیب زدہ کی مثل ہوں گے اور ظلم سے یتامی کا مال کھانے والے جب قبروں سے اُٹھیں گے اور آگ کا شعلہ ان کے منہ سے نکلے گا وغیرہ وغیرہ۔ (تذکرۃ المعاد للقاضی ثناء اللہ پانی پتی صفحہ ٦٦)

جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب
گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر

حل لغات

بے یار، مددگار۔ بدخواہ، برا چاہنے والا دشمن۔

شرح

اے محبوب آپ کی راہ میں تنہا درندوں بھرے جنگل طے کر رہا ہوں کہ جنگل ہی میں رات قریب آن لگی اور مجھ اکیلے بے یارو مددگار کو چاروں طرف سے دشمنوں نے گھیر لیا ہے خدارا آپ جلد مدد فرمایئے۔ درندوں سے مراد بے دین اور بدمذہب لوگ ہیں جن کے بارے میں حدیثوں میں "زیاب فی ثیاب" فرمایا ہے۔ اسی مطابقت سے سرائیکی کے مشہور ولی کامل خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے فرمایا

شالا مول سلامت نینواں
رہ وچ لڑدن چورا! (سرائیکی دیوان)

خدا کرے اپنا معاملہ سلامتی کے ساتھ لیجاؤں کیونکہ راستہ میں چور ڈاکو لڑ کر مال چھین لیتے ہیں۔

بدخواہ ابلیس اور اس کے چیلے

انسان کا شیطان (ابلیس) سے بڑھ کر اور دشمن کون ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس کی عداوت اور دشمنی کے متعلق قرآن مجید میں بار بار تنبیہ فرمائی ہے۔

منزل نئی عزیز جدا لوگ ناشناس
ٹوٹا ہے کوہ غم میں پرکاہ لے خبر

حل لغات

کوہ غم، غم کا پہاڑ۔ پرکاہ، تنکے کے برابر حقیر شے۔

شرح

اے پیارے محبوب ﷺ آپ کے فراق میں غم کا پہاڑ تو میرے سر پر پہلے ہی تھا اور اب کچھ دوسرے معمولی سے غم آپ فراق کے زبردست غم میں مجھ پر ٹوٹ پڑے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ میں اپنے عزیز و اقارب سے جدا ہو گیا ہوں اور میں ایک اجنبی مسافر بن گیا ہوں۔ راہ کی منزلیں بھی نئی نئی ہیں مجھے کوئی پہچانتا بھی نہیں ہے ایسی حالت غربت و مسافرت اور کمزوری میں میری جلد خبر گیری فرمایئے۔

وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب

اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر

حل لغات

مہیب، ڈراونی۔

شرح

قبر میں پیش آنے والے یقینی اور قطعی واقعات پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو اتنا یقین ہو گیا ہے گویا کچھ ہی فاصلے پر اپنے سامنے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ کر کہہ رہے ہیں کہ قبر میں منکر و نکیر دونوں فرشتوں کی ایسی ڈراونی صورتیں ہیں کہ الامان والحفیظ اور اس میں مستزاد یہ کہ اپنے سوالات میں بڑی سختی اور نہایت ترش روئی سے لے جارہے ہیں حالانکہ مرنے والے بیچارے پہلے ہی اپنے گناہوں پر غم کے مارے ہیں اور غم بالائے غم یہ ہے کہ ڈراونے نکیرین بڑی سختی سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ ان سب حالات سے آپ تو خود ہی بفضلہٖ تعالیٰ باخبر ہیں کسی کے بتانے کے محتاج نہیں ہیں۔ لہٰذا جلد مدد کو آیئے اور ہماری قبر میں بھرپور مدد فرمایئے ایسا نہ ہو کہ آپ کے گنہگار امتی امتحان میں فیل ہو جائیں۔

مجرم کو بارگاہ عدالت میں لائے ہیں

تکتا ہے بیکسی میں تیری راہ لے خبر

شرح

مجھ گنہگار و جرم کار کو میدانِ حشر میں بارگاہِ عدالت کے اندر پیش کیا جا چکا ہے اور دوسرا کوئی بھی اس بارگاہِ عظمت وجلال میں سفارشی نہیں بن سکتا لہٰذا وہ مجرم اپنی بے کسی اور بے یار و بے مددگاری کی حالت میں ایسے پیارے محبوب آپ ہی کا شدت سے انتظار کر رہا ہے فوراً مدد کو آیئے۔

اہل عمل کو ان کے عمل کام آئینگے

میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

شرح

نیک لوگوں کو تو ان کے نیک عملوں سے نجات ملے گی لیکن مجھ جیسے گنہگار کو سوائے آپ کی ذات اور آپ کی شفاعت کے کوئی آسرا نہیں۔

اعمال اچھے تو قبر میں آرام ورنہ عذاب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ جب فرشتے مومن کی روح علیین میں لے جاتے ہیں تو جہاں مومنین کی روحیں رہتی ہیں اس کے پاس وہ پہلے پہنچی ہوئی روحیں ایسی خوشی آتی ہیں جیسے کہ اس دنیا میں تم بھی اپنے کسی غیب کے آنے پر خوش ہوتے ہو پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے پھر کہتے ہیں کہ (اچھا ابھی ٹھہرو پھر پوچھ لینا ذرا آرام کرنے دو کیونکہ میں دنیا کے غم میں مبتلا تھا) پھر (وہ بتانے لگتا ہے) فلاں اس طرح ہے اور فلاں اس طرح ہے وہ کسی شخص کے بارے میں کہتا ہے جو اس سے پہلے مر چکا تھا کہ وہ تو مر گیا تمہارے پاس نہیں آیا۔ یہ سن کر وہ رنج کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب دنیا سے آگیا اور ہمارے پاس نہیں آیا تو ضرور اس کو دوزخ میں پہنچا دیا گیا۔ (احمد ونسائی والروایۃ طویلۃ)

(۲) حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب سے آپ نے مجھے منکر و نکیر کی ہیبت ناک آواز اور قبر کے بھینچنے کا ذکر فرمایا ہے اس وقت سے مجھے کسی چیز سے تسلی نہیں ہوتی ہے اور دل کی پریشانی دور نہیں ہوتی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا منکر نکیر کی آواز مومن کے کانوں میں ایسی ہوگی جیسے ایک سریلی آواز کانوں میں بھی معلوم ہوتی ہے، آنکھوں میں سرمہ لگانے سے آنکھوں کو لذت محسوس ہوتی ہے اور مومن کو قبر کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے کسی کے سر میں درد ہوا اور اس کی شفقت والی ماں آہستہ آہستہ اپنے بیٹے کا سر دباتی ہے اور وہ اس سے آرام و راحت پاتا ہے۔ یاد رکھا اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کے بارے میں شک کرنے والوں کے لئے بڑی خرابی ہے اور وہ قبر میں اس طرح بھیجے جائیں گے جیسے انڈے پر پتھر رکھ کر دبا دیا جائے۔ (بیہقی)

مجھے پر بڑی جانگداز مصیبت آن پڑی ہے میری مدد فرمایئے۔

باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم
کوثر کے شاہ کثرہ اللہ لے خبر

حل لغات

کوثر کے شاہ، اے حوضِ کوثر کے مالک۔ کثرہ اللہ، جملہ دعائیہ (اللہ عزوجل اسے خوب زیادہ کرے)

شرح

یہ میدانِ حشر کا تصور نقشہ پیش کیا جارہا ہے امام اہل سنت علیہ الرحمۃ نے تصور باندھا ہے کہ حشر برپا ہے آفتاب سر کے اوپر نہایت گرم ہے پیاس کی وجہ سے لوگوں کی زبانیں باہر نکل آئی ہیں۔ اے حوضِ کوثر کے مالک اللہ تعالیٰ آپ کو خوب زیادہ فضل وانعامات عطا فرمائے اپنی پیاری امت پر ترس کھائیے اور ان کی یاوری فرمائیے اور جامِ کوثر عطا فرمائیے۔

مانا کہ سخت مجرم وناکارہ ہے رضا
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

شرح

مان لیا کہ رضا مجرم و ناکارہ ہے لیکن یہ تو مسلم ہے کہ آپ کا غلام ہی تو ہے بس اسی نسبت کی لاج رکھ کر ہی مدد فرمائیے۔

منقبت حضور غوثِ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبدالقادر
سرِباطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

حل لغات

قادر، قدرت رکھنے والا۔ عبدالقادر، نامِ نامی اسمِ گرامی غوثِ صمدانی حسنی وحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سرِباطن، پوشیدہ ہونے کا بھید۔

شرح

حضور غوثِ پاک کا نام عبدالقادر ہے جس کے معنی قادر کے بندے کے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ خدا نے ان کو مقامِ محبوبیت عطا فرما کر قدرت وکرامت بھی عطا فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت باطن کا راز آپ کی ذات میں مخفی ہے اور اسم

الٰہی ظاہر کی صفات بھی آپ میں نمایاں ہیں۔

فائدہ

اس میں اعلیٰ حضرت نے وہ قاعدہ بتایا کہ مضاف کی قدر و منزلت مضاف الیہ پر موقوف ہے یہاں وہی قاعدہ ذہن میں سمجھیں کہ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قادرِ مطلق کے عبد ہیں تو قدر و منزلت میں کون سی کمی ہے جبکہ قادرِ مطلق نے آپ کو اسرارِ ظاہرہ و باطنہ سے نوازا ہے اور آپ جملہ کمالات ولایت کے جامع اور اسرارِ الٰہیہ کے مخزن ہیں اسی لئے آپ جملہ اولیاء کرام سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ سند المحدثین، حجۃ اللہ فی الہند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ حضرت غوث الاعظم کی کرامتیں بے شمار ہیں جیسے پیغمبر خدا ﷺ کے معجزے بے حد و بے حساب تھے ایسے ہی حضور نبی کریم ﷺ کے مظہر کامل شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الثقلین کی کرامات بوجہ تماثل من وجہ کے مثلاً روزِ میثاق میں جناب حضور ﷺ کو نبوت کا رتبہ ملا حضور غوثِ اعظم کو ولایت کا درجہ عطا ہوا اور کتاب مناقب معراجیہ میں درج ہے کہ جیسا کہ مکھی حضور اکرم ﷺ کے جسم پر نہیں بیٹھتی تھی اور اسی طرح غوثِ اعظم کے بدن پر بھی مکھی نہیں بیٹھنے پاتی تھی اور جیسا کہ جنابِ رسولِ مقبول ﷺ کا پسینہ مشک و عطر سے زیادہ خوشبودار تھا اسی طرح غوث الاعظم کے بدن کا پسینہ معطر تھا اور جیسا کہ جناب رسولِ مقبول کو بال و غائط زمین کھاتی تھی اسی طرح غوث الاعظم کا بول و براز زمین لقمہ کر جاتی تھی اسی لئے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

هذا وجود وجدی محمد ﷺ لا وجود عبدالقادر

یعنی یہ وجود محمد ﷺ کا وجود ہے نہ کہ عبدالقادر کا۔

اس کلامِ فیض التیام سے ثابت ہوا کہ غوث الاعظم کی ذات حضور ﷺ کی ذات میں فنا تھی اور ذاتاً و صفاتاً و قولاً و فعلاً و حالاً و کمالاً فناء فی الرسول تھے اور یہ رتبہ سوائے ذاتِ غوثیہ کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ مریدانِ صفا کو چاہیے کہ حضرتِ غوثیہ کی محبت اپنے دل صداقت منزل میں ایسی رکھیں کہ وہ محبت زن و فرزند و خویش و اقربا کی محبت پر غالب ہو اور دل کے نگینہ میں حضرت کے اسم کا نقش ایسا قائم کریں کہ جب تک یہ زندہ رہیں محو نہ ہوں حضرت کی مناقب جب بگوشِ اعتقاد سنیں یقین کرلیں منکر نہ ہوں کیونکہ فرمایا ہے جنابِ رسول اللہ ﷺ نے کہ

من امن بکرامات الالیاء فقدامن بمعجزات الانبیاء و من الکرامات قد........انکر. (المعجزات)

جو ایمان لے آئے کراماتِ اولیاء پر وہ ایمان لایا معجزات پر جو کرامات کا منکر ہے وہ معجزات کا منکر ہے۔

مفتی شرع بھی ہے قاضی ملت بھی ہے

علم اسرار سے ماہر بھی ہے عبدالقادر

شرح

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریعت مطہرہ کے مفتی بھی ہیں اور امت کے قاضی بھی اور علم اسرارِ الٰہیہ کے ماہر بھی ہیں جو اصل میں علم تصوف اور اس کے راز ہیں۔

مفتئ شرع

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرتبۂ اجتہاد حاصل تھا لیکن آپ نے عمداً اسے استعمال نہیں فرمایا تاکہ امت میں انتشار نہ ہو جبکہ مذاہب اربعہ پر اجماعِ امت ہو چکا اس لئے آپ نے امام حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کی تقلید اختیار فرمائی اور آپ کے افتاء عالم اسلام میں پھیلے۔ چنانچہ آپ کی سوانح میں ہے کہ جب سند درسِ افتاء پر قدم رکھا محلّہ کے ایک چھوٹے سے مدرسہ میں درس وتدریس کا کام شروع کیا، واعظ فرمانے لگے کہ سالوں اور مہینوں میں نہیں دنوں اور ہفتوں میں ہی شہرت ہوگئی۔ طلباء کا ہجوم ہوا کہ گردوپیش کے مکانات خریدنے پڑے ۵۲۸ء میں مدرسہ نے ایک وسیع و شاہانہ شکوہ حاصل کرلیا۔ خانقاہ تیار ہوگئی جس سے تربیت پا کر علماء، صلحاء واولیاء اقصائے عالم میں پھیل گئے۔ مواعظ میں ہجوم کی وہ کثرت ہوگئی کہ لاکھوں کا اجتماع ہونے لگا دور دور سے فتاویٰ آنے لگے۔

لطیفہ

اسی تقلید پر حضور غوثِ اعظم کی طرف منسوب کتاب غنیۃ الطالبین میں رفع یدین وغیرہ کا مسئلہ لکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ چند دیگر مسائل جس میں امام شافعی وامام احمد حنبل رحمہ اللہ کے مسائل میں توافق ہے کو دیکھ کر غیر مقلدین وہابی عوام کو دھوکہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہابی تھا چنانچہ وہابیوں کے سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث امرتسر ۷ جون ۹۳ صفحہ ۳ پر صاف لکھ دیا کہ الشیخ عبدالقادر جیلانی بڑے پکے موحد اور پورے متبع سنت جس کو آج کل کی اصطلاح میں اہل حدیث (وہابی) کہا جاتا ہے۔

جواب

محققین اہل سنت کے نزدیک غنیۃ الطالبین حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف نہیں تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ''ھدیۃ السالکین فی توضیح غنیۃ الطالبین'' اگر ہو بھی تو وہ بھی غیر مقلدین وہابیہ کے مذہب کے بھی خلاف ہے اس کے درجنوں مسائل الٹا غیر مقلدین وہابیہ کے مذہب کے گمراہ ہونے کی دلیل ہے مثلاً تقلید واجب جسے یہ لوگ شرک کہتے ہیں (۲) ڈاڑھی یکمشت پر قبضہ اور ان کی داڑھی چوتھے بٹن سے بھی آگے (۳) سنت بیس تراویح اور ان کے نزدیک بیس

تراویح بدعت ہے (۴) ہاتھوں کو بوسہ دینا (۵) بزرگوں کی تعظیم کے لئے قیام وغیرہ جنہیں یہ صاحبانِ شرک یا بدعت میں شمار کرتے ہیں تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ ''کیا غوثِ اعظم وہابی تھے''

دعوتِ حق

اگر غیر مقلدین کے نزدیک ان کے ہم مذہب تھے تو بسر وچشم حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد و معمولات کو تسلیم کریں مثلاً غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ اولیاء اللہ پر سر عالم ملکوت منکشف ہوتے ہیں اور ان پر عالم جبروت کے کئی علوم منکشف ہو جاتے ہیں عجیب وغریب علوم وحکمتیں ان پر القاء ہوتے ہیں اور کئی قسم کے علومِ غیبیہ پر آگاہ ہوتے ہیں۔

اور لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اولیاءِ کرام کو لوگوں کے دلوں کے اسرار سے مطلع فرمایا ہے کیونکہ میرے پروردگار نے ان کے دلوں کو راز دان اور پوشیدہ باتوں کا امین بنایا ہے اور پھر فرمایا کہ پھر ولی اللہ توحید کی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے پھر اس سے تمام حجابات اور پردے دور کر دیئے جاتے ہیں۔ بہر حال غیر مقلدین کی یہ دیوانے کی بڑیا طفل تسلی ہے لیکن میرا تجربہ ہے کہ یہ معمولی سی بات اپنے مطابق پا کر جتنے رنگ کے کالے سب باپ کے سالے شور مچاتے رہتے ہیں۔

منبع فیض بھی ہے مجمع افضال بھی ہے

مہر عرفان کا منور بھی ہے عبدالقادر

شرح

آپ تمام فیوض الٰہیہ کے منبع ہیں اور خاندانی نسبت وشرافت سے بزرگیوں اور بڑائیوں کا مجموعہ بھی ہیں اور علومِ الٰہی کے آفتاب میں آپ ہی کے نور کی روشنیاں چمکتی ہیں۔

صفاتِ ثلاثہ

اس شعر میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین صفات بیان کی گئی ہیں ان ہر تینوں پر بحث کے لئے دفاتر درکار ہیں۔ یہاں پر سیدنا امام ربانی حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مکتوب جامع عرض کر دوں اس میں آپ کی صفاتِ عالیہ کی تعریف خود بخود ہو جائے گی۔

حضرت شیخ موصوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں ہے اللہ عزوجل کو پہنچنے کے دو طریقے ہیں ایک طریقہ نبوت کا ہے اور اس طریقہ سے انبیاء علیہم السلام بغیر کسی وسیلہ کے اللہ تعالیٰ کو پہنچ جاتے ہیں اور یہ خاتم الانبیاء رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر ختم ہو چکا ہے اور دوسرا طریقہ ولایت ہے اور اس طریقہ پر چلنے والے اللہ تعالیٰ کو بالواسطہ پہنچتے ہیں اور یہ

اقطاب واوتاد، ابدال، نجباء اور عامۃ الاولیاء ہیں اور اس طریقہ میں واسطہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہ منصبِ عالی آپ کی ذاتِ گرامی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس مقام میں قدمِ حضرت نبی کریم ﷺ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سرِ انور پر ہیں اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اس مقام میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شریک ہیں میرے خیال میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیدا ہونے سے پہلے بھی یہ مقام حاصل تھا جیسا کہ بعد میں حاصل ہوا اور جس شخص کو یہ فیض پہنچتا ہے انہی کی وساطت سے پہنچتا ہے کیونکہ اس طریقہ کا مبتداء ومنتہاء اور اس مقام کے دائرے کا مرکز ان کے ساتھ متعلق ہے اور جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو یہ منصب حسنین کریمین کے حوالے کر دیا ان کے بعد ترتیب سے یہ منصب اماموں کو ملتا رہا۔ ائمہ کرام میں سے ہر ایک کے زمانے میں لوگوں کو ان کی وساطت سے فیوض پہنچتے رہے اور یہ ان کے لئے ملجاء و ماویٰ بنے رہے ہیں اور جب سلطان الاولیاء، برہان الاصفیاء، غوث الارض والسماء، غوث الکل محی الدین ابی محمد سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باری آئی۔ خداوند تعالیٰ ان کے فیوض و برکات سے ہمیں بھی مالا مال کرے تو یہ منصب عالی آپ کے حوالہ کر دیا اور ان حضراتِ مذکورین کے علاوہ کسی اور کو یہ منصب عالی نہیں ملا اور اقطاب، نجباء، اولیاء کو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بھی آپ کی وساطتِ فیضِ الٰہی ملتا رہا اور ہمیشہ آپ کی وساطت سے پہنچتا رہے گا اور آپ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا

رافلت شموس الاولین وشمسنا

ابداعلی افق العلی لاتغرب

(قصیدۂ غوثیہ)

ہم سے پہلے لوگوں کے آفتاب غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندی کے آسمانوں پر رہے گا اور غروب نہ ہوگا۔

شموس شمس کی جمع جس کے معنی آفتاب اور اس جگہ شمس سے مراد ہدایت وارشاد کے فیوضات کا آفتاب مراد ہے اور افول سے فیوضاتِ مذکورہ کا منقطع ہو جانا مراد ہے نیز آپ کے ساتھ بھی اس شے نے تعلق پکڑا جو پہلوں کے ساتھ یعنی وہ اولیاءِ کرام کو فیض پہنچانے کا واسطہ ہے۔ (مکتوبات جلد ۳ صفحہ ۲۵۲)

ازالہ وہم

بعض صاحبان مطالعہ کی کمی سے یا محض وہم سے کہہ دیتے ہیں کہ مجددِ الف ثانی غوثِ پاک سے افضل ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ کسی ضد سے کہتے ہیں تو روحانیت کے قانون پر تباہ و برباد ہیں ہاں سابق دور میں بعض بزرگوں کی بزرگی مسلم مثلاً سیدنا ابوالحسن شاذلی اور حضور داتا قدس سرہما لیکن جب تمام اولیائے امت نے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ظہور کے بعد ان کی فضیلت تمام اولیاء نے تسلیم کر لی تو اب ایسی بحثوں کا کیا فائدہ ۔تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ''قدم غوثِ جلی بر گردنِ ہر ولی''

لطیفه

بعض چشتیہ سیدنا نظام الدین دہلوی کو افضل ثابت کرنے کی کوشش کی ان کا درسر کار گولڑہ قدس سرہ نے خوب فرمایا۔(مکتوباتِ گولڑہ)

قطب ابدال بھی ہے محو ارشاد بھی ہے
مرکز دائرہ سر بھی ہے عبدالقادر

حل لغات

قطب ،اصل میں چکی کی کلی ہے عرف میں سردارِقم اور وہ ولی جس کے سپرد کسی علاقہ کا انتظام ہو۔ابدال ، بدل کی جمع ہے اور اہل تصوف کے نزدیک اولیاء اللہ کا وہ گروہ جس کے سپرد دنیا کا انتظام ہو اور ایک کے انتقال کے بعد دوسرا اس کے قائم مقام کیا جاتا ہے۔محو، پہیہ، وہیل کا دھڑا جس پر پہیہ گھومتا ہے،مرکز ، گاڑنے کی جگہ۔دائرہ ، گول خط ۔سر بکسر السین راز بھید اسرار جمع ہے۔

شرح

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابدال کے سردار ہیں اور وعظ و نصیحت اور رہنمائی کے محور بھی اور خدائے بزرگ و برتر کے دائرہ اسرار کے مرکز بھی۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب الاقطاب والابدال

اس میں تو شک کی گنجائش ہی نہیں جب آپ کا قدم جملہ اولیاء کی گردن پر ہے اس کی تفصیل اسی شرح حدائق بخشش کے حصہ اول میں گزری ہے۔اسی لئے آپ کو قطب الابدال کہنا ماننا عین مراد ہے اور یہ قاعدہ اپنے مقام پر مسلم ہے کہ ابدال بنانا آپ کے سپرد تھا یعنی ہفت اقلیم میں چالیس ابدال ہر وقت رہتے ہیں ان کا تقرر آپ کے اختیار میں ہے چاہے چور کو وہ منصب عطا فرمادیں۔

چور کو ابدال بنادیا

خادم نے اطلاع دی کہ فلاں شیخ کامل فوت ہو گیا ہے ان کی جگہ کوئی مقرر فرمادیجئے ۔اس رات کو ہی کاشانہ غوثیت

میں ایک شخص داخل ہوکر اندھا ہوگیا آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تو کون ہے گڑگڑا کر بولا چور ہوں غریبی اور فاقہ کے ہاتھوں مجبور ہوکر آیا تھا یہاں پہنچ کر اندھا ہوگیا ہوں آپ کو ترس آگیا۔لب مبارک آنکھوں کو لگایا تو بہ کرائی سینہ کو انوار سے بھر کر اور ولی بنا کر ان بزرگ کی جگہ ابدالیت کے درجہ پر مامور کردیا۔

محورِ ارشاد

جب مسلم ہے کہ آپ کی نظر کرم کے بغیر کوئی ولایت کے درجے پر فائز نہیں ہوسکتا تو پھر آپ محورِ ارشاد نہ ہوں گے تو پھر کیا ہوں گے۔ ویسے آپ کے وعظ و ارشاد کا کیا کہنا آپ کی سوانح میں ہے کہ آپ ہفتہ میں تین بار وعظ فرمایا کرتے تھے۔ جمعۃ المبارک،شنبہ کی شام، یک شنبہ کی صبح کو آپ کے شاگرد شیخ عبداللہ جبائی فرماتے ہیں کہ آپ کے جو وعظِ حسنہ سے کئی لاکھ فساق و فجار، بداعتقاد لوگ راہِ راست پر آگئے۔ شیخ عمر کمیاتی فرماتے ہیں میں کوئی مجلس ایسی نہ ہوئی کہ یہودی، نصرانی، فاسق و فاجر، رہزن قاتل اور کوئی رافضی عقیدہ باطلہ سے رجوع نہ کرتا ہو۔آپ کی تقاریر کا بنیادی موضوع کتاب وسنت کی پیروی تعلق باللہ توکل علے اللہ مخلوق سے بے نیازی، یادِ الٰہی، محبوبانِ بارگاہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے نسبت کی استواری ہوتا۔

مرکز اسرارِ الٰھیہ

اسرارِ الٰہیہ ہی تو ولایت کی علامت ہے اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جملہ اولیاء کے سردار ہیں تو اس معنی پر آپ مرکز اسرارِ الٰہیہ بھی ہیں۔حضرت قاضی ابوبکر بن موفق الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی شانِ علمی کا اظہار یوں فرماتے ہیں

وھو مقرب والمکا شفۃ جھرۃ بغیوب اسرار وستر ضمائر

آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقرب ہیں آپ پر عالم غیب سے پوشیدہ اسرار و رموز ظاہر ہوئے۔

بلکہ خود غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دعوؤں میں بار بار فرماتے ہیں ایک دعویٰ ملاحظہ ہو

اگر میری زبان پر شریعت کی رکاوٹ کی لگام نہ ہوتو میں تم کو ان سب چیزوں کی خبر دیدوں جو تم اپنے گھر میں کھاتے اور رکھتے ہو تم سب میرے سامنے شیشے کی بوتلوں کی طرح ہو جن کے ظاہر اور باطن سب کچھ نظر آتے ہیں۔(بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۴)

سلکِ عرفان کی ضیاء ہے یہی درمختار
فخر اشباہ ونظائر بھی ہے عبدالقادر

حل لغات

سلک، موتیوں کی لڑی۔ عرفان، اللہ کی پہچان۔ ضیاء، روشنی۔ در، موتی۔ مختار، پسندیدہ۔ فخر، جس پر فخر وناز کیا جائے۔ اشباہ، شبہ کی جمع ہمشکل، ہم جنس۔ نظائر، نظیر کی جمع مثل، درِمختار اور اشباہ ونظائر کتابوں کے نام بھی ہیں۔

شرح

خداوندقدوس جل شانہ کی عرفان کی موتیوں کی لڑی کی روشنی یعنی اولیاء اللہ کی جماعتوں کے نورِ ہدایت دراصل یہی غوثِ پاک ہیں جوخدا کے پسندیدہ اور منتخب موتی ہیں اور ہم جنس وہم مباہات کے لئے فخر ومباہات بھی سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر ہی ہیں۔

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جملہ عارفین کے لئے نورِ ہدایت ہیں۔ آپ نے ظاہری اور باطنی علوم کا درس بھی جاری فرمایا جس سے اکثر خلق اللہ نے ہدایت قبول کی اور آج تک آپ کے نام لیوا اور آپ سے مستفیض ہونے والے موجود ہیں۔

نقد سودا

آپ کے باطنی فیوضات وبرکات تاقیامت پر فقیر بہت کچھ لکھ چکا ہے آپ کا ظاہری فیض بھی ہروقت جاری ہے جو بھی بصدقِ دل اور سچی عقیدت سے آپ کو یاد کرے تو آپ اللہ تعالیٰ کی عطا واذن سے مدد فرماتے ہیں۔ چند مشاہدات ملاحظہ ہوں

صلوٰۃ الاسرار (غوثیہ) کے علاوہ وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للّٰہ بھی حل المشکلات میں مشہور ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''الانتباہ'' میں لکھتے ہیں کہ اس کی ترکیب یہ ہے کہ اول دو رکعت نفل بعد ازاں ایک سو گیارہ بار درود شریف اس کے بعد ایک سو گیارہ بار کلمہ تمجید اس کے بعد شیئا للّٰہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی پڑھے۔

دلائلِ جواز

اس وظیفہ کا اعدائے اولیاء کوانکار ہے بلکہ فتوائے شرک تو ان کا طرۂ امتیاز ہے حالانکہ انہی کے پیشوا شاہ ولی اللہ کے علاوہ ان کے دیگر اکابر بھی اس کے جواز کے قائل ہیں مثلاً مولوی رشید احمد گنگوہی فتاوٰی رشیدیہ صفحہ ۴ اور مولوی اشرف علی تھانوی فتاوٰی اشرفیہ جلد ۱ صفحہ ۶ وامداد الفتاوٰی جلد ۱ صفحہ ۴ ۹ میں جواز کا فتوٰی دیا۔ مزید تفصیل فقیر کا رسالہ ''یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للّٰہ'' پڑھئے۔

حکایت

ایک عورت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مریدنی تھی اس پر ایک فاسق عاشق ہوگیا۔ ایک دن وہ باہر پہاڑ کی طرف غار کی طرف کسی کام کے لئے جارہی تھی تو فاسق کو بھی اس کے جانے کا علم ہوگیا پہنچ کر اسے پکڑ کر اس کے دامنِ عصمت کو چاک کرنا چاہا تو عورت نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارا

الغیاث یا غوث لاعظم ، الغیاث یاغوث الثقلین ، الغیاث یاشیخ محی الدین ، الغیاث یاسید عبدالقادر

اس وقت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو فرمارہے تھے آپ نے کھڑاویں غار کی طرف پھینکیں وہ کھڑائیں اس فاسق پر لگی یہاں تک کہ وہ مرگیا وہ عورت نعلین لے کر حضرت غوثِ اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور تمام قصہ سنایا۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۳۷)

اس کے فرمان میں سب شارح حکم شارع
مظہر ناہی وامر بھی ہے عبدالقادر

حل لغات

شارح، شرح کرنے والا۔ شارع، حضور ﷺ۔ مظہر، جائے ظہور۔ ناہی، منع کرنے والا۔ امر، حکم دینے والا۔

شرح

حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جملہ فرمودات حضور ﷺ کے حکم کی پوری وضاحت وشرح ہیں اور ناہی وآمر حضور ﷺ کے سراپا مظہر سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

شارح حکم شارع

شارح یعنی نبی پاک ﷺ کے آپ بہترین شارح ہیں آپ کی عملی زندگی کے علاوہ آپ کی تقاریر کے مجموعہ آج بھی ملتے ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے رسول اکرم ﷺ کے دین اسلام کی کتنی بہترین شرح فرمائی ہے۔

چند نمونے ملاحظہ ہوں

ہر مسلمان کے لئے ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

(اول) احکامِ الٰہی کی پابندی اور تعمیل کرنا۔

(دوم) ان چیزوں سے جن کے لئے اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے احتراز کرنا اور بچنا۔

(سوم) قضاوقدر پر راضی رہنا کبھی تقدیر کا شاکی نہ ہو۔

ان تینوں خصوصیتوں سے کبھی خالی نہ رہنا اسلام کا پہلا درجہ ہے لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ان کا پابند رہے اور ہمیشہ اپنے دل میں ان کا خیال رکھے اور ان پر کاربند ہو سنت کی پیروی کرنا اور بدعت سے بچنا اور رسول ﷺ کا حکم ماننا خدا کو واحد مطلق سمجھنا۔

علمی مقام

آپ کے علمی مقام کو مخالفین بھی مان گئے اسی علمی مقام کے تحت واقعی آپ شارح علم شارع علیہ السلام ہیں۔

(۱) امام شعرانی قدس سرہ نے فرمایا

یتکلم فی ثلاثة عشرة علماً. (طبقات جلد اصفحہ ۱۲۷)

آپ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرہ علوم میں تقریر فرماتے۔

اسی لئے کسی شاعر نے فرمایا

پیش روجملہ فصیخان عرب عجمی شدند

کہ بے تازگی ولطف وفصاحت وارد

آپ کے سامنے تمام فصحائے عرب گونگے ہو گئے اس لئے کہ آپ کی گفتگو فصاحت و لطافت و تازگی سے بھرپور ہے۔

ابن الجوزی رحمہ اللہ نے گھٹنے ٹیک دیئے

اہل علم کو معلوم ہے کہ علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تمام اولیاء کے خلاف تھے بالخصوص حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تو بنتی ہی نہ تھی۔ اس لئے آپ نے اوائل میں تلبیس ابلیس (کتاب) میں اولیاء کے خلاف خوب لکھا لیکن ایک دفعہ آپ کی مجلسِ علمی میں پھنس گئے۔ آپ نے ایک آیت کی گیارہ وجوہ بیان کئے یہاں ابن الجوزی کا علم جواب دے گیا اس کے بعد آپ نے چالیس وجوہ بیان کئے جو ابن الجوزی ہکا بکارہ گئے بالآخر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی مقام کا اعتراف کیا۔ (قلائد الجواہر)

بلکہ بعد کو مرید ہو کر خلافت سے نوازے گئے شاید اس کے بعد ہی صفۃ الصفوۃ وغیرہ کتابیں لکھیں جو فضائل و کمالاتِ اولیاء پر مشتمل ہیں۔

لطیفہ

مخالفین کے دھوکہ و فریب کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوائل کے دور کے حوالے دکھا کر عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔

ملفوظات

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اور اس کی ذات وصفات کو منزہ جاننا اس پر کوئی تہمت نہ لگانا بغیر کسی شک وشبہ کے دین اسلام کو سچا ماننا، مصیبت کے وقت صبر کرنا اور ہر حالت میں ثابت قدم رہنا اور اللہ سے اس کا فضل وکرم طلب کرنا، ناکامی سے مایوس ہرگز نہ ہونا اور اس کی ذات پر ہر وقت امید رکھنا، دشمنی وکینہ سے احتراز کرنا، ہم جماعت ہو کر عبادتِ الٰہی بجالانا اور خدا کے واسطے آپس میں محبت رکھنا اور کینہ سے بچنا اور بندگی الٰہی سے زینت حاصل کرنا، ہر وقت اس کی جانب متوجہ رہنا اور اس سے ہرگز روگردانی نہ کرنا، توبہ میں عجلت کرنا اور شب وروز میں بھی اس کی یاد سے غافل نہ رہنا اور عذر سے کبھی سستی نہ کرنا۔

ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے بلکہ ہر شخص کو ایسا کرنا چاہیے اس امید پر کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ارحم الرحمین ہے ہم پر رحم فرمائے اور نیک بخت عطا فرمائے۔ وہ اس دوزخ سے امان دے اور نعمت ہائے بہشت جہاں کنواری بیواؤں کی صحبت اچھے اچھے گھوڑوں کی سواری، مفرح خوشبو اور حسینہ جمیلہ حوروں کی خوش آئندہ آوازیں خوشحال کریں گی اور پیغمبروں شہیدوں اور نیک بندوں کے ساتھ مرتبہ اعلےٰ بخشے گا۔

حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ مجھے خواب میں حکم فرما رہے ہیں کہ تم بات کیوں نہیں کرتے عرض کیا کہ میں عجمی ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے سات دفعہ کچھ پڑھ کر میرے منہ میں پھونکا اور فرمایا وعظ کر۔ دوسرے روز نمازِ ظہر کے بعد میں منبر پر بیٹھا میرے اردگرد بہت مجمع تھا سوچ رہا تھا کہ کیا کہوں۔ اسی وقت میرے جد امجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے اور چھ مرتبہ کچھ پڑھ کر دم کیا۔ میری زبان فوراً کھل گئی سارے بغداد میں میرے وعظ کے چرچے ہونے لگے غوث الاعظم کو اللہ تعالیٰ نے براہ راست حضور نبی کریم ﷺ کے علم وحکمت سے نوازا ہے آپ کے وعظِ حسنہ سے ۷۰ ہزار، ۹۰ ہزار سامعین فیضیاب ہوئے۔

آپ کی مجلس میں چھوٹے بڑے، غریب وامیر اور آقا وغلام کی کوئی تخصیص نہیں تھی۔ بادشاہ اور وزراء آپ کی مجلس میں نیازمندانہ حاضر ہوتے اور باادب بیٹھتے آپ کو جو کچھ فرمانا ہوتا بے دھڑک فرماتے، سلاطین وقت پر کڑی سے کڑی تنقید کی جاتی لیکن وہ اسی ادب وسکون کے ساتھ اس کو سنتے جس طرح دوسرے عوام الناس چنانچہ ان مجالس میں اکثر وبیشتر اس طرح سے عام تنقید فرماتے۔ اے علم وعمل میں خیانت کرنے والے! تم کو ان خدا رسیدہ بزرگوں سے کیا نسبت۔ اے اللہ کے دشمنو! اے اللہ کے بندوں کے ڈاکوؤں تم کھلے ظلم اور کھلے نفاق میں مبتلا ہو یہ نفاق کب تک اے عالمو! اے زاہدو! بادشاہوں اور سلطانوں کے لئے تم کب تک منافق بنے رہو گے تاکہ ان سے دنیا کا مال وزر شہوات ولذت حاصل

کرتے رہو تم اور اکثر شاہانِ وقت اللہ کے مال اور اس کے بندوں کے متعلق ظالم اور خائن ہو۔

بارِالٰہ منافقوں کی شوکت توڑ دے اور ان کو ذلیل فرما، ان کو توبہ کی توفیق دے اور ظالموں کا قلع قمع فرما، زمین کو ان سے پاک کردے یا ان کی اصلاح فرما۔

اے بادشاہو! اے ظالمو! اے غلامو! اور اے منصفو! اور اے منافقو! اور اے مخلصو! دنیا ایک محدود وقت تک ہے اور آخرت میں تمہارا حساب ہوگا اور اپنے مجاہدے اور زہد سے جملہ ماسوااللہ سے کو چھوڑو، غیر سے طلب کو پاک کرو جس نے دنیا کے امیروں سے خوف یا طمع کو دلوں میں جگہ دی وہ موحد یا نائب رسول ﷺ ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا کیونکہ خالق کے بدلے مخلوق سے امید وخوف رکھنا شرک ہے۔

اے مخلوق اور اسباب کی پرستش کرنے والے منافقو حق تعالیٰ کو بھلانے والے گردن جھکا پھر توبہ کر اس کے بعد علم سیکھ اور عمل کر اور مخلص بن ورنہ ہدایت نہ پائیگا۔

تم رمضان میں اپنے نفسوں کو پانی پینے سے روکتے ہو اور جب افطار کا وقت آتا ہے تو مسلمانوں کے خون سے افطار کرتے ہو ان پر ظلم کرکے جو مال تم نے ان سے لوٹا اس کو نگلتے ہو۔

اے لوگو! افسوس کہ تم سیر ہوکر کھاتے ہو اور تمہارے پڑوسی بھوکے ہیں اور پھر تم دعویٰ کرتے ہو کہ ہم مومن ہیں۔ تمہارا ایمان صحیح نہیں وغیرہ وغیرہ۔

مظہر ناھی و آمر

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی صفت آمر و ناہی کے مظہر تھے چند نمونے آپ کی ان دونوں صفتوں کے ملاحظہ ہوں۔

دیکھو! نبی کریم ﷺ اپنے ہاتھ سے سائل کو دیا کرتے اور اپنی اونٹنی کو چارہ ڈالتے اس کا دودھ دوہتے اور اپنا کرتہ سیا کرتے تم ان کی مطابقت کا دعویٰ کیسے کرسکتے ہو جبکہ اقوال وافعال میں ان کی مخالفت کررہے ہو۔ اے عالمو، اے فقیہو، اے زاہدو، اے عابدو، اے صوفیو تم میں کوئی ایسا نہیں جو توبہ کا حاجت مند نہ ہو۔ ہمارے پاس تمہاری موت اور حیات کی ساری خبریں ہیں سچی محبت میں جس میں تغیر نہیں آسکتا وہ محبت الٰہی ہے وہی ہے جس کو تم اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور وہی محبت روحانی صدیقوں کی محبت ہے۔

اے نفس، خواہش، طبیعت اور شیطان کے بندو میں تمہیں کیا بتاؤں میرے پاس تو حق در حق، مغز در مغز اور صفا در صفا توڑنے اور جوڑنے کے سوا کچھ بھی نہیں یعنی توڑنا ماسوااللہ سے اور جوڑنا اللہ سے۔

اے منافقو! اے دعویٰ کرنے والو! اے جھوٹو میں تمہاری ہوس کا قائل نہیں اہل دل کی صحبت اختیار کروتا کہ تم کو بھی دل نصیب ہولیکن تمہارے پاس دل تو ہے ہی نہیں تم تو سراپا نفس وطبیعت اور ہواو ہوس ہو۔

باشندگانِ بغداد سے خطاب

اے بغداد کے رہنے والوتمہارے اندر نفاق زیادہ اور اخلاص کم ہوگیا ہے اور اقوال بلا اعمال بڑھ گئے ہیں اور عمل کے بغیر قول کسی کام کانہیں تمہارے اعمال کا بڑا حصہ جسم بے روح ہے کیونکہ روح اخلاص وتوحید وسنت رسول اللہ ﷺ پر قائم ہے غفلت مت کرواور اپنی حالت کو پلٹو تا کہ تمہیں راہ ملے جاگ اُٹھواے سونے والو جاگ اُٹھو جس پر تم نے اعتماد کیا وہ تمہارا معبود ہے اور جس پر نفع یا نقصان میں تمہاری نظر پڑے اور تم ایسا سمجھو کہ اس کے ہاتھوں حق تعالیٰ نفع ونقصان کو جاری کرنے والا ہے وہ تمہارا معبود ہے اور عنقریب تم کو اپنا انجام نظر آجائیگا۔

درباری علماء زہاد اور سلاطین سے خطاب

اے علم وعمل میں خیانت کرنے والو! تم کو ان سے کیا نسبت اے اللہ اور اس کے رسول کے دشمنو! اے اللہ کے بندوں! ڈاکہ ڈالنے والو تم کھلے ظلم اور کھلے نفاق میں مبتلا ہو یہ نفاق کب تک۔

اے عالمو، اے زاہدو! بادشاہوں اور سلطانوں کے لئے کب تک تم منافق بنے رہو گے کہ تم ان سے اپنا زرو مال شہوات ولذات حاصل کرتے ہو تم اور اکثر بادشاہانِ وقت اللہ کے مال اور اس کے بندوں کے بارے میں ظالم اور خیانت کرنے والے ہو۔

اے الٰہی منافقوں کی شوکت توڑ دے اوران کو ذلیل فرما کر یا ان کو توبہ کی توفیق عطا فرما اور ظالموں کا قلع قمع فرما دے زمین کو ان سے پاک فرمادے یا ان کی اصلاح فرما (آمین) (اقتباسات از الفتح الربانی)

اس عمومی خطاب میں اکثر تخصیص بھی فرمایا کرتے تھے اکثر امراء وسلاطین وقت آپ کی خدمت میں دعائے خیر کے حصول کے لئے حاضر ہوتے اس موقع پر آپ ان کو نصیحت فرماتے اور وعید الٰہی سے ڈراتے۔ایک بار المستنجد باللہ آپ کی خدمت بابرکت میں باریاب ہوا اور حضرت کی خدمت میں دس توڑے اشرفیوں کے پیش کئے اور قبول فرمانے پر اصرار کیا۔آپ نے دونوں ہاتھوں میں چند اشرفیوں کو لے کر رگڑا تو اس وقت ان سے خون ٹپکنے لگا اور اس وقت حضرت نے المستنجد سے فرمایا تمہیں اللہ سے شرم نہیں آتی کہ انسانوں کا خون کھاتے ہو اور اسے جمع کر کے میرے پاس لاتے ہو۔

خلیفہ پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ بے ہوش ہوگیا حضرت نے جلال سے فرمایا اگر تمہارا نسبتی رشتہ نبی کریم ﷺ سے نہ ہوتا تو یہ خون تمہارے محلوں تک بہا دیتا۔آپ کبھی کسی بادشاہ یا وزیر کے لئے تعظیماً کھڑے نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی کسی

وزیر یا حاکم کے دروازہ پر گئے۔

اگر کوئی خلیفہ آتا تو آپ قصداً اپنے دولت خانے تشریف لے جاتے اگر خلیفہ بیٹھ جاتا تو آپ تشریف لاتے امراء سے آپ سخت گفتگو کرتے فرماتے کہ ان کے دل کا میل بہت سخت ہے تند و تیز الفاظ اس میل کو کھرچ سکتے ہیں۔

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے

کارِ عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

حل لغات

ذی تصرف، صاحب اختیار۔ ماذون، اللہ تعالیٰ سے اجازت دیا ہوا، با صلاحیت وہ غلام جس کو مالک نے لین دین اور خرید و فروخت کی اجازت دے دی ہو۔ مختار، منتخب، پسندیدہ۔ کارِ عالم، دنیا کا کام۔ مدبر، تدبیر کرنے والا۔

شرح

حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پرنور ﷺ کی جانب سے صاحب اختیار اور صاحب اجازت بھی ہیں اور اپنے آقا کے پسندیدہ بھی ہیں اور کائنات کے امور (کام) کے مدبر بھی سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

ذی تصرف

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصرفات کا کیا کہنا کراماتِ غوثیہ پڑھنے پر یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ سراپا تصرف ہی تصرف ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ فرمائیں

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک عورت اپنا بچہ سپرد کرتی ہے کچھ کے بعد ریاضت سے نحیف دیکھ کر اور جو کی روٹی کھاتے پاکر کہتی ہے خوب میں نے اپنا لختِ جگر اس لئے سپرد کیا تھا کہ وہ سوکھی روٹیاں کھا کر کانٹا بن جائے اور آپ مرغ اُڑائیں جس کی ہڈیاں سامنے رکابی میں پڑی ہوئی تھیں۔

آپ نے جیسے ہی ہڈیوں پر ہاتھ رکھ دیا تو مرغ زندہ ہو کر کہنے لگا۔ فرمایا تیرا بیٹا بھی جب اس قابل ہو جائے گا تو سب کچھ کھائے گا۔ (الفتاویٰ الحدیثیہ)

مفلوج و نابینا بچہ تندرست ہوگیا

ایک تاجر کے یہاں ضیافت پر گئے کھانے چننے کے ساتھ دسترخوان کے گوشے پر ایک بند مٹکا بھی رکھ دیا گیا۔ آپ کی ہیبت سے سب لوگ خاموش تھے کھانے کے بعد اشارہ سے مٹکا کو کھلوایا تو اندر سے ایک مفلوج اور مادرزاد اندھا بچہ برآمد ہوا جو آپ کی دعا سے فوراً تندرست ہوگیا۔

فقھاء کا علم سلب کرلیا

ایک سوفقہاء مختلف سوالات سوچ کر امتحان لینے کو آئے آپ نے نظر جو ڈالی دیوانگی طاری ہوگئی کپڑے پھاڑ دیئے اور کچھ دیر بعد قدموں پر گر پڑے۔ نامور فقہاء تھے آپ کا ابتدائی زمانہ تھا شہر میں ایک شور پڑ گیا اس کے بعد آپ نے سب کو سینے سے لگا کر ہر ایک سوال کا خود ہی بتا دیا اور خود ہی جواب دیا سب متحیر تھے فقہاء نے بتایا کہ پہلے ان کا علم بھی سلب ہو گیا تھا۔

طے ارض کا کمال

ایک شب باہر نکلے تو ایک صاحب پیچھے ہو لئے دروازۂ شہر سے نکلتے ہی ایک ایک پر رونق شے دیکھ کر متحیر ہوئے پھر ایک گھر میں گئے۔ یہ صاحب تو ستون کے پیچھے چھپ گئے پھر کراہنے کی آواز آئی پھر ایک بیمار لایا گیا اس کے بعد ایک سر برہنہ لمبی مونچھوں والا شخص آیا جس کی مونچھیں کٹوا کر اور کلمہ کی تعلیم دے کر نام محمد رکھا۔ بیمار مر گیا آپ نے لوگوں سے فرمایا مجھے حکم ہوا کہ اس کو متوفی کا قائم مقام بنا دوں۔

اس کے بعد واپس چلے آئے بہت کم عرصہ لگا صبح کو ان صاحب نے جو شب کا واقعہ پوچھا تو فرمایا وہ شہر نہاوند تھا جو لوگ جمع تھے وہ ابدال تھے۔ مرنے والا بھی انہیں میں تھا جو بیمار کو کاندھے پر اُٹھا کر لایا وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے جنہیں مسلمان کیا گیا وہ قسطنطنیہ کا عیسائی تھا وہ قائم مقام بنا دیا گیا کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔

ایرانی لشکر کو لوٹا دیا

شاہ ایران نے بغداد پر یورش کی خلیفہ منہزم امداد چاہی آپ نے شیخ علی سے کہلا بھیجا کہ بغداد سے چلے جاؤ بتا دیا کہ لشکر کے آخری کنارہ پر خیمہ میں تین شخص ہوں گے ان سے کہنا اگر کہیں کسی دوسرے کے حکم سے آئے ہیں تو جواب میں تم بھی کہنا۔ چنانچہ یہی ہوا جواب سن کر ایک شخص نے ہاتھ بڑھا کر خیمہ کے بند کھول دیئے جس کے ساتھ ہی پورے کا پورا لشکر خاموشی کے ساتھ واپس چلا گیا۔

ستر عورتوں سے مقاربت

ایک عقیدت مند خادم نے خود کو ایک رات ستر عورتوں سے مقاربت کرتے دیکھا۔ صبح اس نے حاضر ہو کر خواب سنایا فرمایا گھبراؤ نہیں مجھے علم ہو گیا تھا کہ تم ستر عورتوں سے زنا کے مرتکب ہو گے۔ میں نے خدا سے دعا کی کہ ان گناہوں کو بیداری سے خواب میں بدل دیں یہی ہوا اور تم عذابِ الیم سے بچ گئے۔

فاقوں اور بھوک کی عظمت

ایک شخص اس حالت میں حاضر ہوئے کہ خود بھی فاقے سے تھے اور بال بچوں نے بھی کئی روز سے نہ کھایا تھا۔ سلام کیا تو فرمایا بھوک خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جسے دوست رکھتا ہے اُسی کو ہی یہ عطا فرماتا ہے۔ جب بندہ تین روز تک کچھ نہیں کھاتا تو خدا کہتا ہے کہ تم نے میری وجہ سے کچھ نہیں کھایا اب میں تجھے کھلاؤں گا۔ مصیبت گزر رہی تھی دل کی حالت بتا رہی تھی قریب تھا کہ چیخ اُٹھیں گے مگر اشارہ سے روک دیا اور پھر فرمایا کہ خدا جب اپنے بندے کی آزمائش کرتا ہے اور وہ اپنی مصیبت کو پوشیدہ رکھتا ہے تو وہ اسے دوگنا اجر عطا فرماتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے قریب بلایا اور پوشیدگی کے ساتھ کچھ پیش کر دیا اس پر کچھ کہنا چاہا فرمایا خاموش رہو فقیر کو چھپانا ہی بہتر ہے ان کا نام شیخ ابو محمد الجونی تھا۔

ولی کامل کی زیارت کرادی

ایک شخص کو حضرت شیخ احمد رفاعی سے ملنے کا بہت شوق تھا۔ غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے دفعتہً خیال ہوا کہ اُن سے بھی ملاقات ہو جاتی تو بہتر تھا۔ ادھر خیال گزرا ادھر آپ نے فرمایا شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کرلو پھر کر جو دیکھا تو ایک بارعب بزرگ بیٹھے نظر آئے اور فرمانے لگے کہ جو شخص حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے اولیاء کی زیارت کرلے اسے پھر مجھ جیسے شخص کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے میں خود ان کے ماتحت ہوں یہ فرمایا اور غائب ہو گئے۔ ایک مدت کے بعد ان کی ملاقات ہو گئے فرمایا کہ پہلی ملاقات کافی نہ تھی عرض کیا حضور غوثِ پاک نے خیال ہوتے ہی فوراً ملاقات کرادی۔

کرامات سلب کرلیں

ایک نوجوان آپ کی دہلیز پر پریشانی کے عالم میں پڑا ہوا تھا۔ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی کہ میرا قصور معاف کرادیجئے۔ شیخ کی خدمت میں پہنچے تو صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ اس نوجوان کو تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ شیخ نے باہر آکر نوجوان کو بشارت دی کہ تمہاری خطا معاف ہوگئی یہ کہنا تھا کہ وہ دہلیز سے نکلا اور پرندوں کی طرح ہوا میں اڑتا ہوا چلا گیا۔

حیرت ہوئی تو خود حضور نے ہی فرمایا کہ یہ شخص پرواز کرتا ہوا بغداد شہر پر سے گزرا اور خیال کرنے لگا کہ اس شہر میں مجھ جیسا کوئی بھی نہیں۔ اس لئے میں نے اس کی کرامات سلب کرلیں اگر شیخ علی اس کی سفارش نہ کرتے تو اس گستاخی پر میں اسے ہرگز نہ چھوڑتا۔

ماذون ومختار

عبد (مملوک) کی ایک قسم ماذون ہے جسے مالک کی جانب ہر طرح کے تصرفات کی اجازت ہوتی ہے پھر شرعاً اس عبد کا ہر قول وفعل اور عمل بیع وشراء میں دیگر امور و معاملات میں عبد کا صرف نام اور درحقیقت وہ مالک کا سمجھا جاتا ہے بلا تمثیل (بیانِ انبیاء واولیاء) اللہ عزوجل کے دون عباد ہیں۔ وہ ہر طرح سے تصرف فرمائیں گے وہ اللہ کا ہی ہوگا یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کرام کے سامنے آدم کو علومِ غیبیہ کا اظہار کر کے فرمایا

انبئونی باسماء هوالاء ان کنتم صدقین

مجھے ان اسماء کی خبر دے اگر تم سچے ہو

جب انہوں نے عجز وانکساری دکھائی تو یہی علم غیب جو آدم علیہ السلام نے ظاہر فرمایا اللہ عزوجل نے اپنی طرف منسوب فرمایا

کماقال انی اعلم غیب السموت والارض . (پارہ ۱)

میں ہی آسمانوں اور زمین کا غیب جانتا ہوں

اس معنی پر اللہ عزوجل نے انہی محبوب ماذون بندوں کے لئے متعدد مقامات پر فرمایا

وسخرلکم مافی السموت ومافی الارض

اور تمہارے تابع کیا جو آسمانوں اور جو زمین میں ہے

فائدہ

تسخیر کا حقیقی معنی ہے............ کو کسی شے کو کسی کے قبضہ وتصرف میں دینا مجازی معنی میں ہے شے کو کسی کے لئے نفع کی اجازت دینا۔ اگر آیت میں "ما" عام ہو تو محبوبانِ خدا کے لئے ہر دونوں اور عوام کے لئے مجازی معنی ہے۔

چنانچہ اس حقیقی معنی پر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضیاء القلوب میں فرماتے ہیں کہ

درایں مرتبہ عارف متصرف عالم گرد وسخر لکم ماقی السموت وماقی الارض ظهور پذیر دو صاحب اختیار باشد

جس میں وہ عارف تمام جہان پر متصرف ہو جاتا ہے اور "سخر لکم" کا ظہور ہوتا ہے اور وہ صاحبِ اختیار ہو جاتا ہے۔

مدبر أمور عالم

یہ سن کر بعض لوگوں کو شرک کا ہیضہ ہو جاتا ہے حالانکہ خود اللہ تعالیٰ نے "فالمدبرات امرا" (النازعات پارہ ۳۰)

میں ملائکہ کرام کو بھی اور اولیائے عظام کو بھی اسی صفت سے نوازا ہے۔ چنانچہ مفسرین نے بالاتفاق لکھا ہے ''المدبرات امراً'' ملائکہ کرام ہیں تو اولیاء کرام بھی ہیں چنانچہ روح البیان کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔ اولیاء کرام کے نفوسِ شریفہ سے بعید نہیں کہ ان سے عالم میں آثار کا ظہور ہو وہ وصال کر گئے ہوں یا زندہ ہوں۔

فاذا کان التدبیر بید الروح وهو فی هذا الموطن فکذا اذا انتقل منه الی البرزخ بلد هوا بعد مفارقة البدن اشد تاثیر اوتدبیر الان الجسد حجاب فی الجملته الاتری او الشمس اشدا حراقا اذالم یحجبها اغمام اونحوه. (روح البیان جلد ۱۰، صفحہ ۳۱۶)

جب تدبیر روح کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس وطن دنیا میں ہے ایسے ہی جب دنیا سے رخصت ہو کر برزخ میں منتقل ہوتا ہے بلکہ وہ تو بدن سے جدائی کے بعد زیادہ تاثیر و تدبیر رکھتا ہے اس لئے کہ جسم حجاب ہے کیا نہیں دیکھتے کہ سورج جب بادل وغیرہ سے محجوب نہ ہو تو زیادہ گرم ہوتا ہے۔

تدابیر غوثِ اعظم

آپ کی تدابیر عالم کے متعلق کراماتِ غوثیہ کا باب بحرِ بے کراں کی طرح ہے صرف ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں

ایک عورت نے حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اولاد کی دعا کا عرض کیا آپ نے لوحِ محفوظ میں دیکھا کہ اس کے نام کوئی اولاد نہیں لیکن آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دو بچوں کا سوال کیا۔ ندا آئی کہ لوحِ محفوظ میں اس عورت کے نام ایک بچہ بھی نہیں لکھا گیا اور تم دو بچوں کا کہہ رہے ہو عرض کیا تین دے دو پھر ندا آئی ایک نہیں تم تین مانگ رہے ہو یہاں تک کہ آپ نے سات مانگ ڈالے ندا آئی اب صرف آپ کے سوال پر اس عورت کو سات لڑکے ہی دینگے۔ (تفریح الخاطر ملخصاً صفحہ ۴۳)

ازالہ وہم

کسی وہمی کو یہ وہم نہ ہو کہ یہ کیسے اسے حدیث قدسی (بخاری و مسلم) کے جملہ

لئن سالنی لا عطینه

اگر مجھ سے محبوب مانگے تو میں اسے ضرور ضرور دوں گا۔

کو سامنے رکھنا چاہیے۔ وہم کا مرض تو چلا جائے گا ہاں ضد نہ جائے گی کیونکہ وہ لاعلاج ہے کہ جسے چمٹ جائے اسے نہیں چھوڑتی۔

رشکِ بلبل ہے رضا لالہ صدداغ بھی ہے

آپ کا واصف و ذاکر بھی ہے عبدالقادر

حل لغات

رشکِ بلبل، بلبل کی جلن، حسد۔ لالہ، ایک قسم کا سرخ پھول جو باہر سے سرخ اور اندر سے سیاہ ہوتا ہے۔ صد، سو، مجازاً بے شمار۔ داغ، داغ دھبہ۔

شرح

رضا اگر نغمہ سرائی اور نعت خوانی میں ایک طرف رشکِ بلبل ہے تو دوسری طرف رضا کا قلب فراق محبوب میں گل لالہ کی طرح بے شمار داغدار ہے۔ اے سیدنا شیخ عبدالقادر آپ کا رضا آپ کی تعریف کرنے والا اور آپ کا ذکر سنانے والا بھی ہے۔

واصف غوثِ اعظم

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نیازمندوں اور مداحوں کی حدوعد کہاں لیکن جس نرالے رنگ میں امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و کمالات بیان فرمائے ہیں یہ آپ کا حصہ ہے اور آپ کے مخالفین و منکرین کے اعتراضات کے ایسے دندانِ شکن جوابات تحریر فرمائے ہیں کہ اگر مخالف ضدی اور ہٹ دھرم نہ ہوتا تو اسے سوائے تسلیم کے چارہ نہیں۔

پھر صرف واصف و ذاکر ہی نہیں بلکہ ہر معاملہ میں بارگاہِ غوثیت پناہ میں محو و مستغرق کہ سوائے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل کے کسی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے اور یہی سچے اور پکے مرید ہیں۔

چنانچہ حضرت علامہ محمد احمد مصباحی لکھتے ہیں کہ نسبت قادری اور غیرتِ نسبت کا اثر بھی امام احمد رضا پر ویسا ہی تھا جو اکابر اولیاء کو اپنے شیوخ کی بارگاہوں میں ہوتا۔ ایک بار عرض کیا گیا حضرت سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بزرگوں میں ہے فرمایا جب کسی کو کوئی تکلیف پہنچے یا زروق کہہ کر ندا کرے میں فوراً اس کی مدد کروں گا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ میں نے کبھی اس قسم کی مدد طلب نہیں کی جب کبھی میں نے استعانت کی یا غوث ہی کہا "یك در گیر محکم گیر" میری عمر کا تیسواں سال تھا کہ حضرت محبوبِ الٰہی کی درگاہ میں حاضر ہوا احاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور مچا تھا طبیعت منتشر ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا حضور میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اس شور و شعب سے مجھے نجات ملے جیسے ہی پہلا قدم درگاہ میں رکھا۔ معلوم ہوا سب ایک دم چپ ہو گئے میں سمجھا کہ واقعی سب لوگ خاموش ہو گئے قدم روضۂ مبارک سے باہر نکالا تو پھر وہی شور و غل تھا اور پھر اندر قدم رکھا پھر وہی خاموشی معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت کا تصرف ہے یہ بین

کرامت دیکھ کر مدد مانگنی چاہی بجائے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم مبارک کے "یاغوثاہ" زبان سے نکلا۔
میں نے اکسیر اعظم ۱۳۰۲ھ قصیدہ درشانِ غوثِ اعظم بھی تصنیف کیا اس قصیدہ میں عرض کرتے ہیں

سرتوئی سرور توئی سرراسر و ساماں توئی
جاں توئی جاناں توئی جاں راقرار جاں توئی

حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب وکمالات بیان کرنے اور اعدائے غوثِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دنداں شکن جوابات دینے پر امام احمد رضا خان قدس سرہ نازاں بھی ہیں چنانچہ فرمایا

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

یہ صرف شاعرانہ دعویٰ نہیں بلکہ حقیقت بھی یہی ہے کہ انہوں نے ناموسِ غوثیت کی حفاظت اور فضائل قادریت کے اظہار واعلان میں کوئی فرگزاشت روانہ رکھی۔ وہ ان کی محبت میں اعداء کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے البتہ دوستوں کے اعتقادواعتماد کے تحفظ کی خاطر ہر شبہ واعتراض کا شافی جواب دینا اپنا فرضِ منصبی سمجھتے تھے۔
اسی عقیدت ونصب کا صلہ تھا کہ اربابِ باطن کو سرکارِ غوثیت سے یہی بتایا کہ ہمارا نائب احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس طرف اشارہ فرمایا وہ نواسنج ہیں۔

تمہیں پھیلارہے ہو علم حق اکنافِ عالم میں

نعت پاک ۲۲ شہ لولاک ﷺ

گزرے جس راہ سے وہ سیدِوالا ہوکر
رہ گئی ساری زمین عنبر سارا ہوکر

حل لغات

عنبر سارا، خالص عنبر ایک مشہور نہایت عمدہ خوشبو۔سارا، دراصل ایک جگہ کا نام ہے جہاں کا عطر بہت مشہور ہے۔

شرح

حضور سرورِ عالم، نور مجسم ﷺ جس راہ سے گزرے آپ کے تشریف لے جانے کے بعد وہ ساری زمین عنبر بن گئی۔

جسم معطر کا بیان

فقیر نے کتاب "خوشبوئے رسول" میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی خوشبو مبارک کے اپنی استعداد کے مطابق مضامین

جمع کئے ہیں چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضور سرورِ عالم ﷺ کی ولادت کے وقت سارا کمرہ معطر ہو گیا۔

(۲) سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلی بار زیارت سے مشرف ہوئیں تو پہلی بار زیارت پر آپ سے خوشبو مہکنے کی گواہی دیتی ہیں۔

(۳) گھر لے گئیں تو وہ خود فرماتی ہیں کہ نہ صرف اپنا گھر بلکہ تمام قبیلہ کا ہر گھر خوشبو سے مہکتا تھا۔

(۴) متعدد روایات سے ثابت ہے کہ جب حضور سرورِ عالم ﷺ جس گلی سے گزرتے تھے تو وہ خوشبو سے معطر ہو جاتی تھی۔ لوگ آپ کو اسی کے ذریعہ سے تلاش کر لیتے تھے۔

(الف) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پیچھے آپ کو تلاش کرنے آتا تو صرف خوشبو سے ہی پہچان جاتا کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ (حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ ۶۸۵)

(ب) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کوئی خوشبودار چیز رسول کی مہک سے زیادہ اور کوئی نہیں دیکھی۔ آپ جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو سارے دن اس شخص کو مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور جب کبھی کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب تمام بچوں میں پہچانا جاتا۔ آپ جس رستہ سے گزرتے اور کوئی شخص آپ کو ڈھونڈھنے نکلتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اس رستہ سے تشریف لے گئے ہیں۔ یہ خوشبو بغیر خوشبو لگائے خود آپ کے بدن مبارک میں تھی

ابھی کوئی اس راہ سے گزرا ہے
کہتی رہتی ہے شوخیِ نقشِ پاک

(۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کسی ریشم یا دیبا کو آپ کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم نہیں پایا اور نہ کسی خوشبو کو آپ کی خوشبو سے بڑھ کر پایا۔ (بخاری شریف)

(۶) جس شخص سے آپ مصافحہ کرتے تو وہ سارا سارا دن اپنے ہاتھ میں خوشبو پاتا اور جس بچہ کے سر پر آپ اپنا دست مبارک رکھ دیتے وہ خوشبو میں دوسرے سے ممتاز ہوتا۔ چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نمازِ ظہر پڑھی۔ نماز کے بعد آپ اپنے گھر کی طرف نکلے میں بھی آپ کے ساتھ نکلا۔ بچے آپ کے سامنے آئے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخسار کو اپنے ہاتھ مبارک سے مسح فرمانے لگے۔ میرے رخسار کو بھی آپ نے مسح فرمایا پس میں نے آپ کے ہاتھ مبارک کی ٹھنڈک یا خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ نے اپنا ہاتھ عطار کی صندوق سے نکالا

ہو۔(مسلم)

(۷)حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کرتا یا میرا بدن آپ کے بدن سے مس کرتا تو میں بعدازاں اس کا اثر اپنے ہاتھ میں پاتا اور میرا ہاتھ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوجاتا۔

(۸)حضرت یزید بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میری طرف بڑھایا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ برف سے ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔(مواہب لدنیہ)

اس کی مزید تفصیل فقیر کے رسالہ ''خوشبوئے رسول'' کا مطالعہ فرمائیے۔

رخِ انور کی تجلی جو قمر نے دیکھی
رہ گیا بوسہ دہ نقش کفِ پا ہوکر

حل لغات

بوسہ دہ نقش پا، پاؤں کے تلوا کے نشان کا بوسہ دینے والا (نشانِ قدم چومنے والا)

شرح

حضور نبی کریم ﷺ کا روشن اور درخشاں چہرے کی روشنی اور تجلی ماہتابِ عالم تاب نے دیکھی تو حیران رہ گیا اور فریفتگی اور دیوانگی کے عالم میں اس نورِ مجسم کا نشانِ قدم چومتا رہ گیا۔

شق القمر

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں بصراحت تام یہ قصہ مذکور ہے کہ رات کے وقت کفارِ قریش نے حضور نبی کریم ﷺ سے کوئی نشان طلب کیا جو آپ کی نبوت پر شاہد ہو آپ نے ان کو یہ معجزہ دکھایا۔اس معجزہ کے شاہد اور راوی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ ہیں۔ان میں سے پہلے چار صحابہ کرام نے تو بچشم خود دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر اور دوسرا ٹکڑا دوسرے پہاڑ پر تھا۔یہ وہ معجزہ ہے کہ کسی دوسرے پیغمبر کے لئے وقوع میں نہیں آیا اور بطریق تواتر سے ثابت ہے فقیر نے ''تحقیق شق القمر'' میں مختلف سندات اور متعدد تصرفات کے حوالہ جات بیان کئے ہیں اس کا مطالعہ ضرور کریں۔

سوال

اہل مکہ کے علاوہ دوسرے ملکوں میں بھی ''شق القمر'' دیکھا گیا؟

جواب

اہل مکہ کے علاوہ اطراف سے آنے والے مسافروں نے بھی شق القمر کی شہادت دی۔ چنانچہ مسند ابوداؤد طیالسی (جلد ا صفحہ ۳۸، ۲۰۴ھ) میں بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا۔ کفارِ قریش نے دیکھ کر کہا کہ یہ ابوالبشر کے بیٹے کا جادو ہے پھر انہوں نے کہا کہ مسافر جو آئیں گے ان سے پوچھیں گے دیکھتے وہ کیا دیکھتے ہیں کیونکہ حضرت محمد ﷺ کا جادو تمام لوگوں پر نہیں چل سکتا۔ چنانچہ مسافر آئے تو انہوں نے بھی کہا کہ ہم نے بھی شق القمر دیکھا ہے اگر بالفرض بعض جگہ نظر نہ آیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اختلافِ مطالع کے پیش نظر بعض مقامات میں چاند کا طلوع ہوتا ہی نہیں۔ اس لئے چاند گہن سب جگہ نظر نہیں آتا یا بعض اوقات دوسری جگہوں میں ابر یا پہاڑ وغیرہ چاند کے آگے حائل ہو جاتے ہیں۔

فائدہ

ہندوپاک میں بھی ''شق القمر'' نظر آیا تو بابا رتن ہندی تصدیق کے لئے عرب گئے۔ تفصیل فقیر کی کتاب ''شق القمر'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال

شق القمر حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں وقوع پذیر اہوا جسے اب چودہ سو سال سے بھی زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے تو یہ کس طرح قربِ قیامت کا نشان ہو سکتا ہے جواب تک نہیں آئی۔

جواب

حضور اکرم ﷺ کا وجود مبارک اور آپ کی نبوت قربِ قیامت کی علامات میں سے ہے یعنی اس امر کا ایک نشان ہے کہ دنیا کی عمر کا اکثر حصہ گزر چکا ہے اور بہت تھوڑا باقی رہ گیا ہے۔ صحیحین میں ہے کہ آپ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ''بعثت انا والساعة'' کہا میری بعثت اور قیامت ان دونوں انگلیوں جیسی ہے کہ جس قدر درمیانی انگلی شہادت کی انگلی سے آگے ہے قیامت سے پہلے میرا مبعوث ہونا بھی اسی طرح ہے کہ میں آ گیا ہوں اور قیامت میرے پیچھے آ رہی ہے۔ جب آپ کی نبوت قربِ قیامت کی علامت ہوئی تو شق القمر کا بالفعل وقوع بھی آپ کی نبوت کی دلیل ہے اس طرح یہ قربِ قیامت کا نشان ٹھہرا۔

وائے محرومئی قسمت کہ پھر اب کی برس

رہ گیا ہمرہ زوار مدینہ ہوکر

حل لغات

وائے ،کلمۂ افسوس۔ہمرہ ،ہمراہ کا مخفف ،ساتھ۔زوار ،زیارت کرنے والا ،مدینہ منورہ جانے والا۔

شرح

ہائے افسوس کہ اپنی قسمت کی محرومی پر کہ پچھلے سال کی طرح امسال بھی زائرین مدینہ کا ساتھ ہونے کے باوجود منزلِ مقصود مدینہ شریف نہ پہنچ سکا۔عاشقِ زار کی علامت ہے کہ

میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

اس لئے عاشقِ زار شب وروز مدینہ پاک جانے کے لئے تڑپتا رہتا ہے ورنہ ایک حقیقت یہ ہے کہ مدینہ پاک سے محبت و پیار اُسے نصیب ہے جس کا ایمان کامل ہو۔

فائدہ

رسول اللہ ﷺ کو مدینہ پاک سے بہت پیار تھا چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے کہ جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ پاک کے مکانات کی دیواریں دکھائی دیتیں تو آپ اپنی سواری تیز کر دیتے اور یوں دعا مانگتے

اللھم اجعد لنا بھا قرارا ورزقا حسنا

اے اللہ اس شہر کو ہمارے لئے قرار گاہ بنادے اور ہمیں بہتر رزق عطا فرما۔

عاشقانِ مدینہ پاک کے واقعات

چند واقعات سامنے رکھ کر اے سنی مسلمان تو بھی مدینہ پاک کے عشق کی چنگاری دل میں سلگا لے۔

عارف جامی کی کہانی

جامع الشواہد میں ہے کہ ماہِ ربیع الاول کی ایک پر کیف نورانی رات میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نے ایک دلکش اور روح پرور خواب دیکھا دیکھتے ہیں کہ محراب النبی کے قریب سرکارِ دو عالم ﷺ جلوہ افروز ہیں تسبیح وتقدیس کا سلسلہ جاری ہے کچھ نعتیہ کلام پیش کیا گیا سرکار نے قبول فرمایا۔تھوڑی دیر بعد آنکھ کھل گئی اور وجد و سرور کی ایک کیفیت طاری تھی عالم اضطراب میں فرماتے تھے وہ نورانی مکھڑا چاند سے زیادہ روشن جب مقدس پیشانی سے بال ہٹائے تو سراجاً منیراً کی تجلیاں نمودار ہوئیں۔اس کے بعد حضرت جامی مدینہ پاک کی طرف توجہ کرکے بیٹھ گئے اور یہ اشعار لکھے

نسیما جانب بطحا گزر کن	زاحوالم محمد را خبر کن
ببرایں جانِ مشتاقم درآنجا	نثارِ روضۂ خیر البشر کن

مشرف گرچہ شد بیچارہ جامی

خدایا ایں کرم بارِ دگر کن

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہفتہ بعد ہی حضرت جامی کو پھر شرفِ زیارت حاصل ہوا۔

حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مولانا حاجی شاہ امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سرکارِ دو عالم ﷺ سے بے پناہ عشق تھا اگر کوئی شخص نعتیہ کلام پڑھتا تو بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے آخر غم مفارقت سے بے چین ہو کر مدینہ شریف میں حاضر ہوئے کبھی بابِ الرحمۃ کے پاس بیٹھ کر روتے کبھی محرابِ النبی کے قریب بیٹھ کر دعا مانگتے کبھی گنبدِ خضریٰ کی طرف دیکھ کر کہتے

درِ مصطفیٰ پہ غریب آ گیا ہے

ہر صبح اور شام اسی بیقراری کے ساتھ گزرتی ایک دن بابِ مجید کے قریب یہ اشعار لکھے

کر کے نثار آپ پہ گھر بار یا رسول اللہ
اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یا رسول

عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا
ہوں امتی تمہارا گنہگار یا رسول

ذات آپ کی رحمت و شفقت ہی سربسر
میں گرچہ تمام خطاوار یا رسول

ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں

اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسول

یہ نعت شریف لکھ کر دن بھر روتے رہے اسی شب کو زیارت کا شرف حاصل ہوا بے انتہا مسرور ہوئے دوسرے دن حرم شریف میں حاضر ہو کر عرض کی

مشرف گرچہ شد بیچارہ جامی

خدایا ایں کرم بارِ گرد کن

رسائی والے نقد جواب پاتے ہیں

تاریخ شاہد ہے کہ جب حضرت امام اعظم روضۂ مطہرہ حضور پرنور محمد مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہوئے اور بصد عجز و نیاز پرخلوص الفاظ اور عشق میں ڈوبی ہوئی آواز سے **السلام علیک یارسول اللہ** عرض کیا تو سید عالم، مختارِ کون و مکاں نے جوابِ بامراد سے یوں مشرف فرمایا

وعلیکم السلام یا امام المسلمین

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سچے عاشق رسول تھے شب کو دو بجے اُٹھ کر نعتیہ کلام پڑھتے اور صبح تک روتے رہتے جب ہجر وفراق کی تکلیف حد سے زیادہ بڑھ گئی تو مدینہ شریف میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ طالب دید نیازِ عشق لے کر حاضر ہوا ہوں۔ گنبد خضریٰ کے فانوس سے محبت کی روشنی جھلک رہی ہے صدقہ اس ساعت سعید کا جب فاران کے بتکدے کو دار السلام بنایا تھا مجھے بھی شرفِ زیارت عطا فرمائیے۔ رات بھر بیقرار ہے صبح اُٹھ کر یہ اشعار لکھے

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں　　ترے دن اے بہار پھرتے ہیں

اس گلی کا گداہوں میں جس میں　　مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا

تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

اسی شب کو زیارت کا شرف حاصل ہوا طویل عرصہ کے بعد جب قافلہ روانہ ہوا گنبد خضریٰ کو شوق میں ڈوبی ہوئی نگاہوں سے دیکھا عرض کیا

مشرف گرچہ شد بیچارہ جامی

خدایا ایں کرم بارِ دگر کن

اگر چہ جامی بے چارہ اس بار بھی مشرف ہوا ہے اے اللہ یہ کرم دوسری بار بھی ہو۔

فقیر اُویسی غفرلہ

اے آقا کریم ﷺ اپنے اس ناکارہ کو جسے بار بار حاضری نصیب فرمائی ہے تو وہ دولت بھی عطا فرما جو اپنے خاص محبوبوں کو عطا فرمائی جاتی ہے۔

چمن طیبہ ہے وہ باغ کہ مرغ سدرہ

برسوں چہکتے ہیں جہاں بلبل شیدا ہو کر

حل لغات

مرغ سدرہ، حضرت جبرائیل علیہ السلام، بلبل، فریفتہ۔ شیدا بلبل، فریفتہ بلبل۔

شرح

چمنستانِ مدینہ طیبہ ایک ایسا باغ ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام جہاں فریفتۂ بلبل کی طرح برسوں (کئی سال تک چہکتے رہے) سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو خصوصیت سے حضورﷺ کی خدمت میں بارہا حاضری کا موقع ملا اوران کا حاضر ہونا از خود نہ تھا بلکہ بحکم ربانی تھا چنانچہ فرمایا

وما تتنزل الا بامر ربک

یہ تو تیرے رب کے ہی حکم سے اُترا کرتے ہیں۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتقان میں لکھتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضورﷺ کی خدمت میں چوبیس ہزار بار حاضر ہوئے۔

یادگارِ حاضری

ویسے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی ہر حاضری یادگار حاضری کی حیثیت رکھتی ہے لیکن بعض اوقات کی حاضری کچھ خصوصیت کی حامل ہوتی ہیں۔ جامع المعجزات میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریمﷺ کی عادت تھی کہ صبح کی نماز پڑھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف متوجہ ہوتے اور آپ کا چہرۂ اقدس بدرِ کامل کی طرح چمکتا جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے کسی کو رنجیدہ دیکھتے تو اس سے استفسار فرماتے۔

ایک دن نبی کریمﷺ نے چہرۂ اقدس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف نہ کیا بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلا کر مسجد سے باہر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کو دیکھ رہے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔ آنحضرتﷺ اپنی پیاری بیٹی فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور دروازے پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مقرر فرمایا اور فرمایا اے علی تم یہیں ٹھہرو اور کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے ہیں اور ملائکہ مبارک بادی کے لئے برابر اُتر رہے ہیں پھر حضورﷺ اندر داخل ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ انتظار نہ ہوسکا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس تشریف لاکر حضورﷺ کے متعلق پوچھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا اندر تشریف فرما ہیں۔ آپ نے کہا کہ تم حضورﷺ سے میرے لئے اندر آنے کی اجازت طلب کرو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا کہ حضورﷺ بے حد مشغول ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا میرے متعلق بھی منع فرمایا ہے کہ میں اندر نہ آؤں۔ آپ نے جواب دیا اے صدیق امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے ہیں اور چار لاکھ چوبیس ہزار ملائکہ مبارکبادی کے لئے تشریف لائے ہوئے

ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات سے حیران ہوئے اور دروازے پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد تمام صحابہ کرام وہیں دروازے پر جمع ہو گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے انہیں بھی اول بات بتائی جسے سن کر صحابہ حیران ہوئے اور دروازے پر ہی بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد حضور ﷺ باہر تشریف لائے اور سب کو اجازت مرحمت فرمائی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے آگے بڑھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا تمام واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا اے علی تمہیں ملائکہ کی تعداد کی خبر کیسے ہوگئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے ملائکہ کرام کو دیکھا کہ وہ گروہ درگروہ اُتر رہے ہیں اور آپس میں باتیں کر رہے ہیں اور اپنی تعداد بھی بتلا رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت علی کو دعا دی کہ اللہ عزوجل تمہاری عقل میں مزید زیادتی عطا فرمائے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے صدیق کیا اس سے عمدہ بات نہ سناؤں۔ آج ملائکہ کرام ایک ایسے فرشتے کو ساتھ لائے جس کے پر، پاؤں اور ہاتھ ٹوٹے ہوئے تھے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی کہ یہ معاملہ تیرے ساتھ کیونکر ہوا اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں ملائکہ مقربین میں سے ہوں۔ ایک دن آسمان کا دروازہ کھلا ہوا تھا تو میں نے اس سے دنیا کی طرف نظر کی تو مجھے ایک ایسا آدمی نظر آیا جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے تھے میں نے دل میں سوچا کہ اس زندگی سے تو موت ہی بھلی کہ جس میں خیر نہیں۔ میں نے جونہی یہ الفاظ اپنے منہ سے نکالے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ویسے ہی کر دیا اور میرے ہاتھ پاؤں اور پر ٹوٹ گئے اور مجھے ایک جزیرے پر گرا دیا گیا۔ سات سو سال تک میں وہاں پڑا رہا اور آج مبارک بادی کے لئے فرشتے جب نیچے اُترے تو مجھے بھی ساتھ لیتے آئے تاکہ آپ بارگاہ رب العزت میں حسنین کے صدقے میرے لئے شفاعت پیش فرمائیں۔ میں نے اس فرشتہ کے لئے دعا کی تو جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ رب العزت نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ آپ حضرت امام حسین کا ہاتھ پکڑ کر اس فرشتے کے جسم پر پھیر دیں چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا تو فرشتہ فوراً ہی تندرست ہو گیا لیکن اس کے بعد رونے لگا میں نے سبب گریہ پوچھا تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اس لئے روتا ہوں کہ آج حسین کے پیدا ہونے کی خوشی آسمان اور زمین والوں نے منائی ہے لیکن یہ میدانِ کربلا میں شہید کر دیئے جائیں گے یہ جبرائیل علیہ السلام موجود ہیں ان سے پوچھ لیجئے۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ حضور یہ فرشتہ صحیح کہتا ہے واقعہ اسی طرح ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے ایک ہزار سال قبل بتایا تھا کہ یہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کا محافظ ہوگا اس کے بعد تمام آسمان کی طرف واپس چلے گئے۔

فائدہ

محدثین کے قاعدہ پر یہ حدیث ممکن ہے موضوعات میں شمار ہو لیکن ناممکن نہیں تو اعزازِ رسول کریم ﷺ پر تسلیم کرلیا جائے تو بھی اسلام کے منافی نہیں بلکہ ایک حب رسول اور عقیدتِ آلِ رسول ﷺ کے عین مطابق ہے اور ایسے موقع پر ملائکہ کا نزول اور ان کا استفادہ از رسول ﷺ بھی احادیث سے ثابت ہے تفصیل دیکھئے "الحبائک للسیوطی رحمة اللہ تعالیٰ علیہ" بلکہ خود جبرائیل علیہ السلام کو اصلی صورت میں بھی اہل بیت رسولِ مقبول ﷺ نے دیکھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ مجھے جبریل علیہ السلام دکھا دیجئے۔ ارشاد ہوا اے حمزہ تم اس کے پیچھے مت پڑو تم نہیں دیکھ سکتے مگر جناب حمزہ نے اصرار کیا۔ آپ نے فرمایا اچھا کعبے کی چھت کو دیکھو انہوں نے بامِ کعبہ کی طرف نظر کی اور جبرائیل کو دیکھا نورانی چمک سے حضرت حمزہ کی آنکھیں چندھیا ہوگئیں اور بے اختیار غش کھا کر گر پڑے پھر بڑی دیر بعد ہوش میں آئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابھی تو تمہاری نگاہ ان کے پاؤں پر پڑی تھی۔ (خصائص کبریٰ از ابن سعد والبیہقی جلد۲ صفحہ ۲۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک دفعہ حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھ لیا پھر یوں ہوا کہ حضور ﷺ کی حیاتِ مبارک میں انہیں کچھ نہیں ہوا آپ کے وصال کے بعد آخری عمر میں نابینا ہوگئے۔ اس کے بعد تحقیق یہی ہے کہ وصال سے پہلے آنکھ کی روشنی بحال ہوگئی۔

صرصر دشت مدینہ کا مگر خیال آیا
رشک گلشن جو بنا غنچہ دل وا ہوکر

حل لغات

صرصر، تیز ہوا جھکڑ۔ دشت، جنگل۔ رشکِ گلشن، جس پر گلشن بھی رشک وحسد کرے۔ غنچہ دل، دل کی کلی۔ وا، کھل کر۔

شرح

میرے دل میں مدینہ کے جنگلوں کا تند و تیز ہوا کا خیال آ گیا ہے کیونکہ میرے دل کی کلی کھل کر رشک قمر ہوگئی ہے۔

فضائل مدینہ پاک

مدینہ پاک شہر ہمیں اس لئے بھی محبوب ہے کہ محبوب کے شہر کے علاوہ محبوب نے اس کو دعاؤں سے نوازا ہے اس کے علاوہ تا قیامت اپنے گلے لگایا اور اس کی اتنی تعریف و توصیف فرمائی کہ اتنی کسی شہر کو نصیب نہ ہوئی۔

مدینہ پاک کے لئے نبوی دعا

عن ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال اللھم ان ابراھیم عبدک وخلیلک دعا لاھد مکتہ بالبرکۃ وانا محمد عبدک ورسولک وانا ادعو لاھد المدینۃ ان تبارک لھم فی صاعھم ومدھم مثد مابرکت لاھد مکۃ واجعد مع البرکۃ برکتین. (رواہ الترمذی وصححہ)

اے اللہ تیرے بندے اور تیرے خلیل ابراہیم نے اہلِ مکہ کے لئے برکت کی دعا کی تھی اور میں تیرا بندہ اور تیرا رسول محمد مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ تو ان کے پیمانوں اور وزنوں میں برکت عطا فرما جس قدر برکت تو نے اہل مکہ کو عطا فرمائی اس برکت کے ساتھ دو مزید برکتوں کا اضافہ فرما۔

فائدہ

اسی لئے علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وفاء الوفاء میں ثابت فرمایا کہ یہ دعا مدینہ پاک کے ہر شعبہ پر محیط ہے یہاں تک کہ یہاں کی نیکی مکہ معظّمہ کی نیکی سے بھی وہاں کا ایک لاکھ یہاں کئی لاکھ۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''محبوبِ مدینہ''

دجال بے حال

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ علیٰ انقاب المدینۃ ملائکۃ لا یحرسونھا لایدخلھا الطاعون ولاالدجال لا. (متفق علیہ)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ میں داخل ہونے والے راستوں پر اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کردیئے ہیں جو ان کی نگہبانی کرتے ہیں نہ اس میں مرضِ طاعون داخل ہوگا اور نہ ہی دجال۔

فائدہ

دجال کا فتنہ ہمہ گیر ہوگا لیکن جونہی مدینہ پاک کے نواح وادی جرف میں پہنچے گا ڈر کے مارے اس وادی سے آگے نہ بڑھ سکے گا اس کی تفصیل فقیر نے اسی شرح میں عرض کردی ہے۔

مدینہ پاک میں اقامت کی فضیلت

نبی کریم ﷺ نے خود بھی تا قیامت یہاں کی اقامت پسند فرمائی اور لوگوں کو مدینہ پاک میں سکونت پذیر ہونے کی رغبت دلائی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے متعدد ارشادات میں فرمایا کہ یمن فتح ہوگا، عراق فتح ہوگا، دیگر ممالک فتح ہوں گے، لوگ بکثرت ان علاقوں میں جا کر آباد ہوں گے لیکن درحقیقت ان کا مدینہ پاک میں قیام ان کے لئے بہتر ہوگا۔ رسول

اکرمﷺ کی ایک صحابیہ صمیۃ اللیثیہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہﷺ کو یہ فرماتے سنا

من استطاع منکم ان لایموت الا بالمدینة فلیمت بهافان من یمت یشفع او یشهدله

جس کے لئے ممکن ہو کہ وہ مدینہ کے سوا کسی جگہ نہ مرے تو اسے ایسے کرنا چاہیے کہ کیونکہ جو شخص مدینہ میں وفات پائے گا اس کی شفاعت کی جائے گی اور اس کے ایمان کی گواہی دی جائے گی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے

قال رسول اللهﷺ ان یموت بالمدینة فلیمت بهافانی اشفع لمن یموت بها

جس شخص کے لئے ممکن ہو کہ وہ مدینہ میں مرے تو اسے مدینہ میں مرنا چاہیے کیونکہ جو شخص مدینہ میں وفات پائے گا میں اس کی شفاعت کرونگا۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے

اللهم ارزقنی قتالافی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک (رواہ البخاری)

یااللہ مجھ کو اپنے راہ میں شہادت عطا فرما اور میری موت اپنے رسول کے شہر میں کر۔

اہل مدینہ سے پیار

قال رسول اللهﷺ من اخاف اهل المدینة ظلماً اخافه الله عزوجل وعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل الله منه یوم القیامة صرفاً ولاعدلاً. (رواہ امام احمد)

جس نے اہل مدینہ کو ازراہِ ظلم خوفزدہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو خوفزدہ کرے گا اس پر اللہ کے فرشتوں اور سب لوگوں کی پھٹکار ہوگی اللہ تعالیٰ اس شخص سے قیامت کے دن نہ عذاب پھیرے گا اور نہ کوئی معاوضہ قبول کرے گا۔

معقل بن یسار روایت کرتے ہیں

قال رسول اللهﷺ المدینة مهاجری وفیها مصنجعی ومنها مبعثی حقیق علیٰ امتی حفظ جیرانی ما اجتنبوالکبائر ومن حفظهم کنت له شهیداً وشفیعاً یوم القیامة ومن لم یحفظهم سقی من طینة الخبال.

حضور اکرمﷺ نے فرمایا کہ مدینہ میری ہجرت گاہ ہے اسی میں ہے میرا مزار ہوگا یہیں سے میں قیامت کے روز اُٹھوں گا میری امت پر لازم ہے کہ وہ میرے پڑوسیوں کی حفاظت کریں جب تک کہ وہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب نہ ہوں۔ جو شخص ان کی حفاظت کرے گا قیامت کے دن میں ان کا گواہ اور شفیع ہونگا اور جو ان کی حفاظت نہیں کرے گا ان کو دوزخیوں کی پیپ

اور خون پلایا جائے گا۔(وفاء الوفاء)

عطیہ نبویہ

یہی ایک شہر ہے جسے نبی پاک ﷺ نے نوازشات سے نوازا اور نہ تاریخ شاہد ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے یہاں تشریف لانے سے پہلے اس بستی کی آب وہوا صحت کے لحاظ سے بڑی مضر تھی۔ بخار اور دیگر متعدی بیماریاں وباء کی طرح یہاں پھوٹتی رہتی تھیں، پانی خوش ذائقہ نہ تھا۔ ان امور کی وجہ سے اس بستی کو یثرب کے نام سے (جس میں شدت اور فساد کا مفہوم پایا جاتا ہے) یاد کیا جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب یہاں قدم رنجہ فرمایا تو اس بستی کے مقدر کا ستارہ چمک اُٹھا۔ یہ بستی یثرب کے نام کے بجائے مدینۃ الرسول ﷺ کے معزز نام سے موسوم ہوئی۔ صرف نام ہی تبدیل نہیں ہوا بلکہ اس کی آب وہوا بھی خوشگوار ہوگئی چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس شہر کو یثرب کے پرانے نام سے یاد کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لاتدعوها يثرب فانها طيبة. (ابن مردویہ)

اس شہر کو یثرب نہ کہا کرو کیونکہ یہ طیبہ ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

قال رسول الله ﷺ من سمى المدينة بيثرب فليستغفر الله هى طابه هى طابه هى طابه.

(رواہ امام احمد)

جو شخص مدینہ کو یثرب کہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی اس غلطی پر اللہ عزوجل سے مغفرت طلب کرے یہ تو طابہ ہے یہ تو طابہ ہے یہ تو طابہ ہے۔(طابہ کا معنی پاکیزہ ہے)

خداوند عالم جل شانہ کی عطائے اتم کا مرکز

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جملہ عطاؤں کا مرکز مقام مدینہ پاک ہے یہاں تک کہ عرش والے بھی یہاں کے بھکاری ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جملہ عطیات کی تقسیم حضور ﷺ کے ہاتھ میں رکھی ہے جسے جو کچھ ملتا ہے یہیں سے ملتا ہے اس لئے ازعرش تا فرش ہر شے مدینہ پاک سے سپلائی ہورہی ہے۔ اللہ اللہ کیا ہی اعلیٰ مرکز ہے کہ یہاں جملہ عالم کا ذرہ ذرہ بھکاری نظر آتا ہے۔

گوش شہ کہتے ہیں فریاد رسی کو ہم ہیں

وعدۂ چشم سے بچائیں گے گویا ہو کر

حل لغات

گوش، کان۔ شہ، بادشاہ مراد ہے یعنی شہنشاہ کونین ﷺ۔ فریادی، فریادرس کر مددگاری کرنا۔ وعدۂ چشم، آنکھوں کا وعدہ اشارہ بطرف حدیث پاک صاحب لولاک ﷺ

من زار قبری وجبت له شفاعتی

کہ جس نے میری قبر کی زیارت کرلی میری شفاعت اس پر واجب ہوگئی

گویا، زبان مقدس سے ارشاد فرما کر۔

شرح

شہنشاہ کونین ﷺ کے گوشہائے مبارک کہتے ہیں کہ فریادی کی دادرسی کے لئے ہم ہی ہیں اور وعدۂ چشم "من زار قبری وجبت له شف(الحدیث)" کے وعدہ مبارک کے مطابق قیامت میں اپنی زبان وحی ترجمان سے خود ارشاد فرما کر مجھے بخشوائیں گے زائر مدینہ کی روایات شفاعت صحیح ہیں لیکن ابن تیمیہ نے ان کی صحت کا انکار کیا ہے۔

رد ابن تیمیہ

ابن تیمیہ خوارج کا ایک نمائندہ تھا۔ اس نے خوارج اور معتزلہ اور دیگر بد مذاہب کے اصول کو نیا رنگ چڑھا کر پیش کیا اس لئے اس کے مذہب کو اہل سنت میں سے کسی نے بھی قبول نہیں کیا البتہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اس کے مذہب کو عرب میں رواج دیا اور نجدی حکومت کے مذہبی سربراہ ابن تیمیہ کی کشتی پر سوار ہیں۔ اس نے احادیث شفاعت بالخصوص زیارتِ گنبد خضری کو ضعیف موضوع اور ناقابل عمل قرار دیا ہے اس کے رد میں اسی موضوع پر امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "شفاء السقام" بہترین تصنیف کی اس میں آپ نے ابن تیمیہ کی بیان کردہ وضع وضعف کو سنداتِ صحیحہ سے احادیث مرویہ کو صحیح ثابت فرمایا۔ ابن تیمیہ کے رد میں اس کے دور سے لے کر تا حال محققین نے خوب تردیدیں لکھیں اور اسے گمراہ اور گمراہ کن ثابت فرمایا۔ یہاں تک حاشیہ نبراس میں ہے کہ جو شخص ابن تیمیہ کی گمراہی کرنے کے بعد بھی اسے شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کرتا ہے تو وہ مجرم ہے۔

تعارف ابن تیمیہ

اس کا نام احمد اور کنیت ابوالعباس تھی۔ دمشقی نمیری حرانی مشہور تھا تین سو کتب کا مؤلف (زرقانی جلد ۱ صفحہ ۲۴۸) ۶۶۱ھ حران میں پیدا ہوا اور دمشق میں قلعہ دمشق کی جیل میں بحالت قید ۷۲۸ھ میں فوت ہوا۔ حنبلی ہونے کا مدعی تھا لیکن

دراصل پکا غیر مقلد تھا۔امام ذہبی لکھتے ہیں کہ

انه اذا افتى لم يلتزم بمذهب بل يقوم بما دليله عنده . (طبقات جلد۳ صفحہ ۳۹۰)

جب فتویٰ دیتا تو کسی خاص مذہب کا التزام نہیں کرتا تھا بلکہ اس خیال پر فتویٰ صادر کرتا جس کی دلیل اس کی نظر میں قوی ہوتی۔

اس کے دماغ میں فرعونیت کا یہ عالم تھا کہ "همچو من دیگرے نیست" اور "انا خير منه" کی تقلید میں اسلاف کی تحریرات کی غلطیاں نکالنے کی دھن میں لکھا ہے کہ ابن تیمیہ سے اصول وفروع میں سے بہت سی غلطیاں ہوئیں۔ یہ علمائے اہل سنت کا احسان ہے کہ انہوں نے ہر زمانے میں بڑے سے بڑے عالم کی لغزش سے آگاہ کردیا تاکہ آگے والے لوگ ان کی غلطیوں سے آگاہ رہیں اور امت گمراہی سے محفوظ رہے چنانچہ موصوف ابن تیمیہ کے معاصرین میں سے حافظ صلاح الدین خلیل علائی دمشقی المتوفی ۷۶۱ھ میں اپنے ایک مکتوب میں ان (ابن تیمیہ کے تفردات) (گمراہ کن عقائد و مسائل) کا یکجا جمع کردیا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حرم پاک کے مفتی علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ ایک بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا، گمراہ کیا، اندھا بہرہ اور گمراہ کیا اور ابوالحسن سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے حضرت عمر بن خطاب وحضرت علی بن ابی طالب جیسے اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اعتراض کیا ہے یہ بدعتی گمراہ اور گمراہ کن جاہل اور غالی ہے۔(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۹۹)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شارحِ بخاری صاحب فتح الباری حضرت ابن حجر عسقلانی نے "الازمنة" میں لکھا ہے کہ ابن تیمیہ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں کہا کہ انہوں نے ستر فتویٰ غلط دیئے بلکہ دوسری جگہ پر لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں کہ انہوں نے تین سو سے زائد فتویٰ غلط دیئے بلکہ لکھا ہے کہ ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بچپن میں اسلام قبول کیا تو اس کا کیا اعتبار۔

ابن تیمیہ خارجی المذہب تھا

تاریخ شاہد ہے اور ابن تیمیہ کے معاصرین کی تصریحات بتاتی ہیں کہ ابن تیمیہ بھی خارجی نظریہ کا حامل تھا دھن میں رہتا یہی ذہبی لکھتے ہیں کہ

يبين خطا كثير امن اقوال المفسرين ويوهم اقوالا عديدة. (التاریخ الکبیر صفحہ ۳۹۱)

ابن تیمیہ مفسرین کے اقوال کی غلطیاں بیان کرتا اوران کے بہت سے اقوال کوغلط اور باطل ثابت کرتا۔

امام ذھبی کا اعتراف

یہی امام ذہبی لکھتے ہیں کہ

انا لا اعتقدفيه عصمة بل انا مخالف له في مسائل اصلية وفرعية فان كبارهم ينقصون عليه اخلاقاً وافعالا وكل واحد يوخد من قوله ويترك (ازفوائد جامعہ)

میں ابن تیمیہ کی عصمت کا قائل نہیں ہوں بلکہ میں تو بہت سے اصولی اور فروعی مسائل میں اس کا مخالف ہوں۔ بڑے بڑے علماء ابن تیمیہ کے اخلاق اور عادات سے ناراض تھے اور وہ ہرایک اپنی بات پر پکڑا جاتا اور چھوڑا جاتا۔ بالآخر اس کی بدمذہبی کی بدبو پھوٹ پڑی اور مناظروں تک نوبت آ گئی۔

شوکانی یمنی

ابن تیمیہ کے بارے میں البدر الطالع میں صفحہ ٦٥ میں لکھتا ہے

واول من انكر عليه اهل عصره في شهر ربيع الاول ٦٩٨ھ

اور ابن تیمیہ کے معاصرین نے سب سے پہلے ربیع الاول ٦٩٨ھ میں اس پر اعتراض وانکار کیا۔

شرح عجالہ نافعہ

مولوی عبدالحلیم نے کتاب مذکور صفحہ ٢٤٦ جیسا کہ سید غلام مرتضیٰ شاہ صاحب نے تحفۃ الناظرین صفحہ ٦٨ میں لکھا ہے کہ ابن تیمیہ قطع نظر ظاہری ہونے کے خارجی بھی تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب میں گستاخی کرتا تھا۔ دیگر ابن حزم ظاہری بھی خارجی تھا جیسا کہ ابوظاہرہ مصری نے حیاتِ ابن حزم کے ٢٠ پر میں لکھا ہے کہ خوارج اولین لوگ تھے جنہوں نے ظواہر کتاب وسنت سے وابستہ رہنے کی بنیا ڈالی اور یہ امر خوارج اور ابن حزم کے مابین مشترک طور پر پایا جاتا ہے۔

خوارج جہنم کے کتے

حضور سرورِ عالم ﷺ نے خوارج کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی کہ خوارج مجھ سے میری اولاد سے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض رکھیں گے نیز فرمایا کہ خارجی جہنم کے کتے ہیں۔ (طبرانی)

مزارِ رسول کی زیارت کے لئے سفر حرام

یہ وہی ابن تیمیہ ہے جس نے مدینہ طیبہ کی طرف جانا بقصد زیارت قبر نبی رسول اللہ ﷺ جو مومنین کے لئے بکتاب وسنت واجماع وقیاس اعلیٰ ذریعہ نجات ہے حرام کہا اور اللہ تعالیٰ کو محل وحوادث اور باری تعالیٰ کی صفت ذاتی کو حادث وغیرہ بدعاتِ سیہ پر جرات کرنے کے باعث ائمہ اربعہ سے علیحدہ ہوا۔ مشروعیۃ زیارت شریف کے انکار کی وجہ سے علماء کرام نے اس پر بہت تشنیع کی ہے کیونکہ اس نے (ابن تیمیہ) نے ایک اعلیٰ ذریعہ نجات کا دروازہ بند کرنا چاہا۔

اس اجماع سے علیحدہ صرف ابن تیمیہ ہی ہوا ہے سب علماء کا سوائے چند متبعین کے اتفاق ہے کہ ابن تیمیہ نے قول بحرمت زیارتِ قبرالنبی ﷺ والسفر الیہ میں سخت غلطی کی ہے۔ اس کے علاوہ متعدد عقائد ومسائل میں ابن تیمیہ نے اختراع اور خوارج ومعتزلہ کا اتباع کیا اس کی تصنیف شاہد ہیں کہ اس کے قلم نے نہ کوئی صوفی چھوڑا نہ کوئی فقیہہ اور نہ کوئی عالمانِ علم وکلام میں سے اشعری یا ترمذی اور نہ ہی کوئی حنفی شافعی مالکی حنبلی سب کو اپنے ظلم کا نشانہ بنایا۔ دراصل یہ فرقہ معتزلہ کے اصول وفروع کا احیاء ہے یہ تو سب کو معلوم ہے کہ پہلا فتنہ جو اسلام میں سب سے پہلے پیدا کیا گیا یہی فتنہ معتزلہ تھا۔ ان کے بعد ابن تیمیہ نے ان کے سب نظریات اور ابن حزم ظاہری سے لئے اور ظاہری خوارج کی ایک شاخ ہے اور موجودہ دور کے وہابی، غیر مقلدین اور اکثر دیوبندی ابن حزم ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم کو اپنا پیشوا مانتے ہیں اور قاضی شوکانی اور داؤد ظاہری بھی انہیں کے ہم مسلک تھے بلکہ مولوی عبدالحیٔ لکھنوی نے لکھا ہے کہ قاضی شوکانی متاخرین میں سے کم عقلی اور کثرتِ علم میں ابن تیمیہ کے ہم مثل تھا۔ ان دونوں کی مثال ایسے ہے جیسا کہ ایک جوتا دوسرے جوتے کے عین مطابق ہوتا ہے بلکہ شوکانی دوسری صفت کم عقلی میں اس سے بڑھ کر ہے۔ یاد رہے کہ ابن تیمیہ اور محمد ابن عبدالوہاب کو غیر مقلدین اور نجدی وہابی شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کرتے ہیں اور اکثر وبیشتر دیوبندی حضرات بھی اسے ایسا ہی سمجھتے ہیں۔

دورِ حاضرہ کے دیوبندی بریلوی مسائل

دورِ حاضرہ میں جو وہابی دیوبندی بریلوی اختلافی مسائل وعقائد ہیں اکثر ابن تیمیہ نے کھڑے کئے جن کا رد اس وقت کے علماء نے کیا اور آج بریلوی علماء ان کا رد کررہے ہیں۔ ابن تیمیہ توسل وشفاعت اور دعا بعد وفات کا بھی منکر تھا وغیرہ وغیرہ۔

ابن تیمیہ خود عرشِ مجید کے قدیم ہونے کا قائل تھا۔ (کتاب العرش)

امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب العرش کو ابن تیمیہ کی سب تصانیف سے قبیح تر لکھتے ہیں

كما قال وكتاب العرش من اقبح كتبه

شیخ ابوحیان پہلے ابن تیمیہ کے معتقد تھے مگر اس کتاب کو پڑھنے کے بعد لعنتیں بھیجتے تھے۔

۷۰۵ھ میں مباحثہ مشقیہ میں اس کے لاجواب ہوجانے پر عام منادی کرادی تھی کہ جوکوئی ابن تیمیہ کے عقائد پر ہو اس کا مال اور خون مباح ہے پھر اس کو قید کر دیا گیا تھا بعدازاں تائب ہونے پر رہا کیا گیا۔ پھر وہی خیالات ظاہر کرنے لگا پھر دوبارہ سخت سزا دی گئی یہ واقعات تاریخ وغیرہ میں موجود ہیں۔ اس کی تمام تالیف بحق سرکار ضبط کر لی گئیں اور اس کی موت بھی قید خانہ میں ہی واقع ہوئی اور وہیں سے اس کا جنازہ اُٹھایا گیا۔

خوارج کی وراثت

خوارج کی وراثت کو ابن تیمیہ نے سنبھالا اور اس کے مرنے کے بعد محمد بن عبدالوہاب کو خوارج کی وراثت نصیب ہوئی (شامی) اس سے ثابت ہوا کہ حقیقتاً ابن تیمیہ وہابیوں کا سب سے بڑا امام ہے۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اس کی کتاب سے ہی استفادہ کیا اور اسی کے عقائد باطلہ کو پروان چڑھانے کی کوشش کی چنانچہ دیوبندی اور غیر مقلدین وہابیوں کے ممدوح مولوی عبیداللہ سندھی نے اس کی تصدیق ان الفاظ میں کی ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ماننے والوں میں سے سرزمین نجد میں محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوئے۔ دراصل محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کسی ایسے استاد سے علم حاصل نہیں کیا تھا جو انہیں صحیح ہدایت کی راہ پر لگاتا اور نفع مند علوم کی طرف ان کی راہنمائی کرتا اور شروع دین کے معاملات میں تفقہ کی سمجھ پیدا کرتا۔ طلب علم کے سلسلہ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے صرف اتنا کیا کہ شیخ ابن تیمیہ اور ابن کے شاگرد کی بعض کتابیں پڑھ لیں اور ان کی تقلید کی۔ (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک صفحہ ۲۳۰)

محمد بن عبدالوھاب

وہابی دیوبندی اور سنی بریلوی اختلاف کی بنیاد ہندو پاک میں مولوی اسماعیل دہلوی کے ذریعے اسی محمد بن عبدالوہاب کی رکھی ہوئی ہے اور محمد بن عبدالوہاب ابن تیمیہ سے خوارج کا چیلا ہے چنانچہ علامہ محمد عبدالرحمٰن سلہٹی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ سلطان محمود خان ثانی زمانہ میں ایک شخص محمد بن عبدالوہاب نامی ظاہر ہوا ابن تیمیہ کے مرجانے کے بعد اس نے اس مٹے ہوئے عقائد فاسدہ کو ظاہر کیا اور اہل سنت کے خلاف اس نے ایک گروہ بنالیا۔ (سیف الابرار علی المسلول الفجار صفحہ ۱۱)

یہی علامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں

ابن تیمیه فهو كبير الوهابين وماهو شيخ الاسلام بل هوشيخ البدعة والآثام وهو اول من تكلم بجملة عقائد هم الفاسدة و فى الحقيقة هو المحدث لهذه الفرقة الضالة.

(سیف الابرار علی المسؤل الفجار صفحہ ۱۱ مطبوعہ دہلی واستنبول)

ابن تیمیہ وہابیوں کا سردار ہے وہ شیخ الاسلام نہیں بلکہ شیخ البدعۃ اور شیخ الآثام تمام برائیوں کی جڑ ہے اور یہ ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے تمام عقائد فاسدہ کو بیان کیا ہے اور حقیقت میں وہی اس گمراہ فرقہ کا بانی ہے۔

حکومت سعودیہ

حکومت سعودیہ نجدیہ کی مدد سے ابن تیمیہ کی کتاب ''الرد علی الاخنائی'' کا اردو ترجمہ شیخ محمد صادق اہلحدیث نے کیا ہے اور اس کا نام ''روضۂ اقدس کی زیارت'' رکھا ہے صفحات ۲۲۶ (حالانکہ یہ کتاب روضۂ اقدس کی زیارت کے سراسر خلاف ہے) لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے مفت تقسیم کر جا رہی ہے اور ''ہدایۃ المستفید اردو ترجمہ فتح المجید'' جو عبدالوہاب کے پوتے عبدالرحمٰن بن حسن نے کتاب التوحید کی شرح میں لکھی ہے صفحات ۸۲۰، لکھائی چھپائی عمدہ کلیئر پیپر پر چھپوا کر مفت تقسیم کی جا رہی ہے جس کا ترجمہ عطا اللہ نے کیا ہے اور اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے افکار و نظریات بالکل وہی تھے جو ابن تیمیہ کے تھے ان کتابوں کا تمام ترخرچہ سعودی حکومت نے کیا اس کے علاوہ آج کل سعودی حکومت کی نگرانی میں ابن تیمیہ کے مذہب کا خوب پرچار کیا جا رہا ہے۔

پائے شہ پر گرے یارب تپش مہر سے جب
دل بے تاب اُڑے حشر میں پارا ہوکر

حل لغات

پائے شہ، شہنشاہ کونین ﷺ کے پاؤں مبارک۔ تپش، سورج کی گرمی۔ پارہ، سیماب۔

شرح

کل قیامت میں جب آفتاب کی گرمی سے گھبرا کر حضور ﷺ کے پاؤں پر جب ہمارا دل گرے تو دل پارے کی طرح اُڑ کر جنت میں چلا جائے یعنی آپ کی شفاعت نصیب ہو۔

شفاعت حق ہے

شفاعت کا انکار از خوارج و معتزلہ مشہور ہے۔ علم الکلام و کتب تواریخ و احادیث ان کی تصریحات سے بھری پڑی ہیں۔ ان کا استدلال بھی قرآن کی صریح آیات ہیں

(۱) لاتنفعها شفاعة ولا يؤخذ منها عدل. (پارہ۱)

کسی کو شفاعت نفع نہ دے گی اور نہ ہی اُن کی نیکی قبول کی جائے گی۔

(۲) من قبل ان ياتي يوم لا بيع ولا خلته ولا شفاعة. (پارہ۳، رکوع۱)

اس سے قبل کہ وہ دن آئے کہ جس میں نہ بیع ہوگی نہ دوستی کام آئے گی نہ شفاعت۔

(۳) ومالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر. (پارہ ارکوع ۱۴)

اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی حمایتی اور نہ ہی کوئی مددگار ہوگا۔

جواباتِ اہل سنت

قدمائے اہل سنت نے خوارج ومعتزلہ کو اس قسم کے مضامین کے دندانِ شکن جوابات دیئے منجملہ ان کے

(۱) اس قسم کی آیات کفار ومشرکین کے حق میں ہیں کہ قیامت میں ان کی کوئی ایسی شفاعت نہ ہوگی جس سے وہ نجات پا کر بہشت میں جاسکیں۔

(۲) قرآن کا اصول ہے کہ مضامین کی نفی کرتا ہے پھر ان کا اثبات بھی نفی سے مراد ہے ایک گروہ ہوتا ہے اثبات اور جیسے ان آیات میں نفی ہے تو دوسری آیات میں شفاعت کا اثبات ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ کفار کے لئے نفی ہے اور اہل ایمان کے لئے اثبات۔ اسی لئے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علی نے اتقان جلد ا میں قاعدہ کے طور پر لکھا ہے کہ آیات میں نفی کفار کے لئے ہے۔

واما المومنون فاکثر ھم شفعاء وانصارا.

بہر حال اہل ایمان کے قیامت میں سفارشی اور مددگار بے شمار ہوں گے۔

متقدمین اہل سنت کے دلائل

علمائے اہل سنت نے خوارج ومعتزلہ کے رد کے لئے بے شمار آیات واحادیث کے انبار لگا دیئے۔ چند نمونے حاضر ہیں۔

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کی شفاعت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم (سورۂ مائدہ)

اے اللہ اگر تو ان مسلمانوں کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو زبردست اور حکمت والا ہے۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی امت کی شفاعت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

من تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم (سورۂ ابراہیم)

جو مسلمان میری پیروی کرے وہ میرے طریقہ پر ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو بے شک تو بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عام مسلمانوں کی شفاعت کرتے ہوئے فرمایا

ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب . (سورۂ ابراہیم)

اے ہمارے رب قیامت کے دن میری بخشش فرما میرے والدین کی بخشش فرما اور تمام مسلمانوں کی بخشش فرما دے۔

(۴) فرشتوں میں سے حاملین عرش کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

الذین یحملون العرش ومن حوله یسبحون بحمد ربک ویومنون به ویستغفرون للذین امنوا (سورۂ المومن)

وہ فرشتے جنھوں نے عرش کو اُٹھایا ہوا ہے اور جو ان کے ارد گرد ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کرتے ہیں اس پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے بخشش مانگتے ہیں۔

(۵) عام فرشتوں کی شفاعت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ . (سورۂ الانبیاء)

فرشتے انہیں مسلمانوں کی شفاعت کریں گے جن کی شفاعت کرنے پر اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔

(۶) صالحین کی شفاعت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقون بالایمان. (سورۂ الحشر)

اے ہمارے رب ہماری بخشش فرما اور ہمارے مسلمان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے فوت ہو گئے۔

انتباہ

اب نہ معتزلہ و خوارج رہے نہ ان کا نام و نشان لیکن نام اور طریقہ بدل کر محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ابن تیمیہ کی طرز پر تحریک چلائی اس نے معتزلہ و خوارج کا طریقہ اختیار کیا۔ اگلے شعر میں اس کی تشریح اور اقسامِ شفاعت ملاحظہ ہوں۔

ہے یہ امید رضا کہ تیری رحمت سے شہا
نہ ہو زندائی دوزخ تیرا بندہ ہوکر

حل لغات

شہا، بادشاہ (اے بادشاہ)۔ زندانی، قیدی۔

شرح

آپ کے بندہ (غلام) رضا کو اے بادشاہ عرش و فرش آپ کی رحمت سے یہ آس لگی ہوئی ہے کہ آپ کا بندۂ غلام ہو کر

وہ دوزخ کا قیدی نہ بنے کیونکہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ جب تک میرا امتی بہشت میں نہ جائے گا میں قدم نہ رکھوں گا۔

فائدہ

اہل سنت کا شفاعت کے جملہ اقسام پر ایمان ہے ہاں معتزلہ وخوارج کی اتباع میں وہابیہ نے انکار کیا۔ ہم پہلے شفاعت کی اقسام بیان کردیں۔

اقسامِ شفاعت

ہمارے نبی کریم ﷺ کی شفاعت آٹھ قسم ہے۔

(۱) کبریٰ یہ صرف ہمارے حضور سرورِ عالم ﷺ سے خاص ہے دوسرے انبیاء علیہم السلام کو حاصل نہیں ۔ یہ شفاعت یوں ہوگی کہ مخلوق کا حساب تو ہو۔

(۲) اپنی امت کے لئے تعجیل حساب ہو۔

(۳) ایسے لوگ جن کے لئے جہنم واجب ہوگی ان کے لئے نجات۔

(۴) ابوطالب کی تخفیف عذاب۔

(۵) ایسے لوگوں کے لئے شفاعت جن کا کوئی حساب نہ ہو بلا حساب بہشت میں داخل ہوں۔

(۶) اہل بہشت کو بہشت میں داخلہ کی شفاعت وہ یوں ہوگا کہ نفخ صور کے بعد جب اہل جنت بہشت کے قریب پہنچیں گے تو آرزو کریں گے کہ کون ہمیں اللہ تعالیٰ سے بہشت میں داخلہ کی اجازت لے کردے اس پر حضور ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔

(۷) اہل جنت کے بہشت میں داخلہ کے بعد ان کے رفع درجات کی شفاعت (معتزلہ صرف اسی شفاعت کا قائل ہے) ہمارے دور کے معتزلہ وہابی بھی اسی شفاعت کے قائل ہیں۔

(۸) اپنی امت کے اہل کبائر کے لئے شفاعت یہ یوں ہوگا کہ بعض لوگ کبائر کی سزا میں دوزخ میں جائیں گے پھر آپ کی شفاعت سے انہیں بہشت میں داخل ہونا نصیب ہوگا۔ ہم اہل سنت اسی کے قائل ہیں امام سیوطی نے فرمایا کہ شفاعت ثانیہ میں داخل ہونی چاہیے۔ (کنز المدفون للسیوطی صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵)

فائدہ

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اختصار سے کام لے کر آٹھ بتائی ہیں ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس کی اور بھی اقسام ہیں۔

(۹) نیکی و برائی برابر اس کے لئے بہشت میں داخلہ کی شفاعت۔

(۱۰) زائر مزارِ رسول ﷺ۔

(۱۱) بکثرت صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کی شفاعت۔

(۱۲) اہل مدینہ کی شفاعت۔

(۱۳) اذان کے بعد درود وسلام پڑھنے والوں کی شفاعت۔ (مسلم)

(۱۴) سیآت کے بجائے حسنات کی عطا کی شفاعت وغیرہ وغیرہ۔

نجدی محمد بن عبدالوھاب کا انکار

کشف الشبہات صفحہ ۲۱ میں لکھا کہ

وعرفت ان اقرار هم بتوحيد الربوبية لم يدخلهم الا سلام وان قصدهم الملائكة والانبياء يريدون شفاعتهم الى الله بذلک هو الذى اباح دمائهم واموالهم.

تم جانتے ہو کہ ان لوگوں کو صرف اللہ تعالیٰ کو ایک مان لینا ان کو مسلمان نہیں بناتا اور انبیاء واولیاء اور ملائکہ کی شفاعت طلب کرنا اور ان کے وسیلہ سے اللہ کا قرب چاہنا یہی وہ چیز ہے جس نے ان کے قتل کرنے اور مال لوٹنے کو جائز قرار دیا ہے۔

انتباہ

اس قاعدہ پر اس نے حرمین طیبین اور دیگر بلا دو حجاز کے مسلمانوں اور علماء وصلحاء کو نجدی نے خوب قتل کرایا اور ان کے مال کو خوب لوٹا۔ (تفصیل ملاحظہ ہو تاریخ نجد وحجاز مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور)

پاک وھند میں انکارِ شفاعت کا داخلہ

محمد بن عبدالوہاب کے انکارِ شفاعت کے عقیدہ کو ہندو پاک میں اسماعیل نے انگریز کی سرپرستی میں خوب پھیلایا اس کی بھی تصریح ملاحظہ ہو۔ پیغمبر خدا ﷺ کے وقت میں کفار بھی اپنے بتوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کی مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننا اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر وشرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ ومخلوق ہی سمجھتے ہو۔ ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۶)

دلائل اھل سنت

پاک وہند کے علمائے اہل سنت نے اثباتِ شفاعت میں یہ دلائل دیئے ہیں۔

قرآن مجید

(۱) واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنت (پارہ ۲۶، سورۂ محمد)

فائدہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کو حکم فرماتا ہے کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشواؤ اور شفاعت کس چیز کا نام ہے یہ شفاعت نہیں تو اور کیا ہے۔

(۲) ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفر الله واستغفرلهم الرسول لوجد الله تواباً رحيماً. (سورۂ نساء)

اور اگر وہ اپنے نفسوں پر ظلم کریں تو آپ کے پاس آئیں۔

فائدہ

اس حکم کے مطابق ایک اعرابی گناہ کی سفارش کے لئے حضور سرور عالم ﷺ کی مزار شریف پر حاضر ہوا اور اندر سے جواب آیا کہ تیری معافی ہوگئی۔ (تفسیر مدارک ابن کثیر وغیرہما کتب کثیرہ) ایسے واقعات کے لئے فقیر کی کتاب "مدینے کے خزینے" میں ملاحظہ فرمایئے۔

(۳) واذاقيلالهم تعالو ا يستغفرلكم رسول الله لو واره وسهم. (سورۂ منافقون، پارہ ۲۸)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تمہارے لئے رسول بخشش مانگیں تو سر گھماتے ہیں۔

(۴) ولا يتكلمون الا من اذن له الرحمن. (پارہ ۳۰، سورۂ نباء)

اور نہ ہی کلام کرسکیں گے مگر جس کو رحمٰن نے اجازت بخشی۔

(۵) لاتنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن ورضى له قولا. (پارہ ۱۶، سورۂ طہٰ)

اور شفاعت نفع نہ دے گی مگر جس کے لئے رحمٰن نے اذن دیا اور اس کی بات سے راضی ہوا۔

(۶) ولا يشفعون الا لمن ارتضىٰ. (سورۂ الانبیاء، پارہ ۱۷)

اور سفارش نہ کریں گے مگر جس کے لئے اس نے پسند فرمایا۔

(۷) ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له. (السباء، پارہ ۱۶)

اور اس کے ہاں سفارش نفع نہ دے گی مگر جس کے لئے اس نے اجازت بخشی۔

(۸) لايملكون الشفاعة الا من اتخذعندالرحمن عهدا. (سورۂ مریم، پارہ ۱۶)

اورشفاعت کے مالک نہ ہوں گے مگر جس نے رحمٰن سے عہد لے رکھا ہے۔

(۹)ولا یملک الذین یدعون من دونه الشفاعة الا من شهد بالحق وهم یعلمون.

(سورۂ زخرف پارہ ۲۵)

اوروہ جواللہ تعالیٰ کے ماسوا کی پرستش کرتے تھے شفاعت کے مالک نہ ہوں گے مگر جو گواہی دی اوروہ جانتے تھے۔

احادیث مبارکه

حضورﷺ نے فرمایا

اعطیت الشفاعة. (بخاری)

میں شفاعت عطا کیا گیا ہوں۔

(۲)امام ترمذی نے اپنی جامع میں سندِ صحیح کے ساتھ روایت بیان کی ہے

عن انس قال قال رسول اللهﷺ شفاعتی لاهل الکبائر من امتی.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور سرورِ عالمﷺ نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی۔

مقامِ محمود

وہ جگہ ہے جس پر جلوہ فرما ہوکر حضورﷺ شفاعت فرمائیں گے تمام اولین وآخرین تلاشِ شفیع میں سرگرداں ہوں گے۔ جنابِ جلیل القدر انبیاء کرام تک ''اذهبوا الی غیری'' فرمائیں گے مگر صرف اورصرف حضور کی زبان پر ''انا لها'' ہوگا۔ حضورﷺ کی اس عظمت ورفعت اور بزرگی وشان کو دیکھ کر اولین وآخرین حضورﷺ کی ثناء کریں گے اسی لئے اس کو مقامِ محمود کہتے ہیں۔ حدیث ابو ہریرہ میں حضورﷺ نے فرمایا

هو المقام الذی اشفع فیه الامتی. (عینی جلد۲صفحہ۲۴۱)

یہ مقام وہ ہے جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔

فائده

ابن جوزی نے کہا مقامِ محمود سے مراد شفاعت ہے بعض نے کہا کہ عرش پر یا کرسی پر حضورﷺ کا کھڑا ہونا مراد ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مقامِ محمود وہ مقام ہے کہ اولین وآخرین اس وقت حضور کی تعریف کریں گے اورکل عالم پر حضور کے فضل وشرف کا اظہار ہوگا۔

تسال فتعطی فتشفع لیس احد الا تحت لوائک (عینی جلد۲صفحہ۲۴۱)

مانگئے آپ دیئے جائیں گے سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول کی جائیگی سبھی آپ کے جھنڈے تلے ہیں۔

سوال

مقامِ محمود تو حضور نبی پاک ﷺ کو حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کرلیا ہے پھر اس کے لئے دعا کی کیا ضرورت؟

جواب

کسی حاصل شدہ نعمت کے لئے دعا کرنا یا کرانا یہی شانِ عبدیت ہے اور بعض اوقات حاصل شدہ نعت کے دوام کے لئے بھی دعا کرتے ہیں۔علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ کسی دوسرے سے دعا کرانا اور اس کی دعا سے اپنی ضروریات میں استعانت اور صالحین امت سے دعا کرانا جائز ہے۔ (عینی جلد۲صفحہ ۲۴۱)

سوال

شفاعت کا انکار کون کرسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی بھی شفاعت نہیں کرے گا خواہ نبی ہو یا ولی۔

جواب

یہ بھی ایک دھوکہ ہے کیونکہ اذن کے قائل تو اہل سنت بھی ہیں لیکن اذن کی تفسیر میں وہابیہ یوں دھوکہ دیتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جسے اور جب چاہے گا تو شفاعت ہوگی ورنہ کیسی شفاعت۔اہل سنت کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی انبیاء واولیاء کو اذن دے دیا ہے یہاں بھی اسی اذنِ شفاعت کی بناء پر اہل سنت انہیں اپنا شفیع سمجھ کر بارگاہِ حق کا وسیلہ بناتے ہیں جس کا وہابیہ کو انکار ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے اس لئے کہ ان کی دعائیں مستجاب ہونا بھی اسی اذنِ شفاعت کی ایک دلیل ہے اور اللہ والوں سے دعا کرانے کے وہابیہ بھی قائل ہیں۔بہرحال انبیاء واولیاء کو دنیا میں ہی شفاعت کی اجازت مل چکی ہے پھر اس کی کئی قسمیں ہیں مثلاً ''شفاعة بالمحبه و شفاعة بالوجاهة'' وغیرہ وغیرہ۔

ان کی تفصیل اور مزید سوال و جواب آئینگے۔(انشاء اللہ)

باب الضاد المعجمہ نعت ۲۲

نارِ دوزخ کو چمن کردے بہارِ عارض
ظلمت حشر کو دن کردے نہارِ عارض

حل لغات

نارِدوزخ، دوزخ کی آگ۔ بہارِعارض، رخساروں کی بہار۔ظلمت حشر،حشر کی تاریکی۔نہارِعارض،اے خساروں کانور۔

شرح

اے عارض پاکِ مصطفیٰ ﷺ کی بہارو دوزخ کی آپ پر مجھ کوگل وگلزار کردو اوراے عارضِ پاک کے انوارِ پاک حشر کی تاریک راتوں کوروزِ روشن کردو۔

یوسفی رخسار کی جھلک

حسن یوسف علیہ السلام زمانہ بھر میں مشہور ہےاورواقعی یہ ایک حقیقت ہے جن کے حسن کی تاب زنانِ مصر نہ لاسکیں ۔حسن یوسف کی ایک جھلک سے اپنے ہاتھ کاٹ دیئے اس پر قرآن شاہد ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فلما راینہ اکبر نہ وقطعن ایدیھن وقلن حاش للہ ماھذا بشراًط ان ھذا الا ملک کریم.

(سورۂ یوسف)

پس جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا اس کی برائی بولنے لگی اوراپنے ہاتھ کاٹ دیئے اور بولیں اللہ کو پاکی ہے یہ تو جن وبشر سے نہیں یہ تو ہیں مگر کوئی معزز فرشتہ۔

احادیث مبارکہ

مروی ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام گلی کوچوں سے گزر جاتے تو آپ کے چہرۂ اقدس سے سورج کی طرح نور چمکتا ہوانظر آتا تھا۔(روح البیان پارہ ۱۲ تحت آیۃ ہذا)

فائدہ

گویا آپ کی بشریت میں حسی نور کا ظہور ہوتا تھا۔

محبوبِ مدنی ﷺ اور یوسف مصری علیہ السلام

(۱) صاحب وسیط نے اپنی سند کے ساتھ روایت کی حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضر ہو کر عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ اے حبیب یوسف کا نور کرسی اور آپ کا نور عرشِ معلیٰ سے بنایا لیکن آپ سا حسین ترین کوئی نہیں۔

(۲) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی خوبصورت اور خوش آواز ہوتا ہے میں تمام انبیاء علیہم السلام سے حسن و آواز میں اعلیٰ و اکمل ہوں۔

فیصلہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

لوائم زلیخا لو راین جبینه

لاثرن قطع القلوب علی الید

زلیخا کی ملامت گر عورتیں میرے حبیب نبی کریم ﷺ کی صرف پیشانی دیکھ لیتیں تو ہاتھ کاٹنے کے بجائے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتیں۔

خود یوسف خریدارِ محمد ﷺ

سید المرسلین ﷺ کو وہ حسن و جمال عطا ہوا کہ جس کے دیکھنے کے لئے خود حضرت یوسف علیہ السلام بے تاب ہو گئے اور جمالِ نبوی ﷺ کے نظارے کی تمنا ان کے قلب میں مچلنے لگی گویا حسن یوسف پر زنانِ مصر فریفتہ ہو گئیں اور حسن محمدی پر حضرت یوسف علیہ السلام فریفتہ ہو گئے۔

لم یوت یوسف الا شطر الحسن او اوتی نبینا ﷺ جمیعه. (خصائص جلد ۲، صفحہ ۱۸۲)

حضرت یوسف کو حسن کا ایک حصہ ملا تھا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کو پورا حسن دیا گیا تھا۔

فائدہ

معلوم ہوا کہ جمالِ یوسفی جس پر زنانِ مصر شیدا تھیں وہ حضور کے حسن کا ایک حصہ بلکہ ایک کرشمہ تھا۔ الاشطر الحسن کا مطلب یہی ہے کہ جمالِ محمدی کا ایک پرتو عالم پر چمکا اور اسی سے ایک حصہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ملا اور باقی سارے جہان میں تقسیم ہوا۔ شمس و قمر اور زہرہ و مشتری میں وہی نور درخشاں ہے اور زمین و آسمان اور عرش و کرسی میں وہی نور تاباں

ہے عرش پر اسی کی چمک ہے، فرش پر اسی کی جھلک ہے، جنت میں اسی کی مہک ہے، سینہ عشاق میں اسی کی کھٹک ہے، مستوں کو اسی کی لٹک ہے، زبانوں پر اسی کی چہک ہے، ہر جامِ عشق میں اسی کی جھلک ہے، ہر حسن میں اسی کا نمک ہے یعنی

یك چراغ اس دریں خانه که از پرتوآن

هر کجا مے نگری انجمنے ساخته اند

نکتہ

زنانِ مصر نے حسن یوسفی کے نظارے کی تمنا کی اور دیکھ لیا مگر حسن نبوی کو دیکھنے کی کس میں تاب ہے۔ صانع کمال نے یہ جمال اپنے دیکھنے کو بنایا ہے اور اپنی محبوبیت کے لئے اسے پسند فرمایا ہے

واہ کیا حسن ہے اے سید ابرار تمہارا

اللہ بھی ہے طالب دیدار تمہارا

پھر کس میں مجال ہے کہ حضور کے جمال جہاں آراء کے نظارے اور آپ کے حسن کی حقیقت و ماہیت کو سمجھے۔ قادرِ مطلق نے اپنے محبوب کے چہرۂ انور پر ستر ہزار پردے ہیبت و جلال و رحمت و جمال کے ڈالے رکھے ہیں بچشم عالم نظارہ جمالِ مصطفویہ سے دور و مجہور ہے اور عقولِ بشریہ اس کے ادراک سے قاصر ہے۔ اگر جمالِ نبوی سے ایک پردہ اُٹھالیا جائے تو عالم کی کیا مجال جو اس کی تجلیات و انوار کی تاب لا سکے۔ ایک جھلک میں کائنات جل کر خاکستر ہو جائے

ایک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو

تو اگر جلوہ کرے کون تماشائی ہو

احادیث مبارکہ

(۱) صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جبریل حضور کی خدمت میں وجیہہ کلبی کی شکل میں حاضر ہوئے سیدنا ابن عباس نے ایک بار جبریل کو ان کی اصلی شکل میں دیکھ لیا تھا۔ اس وقت تو شرفِ نبوی کے باعث انہیں کچھ نہ ہوا مگر آخری عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی۔

(۲) تفسیر جلالین زیر آیت "قالو الو لا انزل علیه ملک" کی تفسیر میں ہے کہ

لاطاقة للبشر علی روية الملک

بشر میں یہ طاقت نہیں کہ وہ فرشتے کو دیکھ سکے۔

(۳) ابن سعد و بیہقی حضرت عمار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حمزہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں حضرت جبریل کو

دیکھنا چاہتا ہوں حضورﷺ نے فرمایا

انک لن تستطیع ان تراہ .

حمزہ تم میں جبریل کو دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

لیکن حضرت حمزہ نے اصرار کیا فرمایا اچھا دیکھو ابھی حضرت حمزہ نے جبریل کے صرف پاؤں دیکھے تھے کہ

فخر مغشیاً علیہ . (خصائص جلد۲ صفحہ ۲۵)

بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

(۴) حدیث صحیح میں حضورﷺ نے فرمایا کہ اگر بہشتی حور کا کنگن دنیا میں ظاہر ہو جائے تو اس کی روشنی آفتاب کے نور کو ایسے مٹا دے جیسے سورج کی روشنی تاروں کو چھپا دیتی ہے۔

فائدہ

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ جبریل اور بہشتی حور کے کنگن کو کوئی شخص نہیں دیکھ سکتا تو جمالِ محمدی جوان سے بھی زیادہ لطیف ہے اس کے نظارہ اور اسے دیکھنے کی کس کی تاب ہے۔

کیا منہ ہے آئینہ کا تیری تاب لا سکے
خورشید پہلے آنکھ کو تجھ سے ملا سکے

نتیجہ

یوسف علیہ السلام سے لے کر حورانِ بہشت تک کے حسن کی داستان فقیر نے اجمالاً اس لئے عرض کر دی ہے کہ یہ حسن و جمال اس ہستی بے مثال کے آگے ایک ذرہ بے مقدار ہے۔ پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ حق بجانب ہیں جبکہ فرمایا کہ

ظلمت حشر کو دن کر دے بہارِ عارض

جمالِ باکمال

(۱) ربیع بنت معوذ سے پوچھا گیا آنحضرتﷺ کیسے تھے؟ کہنے لگے اگر تم حضورﷺ کو دیکھ لیتے تو یوں سمجھتے کہ اُٹھتا ہوا سورج دیکھ رہو ہو۔ (دارمی)

(۲) سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سب سے زیادہ نیک دل سب سے زیادہ راست گو سب سے زیادہ نرم مزاج سب سے زیادہ خوش خلق تھے۔ پہلی نظر میں ہر کوئی آپ کی ہیبت سے مرعوب ہو جاتا تھا لیکن کچھ دیر حاضری کے بعد محبت کرنا لگتا تھا میں نے آپ سے پہلے اور بعد کسی کو بھی حضور سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ (شمائل ترمذی)

(۳) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور سرورِ عالم ﷺ کو دیکھ رہا تھا آپ اس وقت سرخ کپڑا زیب تن کئے ہوئے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی آپ کو بالآخر میں اس فیصلہ پر پہنچا کہ حضور ﷺ چاند سے کہیں زیادہ خوبصورت ہیں۔ (مشکوٰۃ باب صفۃ النبی، ترمذی، دارمی)

(۴) ہند بن ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ بہت شاندار تھے چہرہ اس طرح چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند۔ (شمائل ترمذی)

(۵) حضرت براء بن عازب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام آدمیوں سے حسین تھے میں نے ایک مرتبہ حضور ﷺ کو سرخ کپڑے زیب تن کئے دیکھا اور نہیں کہہ سکتا کہ آپ سے زیادہ کبھی کسی زلفوں والے کو خوبصورت دیکھا ہو آپ کے شانوں تک بالوں لٹکتے تھے۔ (صحیحین)

(۶) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک لمبے قصیدے میں حضور ﷺ کے جمالِ اقدس کو یوں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

واحسن منک لم ترقط عینی

واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبراء من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاء

آپ سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت فرزند کسی عورت کے بطن سے پیدا نہیں ہوا۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے گویا آپ کی تخلیق آپ کی منشاء کے مطابق ہوئی۔

چہرہ مبارک

(۱) آپ کا روئے مبارک نہایت خوبصورت اور پر رونق تھا بہت پر گوشت اور بالکل گول نہ تھا بلکہ کسی قدر بیضوی تھا۔

(۲) حضرت براء بن عازب سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح لمبا اور چمکیلا تھا۔ کہنے لگے نہیں بلکہ چاند کی طرح منور اور خوبصورت ہے۔ (مسلم)

(۳) ہند بن ابی ہالہ کا بیان ہے

مدور الوجہ کانہ قطعہ قمر۔ (ترمذی)

چہرہ مبارک گول تھا جیسے چاند کا ٹکڑا

(۴)سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کا چہرۂ مبارک ایسا تھا گویا چاند کا ٹکڑا۔(خصائص)

(۵)حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیان ہے کہ حضور کا چہرہ بالکل گول نہیں تھا بلکہ گولائی لئے ہوئے تھا۔(خصائص)

(۶)حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور کی پیشانی کشادہ ابرو خمدار باریک اور گنجان تھے (دونوں جداجدا) دونوں کے درمیان ایک رگ کا ابھار تھا جو غصہ آنے پر نمایاں ہوجاتا۔(شمائل ترمذی)

(۷)حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کی پیشانی سے مسرت جھلکتی تھی۔(صحیحین)

رنگت

(۱)رسولِ کریم ﷺ کا رنگ اتنا گورا تھا گویا کہ چاندی سے ڈھالے گئے تھے۔

(۲)حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی رنگت میں نہ چونے کی سفیدی تھی نہ ہی سانولا پن بلکہ گندم گوں جس میں سفیدی غالب تھی۔(شمائل ترمذی)

(۳)حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کی رنگت سفید سرخی مائل تھی۔ ابوالطفیل کا بیان ہے کہ سفید مگر ملاحت دار حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور کی رنگت سفید چمکدار تھی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رنگت ایسی گویا چاندی سے بدن ڈھلا ہوا۔(شمائل ترمذی)

رخسار

(۱)آپ کے رخسار ستوان اور باریک تھے اور بالوں سے صاف تھے طبع مبارک پر کوئی چیز اگر گراں گزرتی تو سرخ ہوجاتے۔

(۲)ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کے رخسار مبارک اور ہلکے تھے اور نیچے کو ذرا گوشت ڈھکا ہوا تھا۔(شمائل ترمذی)

دھن مبارک

حضرت جابر بن سمرہ اور ہند بن ابی ہالہ کے بیان کے مطابق آپ کا دہانہ لطافت کے ساتھ کشادہ اور اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔(شمائل ترمذی)

دندانِ مبارک

حضور پرنور ﷺ کے دندانِ مبارک خوب سفید سچے موتی کی طرح تاباں اوپر نیچے چڑھے نہ تھے ترتیب سے دو صفیں

قائم تھیں سامنے کے دانتوں میں ہلکی سی درز تھی ۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پر نورﷺ کے دانت مبارک نہایت ہی چمکیلے تھے منہ کھولتے تھے تو دانتوں میں سے ایک نور نکلتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

آنکھیں

نبی کریمﷺ کی آنکھیں بڑی بڑی سرمگیں تھیں ۔ پتلی خوب سیاہ سفیدی میں لال ڈورے پڑے ہوئے تھے آنکھوں کے شگاف کشادہ دونوں طرف کے گوشے سرخ اور پلکیں کالی اور لمبی لمبی تھیں ۔حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ اگر تم حضورﷺ کو دیکھتے تو سمجھتے آنکھوں میں سرمہ لگا ہے حالانکہ سرمہ نہ لگا ہوتا تھا۔(ترمذی)

گوشۂ چشم سے نظریں نیچی کر کے دیکھنے کا عجیب حیادارانہ انداز تھا۔

ناک

آپ کی ناک ستواں اور ایسی تھی کہ پہلی نظر میں بلند کھڑی ہوئی معلوم ہوتی تھی مگر دراصل نہایت ہی خوبصورت اور چہرے کے مناسب تھی ۔ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ حضور کی ناک بلندی مائل اس پر نورانی چمک جس کی وجہ سے پہلی نظر میں بڑی معلوم ہوتی تھی ۔(شمائل ترمذی)

ریش مبارک

ریش مقدس خوب گھنی اور بھاری تھی کنپٹیوں سے حلق تک پھیلی ہوئی تھی اس اطراف سے بڑھتے ہوئے بال تراش دیا کرتے تھے۔پوری داڑھی سیاہ تھی بڑھاپے میں بھی صرف تھوڑی کے اوپر چند بال سفید دکھائی دیتے تھے۔ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ کے بھر پور اور گنجان بال تھے۔

گردن

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کی گردن چاندنی کی بنی ہوئی معلوم ہوتی تھی ۔(ابن سعد)

ہند بن ابی ہالہ کا کہنا ہے کہ حضور کی گردن ایسی صاف اور خوبصورت تھی گویا چاندی سے کاٹ کر بنائی گئی ہے۔(شمائل ترمذی)

سر اور بال

آپ کا سر مبارک بڑا تھا بال بہت گھنے تھے اور خوب سیاہ تھے جو کانوں کی لو تک لمبے رہتے تھے جب زیادہ بڑھ جاتے تھے اور کندھوں تک آجاتے تھے تو تراش کر کم کر دیئے جاتے تھے۔

بال نہ بہت پیچیدہ اور گھونگریالے تھے نہ ہی بالکل سیدھے اور کھڑے تھے ہلکی ہلکی لہریں ان پر پڑی ہوئی معلوم ہوتی

تھیں۔آخر عمر تک تھوڑے ہی سے بال کنپٹیوں پر اور سر میں سفید ہوئے تھے۔تیل لگاتے تو دکھائی نہ دیتے ورنہ نظر آتے تھے ۔بدل پر بال نہ تھے صرف ایک باریک سیاہ لکیر بالوں کی سینہ سے ناف تک کھینچی ہوئی تھی اور کلائیوں، پنڈلیوں، مونڈوں اور سینہ کی بلندیوں پر روئیں پھیلے ہوئے تھے۔

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا سر مبارک بڑا مگر اعتدال اور مناسبت کے ساتھ تھا۔ آپ کے سر کے بالوں میں درمیان سے نکلی ہوئی مانگ نمایاں تھی، بدن پر بال زیادہ نہ تھے، کندھوں، بازوؤں اور سینہ کے بالائی حصہ پر تھوڑے سے بال تھے۔(شمائل ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے بال قدرے خمدار تھے۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ہلکا خم لئے ہوئے تھے۔حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں وہ نہ بالکل سیدھے تنے ہوئے اور نہ ہی زیادہ خمدار تھے۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ گنجان تھے اور کبھی کبھی کانوں کی لو تک لمبے اور کبھی شانوں تک ہوتے تھے۔(صحیحین)

جسم

آپ کا جسم مبارک بہت زیادہ بھرا ہوا لیکن بھدا نہ تھا بلکہ گداز سڈول مضبوط معتدل اور گھٹا ہوا تھا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کا بدن موٹا نہیں تھا۔حضرت ہند بن ابی ہالہ کا کہنا ہے کہ آپ کا بدن گھٹا ہوا تھا اور اعضاء کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی اور مضبوط تھیں ۔ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی بہادر اور زور آور نہیں دیکھا۔(شمائل ترمذی)

المواہب جلد۲ صفحہ ۳۱۰ میں ہے کہ دنیوی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہونے والے لوگوں سے حضور سرورِ انبیا ﷺ کا جسم باوجود فقر و فاقہ کے زیادہ تر و تازہ اور توانا تھا عمرہ کرتے وقت آپ نے ۶۳ اونٹ خود نحر کئے۔

قد

آپ کا قد مبارک نہ بہت زیادہ لمبا تھا اور نہ ہی بالکل چھوٹا میانہ قدوں سے کچھ نکلتا ہوا تھا لیکن لمبے آدمیوں کے ہجوم میں بھی نمایاں نظر آتے تھے۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کا قد نہ زیادہ لمبا تھا نہ پست۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کا قد مائل بہ درازی تھا۔مجمع میں ہوں تو دوسروں سے قد نکلتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔(شمائل)

پیٹ

آپ کے پیٹ اور سینہ مبارک کی سطح میں پورا تناسب قائم تھا۔ام بلال کہتی ہیں کہ جب بھی میری نظر شکم مبارک پر پڑی تو تہہ در تہہ کاغذوں کی گڈی ضرور یاد آئی ۔(ابن سعد) اور پیٹ باہر کو نکلا ہوا نہ تھا۔

سینہ اور کندھے

آپ کا سینہ کشادہ تھا کندھے پر گوشت اور چوڑے تھے ۔ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا سینہ چوڑا تھا سینہ اور پیٹ برابر تھے اور کندھوں کا درمیانی فاصلہ عام پیمانے سے زیادہ تھا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے کندھوں کا درمیانی حصہ پر گوشت تھا۔(شمائل ترمذی)

بازو اور ہاتھ

آپ کے ہاتھ مبارک لمبے لمبے تھے اور انگلیاں دراز تھیں ہتھیلیاں فراخ اور پر گوشت تھیں اور انگلیاں موزوں حد تک لمبی تھیں ۔حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کوئی دیباج یا ریشم آپ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں دیکھا۔

قدم

آپ کے پاؤں مبارک لمبے گداز اور بھرے ہوئے تھے۔ہتھیلیاں چوڑی اور گوشت سے بھری ہوئی تھیں ۔انگلیاں موٹی اور تلوے صاف ستھرے تھے جو بیچ سے اٹھے ہوئے تھے پاؤں میں انگوٹھے کے بعد کی انگلی باقی انگلیوں سے بڑی تھی ایڑیاں پتلی پتلی اور خوبصورت تھی۔

حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ آپ کی پنڈلیاں پر گوشت نہ تھیں ۔حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کی ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت تھے تلوے گہرے اور قدم اتنے چکنے کہ پانی نہ ٹھہرے۔(شمائل ترمذی)

یوں تو حضور نبی کریم ﷺ کے خدام نے آپ کی شخصیت کو کم سے کم الفاظ میں پیش کیا ہے جو تصویر ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھینچی ہے اس کا جواب نہیں ۔یہ وہی بدوی خاتون ہے جس کے خیمے میں حضور ﷺ نے سفر ہجرت کے درمیان دم لیا تھا۔وہ حضور ﷺ کے نامِ نامی سے ناواقف تھی اس لئے اپنے شوہر سے حضور کا سراپا یوں بیان کرنے لگی ''میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جو صاف ستھرا تھا حسن اس کا پرجلوہ گر تھا چہرہ روشن تھا جسم خوبصورت تھا۔نہ تو ندا سے بدنما بنا رہا تھا نہ ہی شانوں پر ننھا سا سر اسے حقیر کر رہا تھا۔وہ نہایت ہی حسین و جمیل تھا آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ ابرو خمیدہ آواز میں اثر گردن میں درازی، داڑھی گھنی بھنویں لمبی پتلی جڑی ہوئی، جب چپ ہوتا تو باوقار معلوم ہوتا، جب بولتا تو شاندار بن جاتا، دور سے دیکھو تو سب سے زیادہ دلفریب اور شیریں، میٹھی بات چیت، نپے تلے بول بولنے والا، نہ بالکل کم سخن نہ ہی بہت باتونی گفتگو ایسی جیسے ہار میں موتی پرو دیئے ہوئے، میانہ قد نہ بہت لمبا نہ اتنا چھوٹا کہ نگاہ میں حقیر ہو جائے۔دو شاخوں کے

بیچ میں ایک شاخ مگروہ باقی دونوں سے تروتازہ اورنظر فریب اس کے روبرو حاضر اگر بولتا تو غور سے سنتے حکم دیتا توتعمیل کے لئے دوڑ پڑتے بہت سنجیدہ اور ہنس مکھ ترش رواور سخت گیرنہیں ۔'' (خصائص، زادالعاد جلد ا صفحہ ۳۰۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ہے کہ حضور اکرم ﷺ سب سے زیادہ حسین چہرے والے تھے۔ سب سے زیادہ روشن رنگ والے تھے۔ جب کبھی کسی نے حضور پرنور ﷺ کا حلیہ بیان کرنا چاہا تو رخِ انور کو بدرِ منیر سے ضرور تشبیہ دی چہرے پر پسینہ کی بوندیں سچے موتیوں کی طرح چمکتی تھیں اور پسینہ مشک خالص سے بھی زیادہ مہک رکھتا تھا۔ (خصائص)

خود حضور ﷺ کو بھی اپنے حسن کا پورا پورا احساس تھا اور اس نعمت پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آئینہ دیکھتے تو فرماتے

الحمدلله الذی حسن خلقي و ماخلقي

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے میری صورت اور میری سیرت دونوں اچھے بنائے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو رسول اللہ ﷺ سے اتنی محبت تھی کہ بیان میں نہیں آسکتی اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ جب حضور ﷺ نے سفرِ آخرت اختیار کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عجیب حالت ہوگئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اگر چہ بہت ہی ضبط سے کام لیا مگر صدمہ سے اندر ہی اندر گھلتے رہے اور تین برس کے اندر ہی رحلت فرما گئے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں چلنے پھرنے کی طاقت باقی نہیں رہتی تھی برابر بیٹھے رہتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن انیس کا یہ حال ہوا کہ گھلتے اور دبلے ہوتے چلے گئے اور اسی رنج میں فوت ہو گئے۔ (المواہب)

صرف انسان ہی نہیں حیوان بھی اپنے طبعی شعور سے متاثر ہوئے نہ رہ سکے حضور سرورِ عالم ﷺ کی سواری کا گدھا بھی اسی غم میں مر گیا اونٹنی نے دانہ اور چارہ چھوڑ دیا یہاں تک کہ مر گیا۔ (المواہب)

اللہ عزوجل نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو اپنی ذات وصفات کا مظہر اتم حقیقت ومعرفت کے تمام ظاہری و باطنی کمالات کا مخزن روحانیت کے تمام محاسن واوصاف کا معدن بنایا تھا اور آپ کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا جسے دیکھ کر نظریں خیرہ ہوگئیں اور جس کا مشاہدہ کرکے زبان کو عالم حیرت میں یہ کہنا پڑا کہ ایسا حسین وجمیل تو ان سے قبل دیکھا گیا اور نہ ہی ان کے بعد ﷺ

امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسن طلب

انسان کے لئے صرف یہی دو ہی سخت ترین مقام ہیں۔ (۱) دوزخ (۲) میدانِ حشر

اوراس کی انتہائی خوشی کی بھی دو چیزیں ہیں۔

(۱)دوزخ کا منظر باغِ جنت بن جائے۔

(۲)میدانِ حشر کی تاریکیاں نورعلیٰ نور ہو جائیں۔

امام احمد رضا قدس سرہ کے حسن طلب کا کمال ملاحظہ ہو کہ دونوں امور کی تکمیل صرف ایک ہی آرزو میں بتادی وہ یہ کہ آپ ﷺ کے دیدار سے دوزخ باغِ ارم ہو جائے گا اور ظلمات میدانِ حشر نور علےٰ نور ہو جائیں گے اور یہی حقیقت ہے کہ دیدارِ محبوب سب سے بڑھ کر ہے اس کے حصول پر تمام دکھ درد سرور وفرحت بن جاتے ہیں۔

نکتہ

دیدارِ حبیب خدا ﷺ تو بڑا معظم امر ہے یہاں تو ان کے غلاموں کے لئے دوزخ کا یہ حال ہوگا کہ جب وہ پلصراط سے گزریں گے تو دوزخ بولے گی

جزیا مومن فان نار عشقک تطفی ناری

اے مومن جلدی سے گزر تیرے عشق کی آگ نے میری آگ پر پانی پھیر دیا ہے۔

سیدنا جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دوزخ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی

لولم اطعک ھدکنت تعذبنی بشئی اشد منی قال نعم اسلط علیک ناری الکبری قالت وھل نار اعظم منی نار محبتی اسکنھا قلوب المؤمنین. (روح البیان پارہ ۱۲، از فتح القریب)

اگر میں تیری اطاعت نہ کروں تو کیا تو مجھے مجھ سے زیادہ کس سے عذاب کرے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں وہ ہے نارِ محبت جسے میں نے اہل ایمان کے قلوب میں ٹھہرایا ہوا ہے۔

سچ ہے

العشق نار یحرق ماسوی اللہ

عشق کی آگ جو ماسوا اللہ کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہے۔

میں تو کیا چیز ہوں خود صاحب قرآن کو شہا
لاکھ مصحف سے پسند آئی بہارِ عارض

شرح

اے شاہ عرب ﷺ میری کیا حقیقت ہے میں کس گنتی میں ہوں اگر مجھے آپ پسند ہو گئے تو خود صاحب قرآن

خداوند جل شانہ کو قرآن کی طرح ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش بروایات مختلفہ انبیاء کرام علیہم السلام کے چہروں میں سے صرف عارض پاک ﷺ کی بہار زیادہ پسند آئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف آپ کے چہرۂ اقدس کی قسم یاد فرمائی ہے۔قال تعالیٰ

والضحیٰ والليل اذاسجی. (پارہ ۳۰)

قسم ہے چاشت کی اور رات کی جب پردہ ڈالے۔

فائدہ

بعض مفسرین نے فرمایا کہ چاشت اشارہ ہے نورِ مصطفی ﷺ کی طرف اور شب کنایہ ہے آپ کے گیسوئے عنبرین سے۔(روح البیان)

حضرت عارف جامی قدس سرہ نے فرمایا کہ

رخش والضحیٰ گشت نازل

چوں واللیل شد زلف دخالِ محمد ﷺ

اور فرمایا

دوزلف عنبر ینش راکه اوللیل یغشی

امام احمد رضا فاضل بریلوی نے وہی فرمایا جو حضرت امیر خسرو نے فرمایا

نه تنها هست خسرو نعت خوانش

خدائے ماثنا خوانِ محمد ﷺ

امیر خسرو اکیلا اس کا نعت خواں نہیں ہے ہمارا خدا بھی ثنا خوانِ محمد ﷺ ہے۔

ذات ہوئی انتخاب

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

ان الله نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد ﷺ خير قلوب العباد فاسطفاه نفسه

بے شک اللہ تعالیٰ نے بندوں کے قلوب کی طرف توجہ فرمائی تو حضور ﷺ کے قلب انور کو سب سے افضل پایا تو اسے اپنے لئے منتخب فرمایا۔

قرآنِ مجید

قد نری تقلب وجھک فی السماء (پارہ۲)

بے شک ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔

شانِ نزول

سید عالم ﷺ کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسند تھا حضور سرورِ انبیا ﷺ اس امید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی آپ نماز ہی میں کعبہ کی طرف پھر گئے اور مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ اسی طرف رخ کیا۔

فائدہ

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی رضا منظور ہے اور آپ ہی کی خاطر کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔

استدلال

اللہ تعالیٰ تو ہر آن ہر لحظہ ہر شے کو دیکھتا ہے اگر اس کی نظر عنایت لمحہ بھر بھی ہٹ جائے تو کائنات درہم برہم ہو جائے لیکن آیت میں محبوب ﷺ کو دیکھنے میں یہی اشارہ ہے کہ اللہ کو پسند آئی بہارِ عارض۔

(۲) الذی یراک حین تقویم وتقلبک فی الساجدین (سورۃ الشعراء)

جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو میں دیکھتا رہتا ہوں۔

نماز کے لئے دعا کے لئے یا ہر اس مقام پر جہاں تم ہو جب تم اپنے تہجد پڑھنے والے اصحاب کے احوال ملاحظہ فرمانے کے لئے شب کو دورہ کرتے ہو۔ بعض مفسرین نے کہا کہ معنی یہ ہے کہ جب تم کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے ہو اور قیام ورکوع وسجود وقعود میں گزرتے ہو۔ بعض مفسرین نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ وہ آپ کی گردشِ چشم کو دیکھتا ہے نمازوں میں کیونکہ نبی کریم ﷺ پس و پیش یکساں ملاحظہ فرماتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ بخدا مجھ پر تمہارا خشوع وخضوع مخفی نہیں میں تمہیں اپنے پس پشت دیکھتا ہوں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں ساجدین سے مومنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ و آمنہ خاتون تک مومنین کی اصلاب ارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباء واجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مومنین ہیں۔ (مدارک وجمل وغیرہ، خزائن العرفان)

احادیث مبارکہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دیکھا تو کہہ اُٹھے

(۱) حضرت ہمدان کہتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے کہا کہ حضور کو کس چیز کے ساتھ تشبیہ دو تو میں نے کہا

كالقمر ليلة البدر لم ازى قبله ولا بعده. (حجۃ اللہ صفحہ ٦٧٩)

حضور کا چہرہ چودھویں کا چاند تھا میں نے آپ سا حسین کوئی نہیں دیکھا۔

(٢) حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ پر مسرت اور خوشی کے آثار ظاہر ہوتے تو چہرۂ اقدس ایسا چمکدار ہو جاتا

كانه قطعة قمر

گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔

(٣) حضرت براء بن عازب سے کسی نے پوچھا کیا چہرۂ اقدس لمبا تھا تو حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

لا بد مثل القمر و الشمس مستديرا. (مسلم شریف)

نہیں چاند اور سورج کی طرح گول تھا۔

(٤) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ان بنيكم صبيح الوجه الكريم الحسيب حسن الصوت. (خصائص جلد ۱ صفحہ ٧٦)

تمہارے نبی ﷺ نمکین حسن اعلےٰ نسب اچھی آواز والے ہیں۔

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
حسین ولیح دل آرا ہمارا نبی

ازالہ وہم

یہ چاند اور سورج سے تشبیہ صرف تشبیہ ہی تھی حقیقت میں چہرہ انور چاند سے زیادہ روشن تھا چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ چودھویں کا چاند اپنی پوری چمک دمک کے ساتھ نکلا ہوا تھا اور مدنی تاجدار دو عالم کے سردار سرخ رنگ کا دھاری دار حلہ مبارک زیب تن کئے تشریف فرما تھے تو میں نے مقابلہ کے لئے ایک نظر آسمانی چاند پر ڈالی اور ایک نظر مدنی چاند پر اور مواز نہ کیا کہ کون زیادہ خوبصورت ہے۔

فاذاهو احسن عندی من القمر

تو مجھے یقین ہو گیا کہ مدنی چاند آسمانی سے زیادہ خوبصورت ہے۔

آسمانی چاند میں میل تھا اور محبوبِ کبریا ﷺ کا چہرہ مبارک میل سے پاک تھا۔

رخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

شب زلف یا مشک حنا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حقیقت یہ ہی ہے کہ چہرۂ اقدس کی تعریف وتوصیف کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔صحابہ کرام حیران ہیں کہ چہرۂ اقدس کے حسن وجمال وخوبی وکمال کو کن لفظوں سے بیان کریں۔آخران کی نظر چاند سورج پر پڑتی ہے کہ لوگوں کے نزدیک چاند سے زیادہ کوئی دوسری چیز روشن نہیں اس لئے وہ حسن نبوی کو چاند سے تشبیہ دے کر فرمادیتے ہیں ورنہ

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں اُن کے چہرے کو
میں ان کے نقش پا پر چاند کو قربان کرتا ہوں

یہی وجہ ہے کہ حضرت مولائے کائنات علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم حضورﷺ کے سر مبارک سے لے کر پائے اقدس تک اعضائے کریمہ کی صفت بیان کرتے ہوئے عاجز آجاتے ہیں تو حضور کو کسی چیز سے تشبیہ نہیں دیتے کیونکہ

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے
اس کے منہ پر چھائیاں حضرت کا چہرہ صاف ہے

اس لئے فرماتے ہیں

لم اری قبلہ ولا بعدہ مثلہﷺ

کہ میں نے حضورﷺ سے قبل اور آپ کے بعد آپ جیسا حسین نہیں دیکھا۔

حسن ہے بے مثل صورتِ لاجواب
میں فدا تم پر آپ ہو اپنا جواب

جیسے قرآن ہے ورد اس گلِ محبوبی کا
یونہی قرآن کا وظیفہ ہے وقارِ عارض

شرح

اس محبوبیت کے پھول سرورِ کائنات محبوب موجوداتﷺ کا وظیفہ جس طرح اللہ کا کلام قرآن مجید ہے اسی طرح اس محبوب کے رخسارِ منورہ کی تمکنت کا وظیفہ خود کلام اللہ ہے یعنی عظمت ووقار چہرۂ انورﷺ کے بارے میں خود قرآن مجید جگہ جگہ ناطق ہے۔

قرآن قصیدۂ نبی آخرالزمان

علماء فرماتے ہیں کہ قرآن از اول تا آخر نعت رسالت مآب ﷺ ہے۔ حضرت علامہ مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی تصنیف شانِ حبیب الرحمٰن کے مقدمہ میں لکھتے ہیں

"حقیقت یہ ہے کہ اگر قرآن مجید کو نظر ایمانی سے دیکھا جائے تو اس میں اول سے آخر تک نعت سرورِ کائنات ﷺ معلوم ہوتی ہے۔ حمد الٰہی ہو یا بیانِ عقائد گذشتہ انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے واقعات ہوں یا احکام غرض قرآنِ کریم کا ہر موضوع اپنے لانے والے محبوب ﷺ کے محامد اور اوصاف کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے مثال کے طور پر سورۂ اخلاص قل ھو اللہ احد کو لیجئے کہ اس میں خدائے قدوس کی صفات کا ذکر ہے اور سورۂ لہب کو دیکھئے تبت یدابی لھب و تب کہ اس میں بظاہر ابولہب کافر اور اس کی بیوی کا تذکرہ ہے از اول تا آخر۔ مگر جب غور کرو تو یہ دونوں سورتیں اپنے محبوب ﷺ کی نعت پاک سے بھری ہوئی ہیں۔ قل ھو اللہ میں ارشاد ہے کہ اے محبوب تم کہہ دو کہ اللہ ایک ہے وہی بھروسہ کے لائق ہے نہ وہ کسی کی اولاد نہ ہی اس کی کوئی اولاد وغیرہ وغیرہ مگر ایک کلمہ "قل" نے (یعنی محبوب تم کہہ دو) اس سورت میں نعت کو شامل کر دیا کیونکہ مرضی الٰہی یہ ہے کہ اے محبوب ﷺ کلام تو ہمارا ہو اور زبان تمہاری

قل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے ترے سنی
اتنی ہے گفتگو تری اللہ کو پسند

ہماری صفات کو تم دنیا کو بتاؤ اور فرماؤ "اللہ احد" اور تمہاری صفات ہم ارشاد فرماتے ہیں کہ "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار" یعنی "لاالہ الا اللہ" تم کہلواؤ اور "محمد رسول اللہ" ہم کہلواتے ہیں یعنی ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے منہ سے اپنے الفاظ سنیں اور تم سناؤ "اللہ احد" تشبیہ یوں ہی سمجھ لو کہ محبوب فرزند سے باتیں سنتے ہیں چونکہ اس کی زبان کے لفظ میٹھے اور پیارے معلوم ہوتے ہیں اس لئے بار بار کہلوا کر سنتے ہیں رب نے اپنے محبوب سے قرآن پڑھا کر سنا ورنہ میثاق کے دن سب سے پہلے توحید کا اقرار حضور نبی کریم ﷺ نے کیا تھا یا "قل" یہ مقصود ہے کہ اے محبوب لوگوں سے کہہ دو "اللہ احد" اگر کوئی مسلمان آپ کی غلامی کے بغیر ہماری صفات کو جانیں ہرگز عارف یا موحد نہیں جب تک کہ آپ کی بتائی ہوئی توحید آپ کے دامن پاک سے لپٹ کر نہ مانے اس لئے کلمہ طیبہ کا نام تو ہے کلمہ توحید مگر اس میں اللہ کے ذکر کے ساتھ "محمد رسول اللہ" کہ جزو اول میں توحید اور جزو دوم میں توحید سکھانے والے کا اسم مبارک آ جائے کہ توحید صحیح بغیر رسالت کی دستگیری سے حاصل نہیں ہوتی ﷺ

"تبت یدا ابی لھب" میں بھی نعت شامل ہے "قل ھو اللہ احد" میں تو "قل" فرمانے سے نعت کی شان نظر

آئی اور یہاں "قُل نہ" فرمانے سے کیونکہ ایک بار ابولہب ابن عبدالمطلب نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں عرض کیا" تبا لک" آپ تباہ ہو جائیں پروردگارِ عالم نے اس کلمہ ملعونہ کا بدلہ اور انتقام لیتے ہوئے خود فرمایا کہ "تبت یدا ابی لھب وتب" کہ ابولہب ہلاک ہو جائے اور وہ ہلاک ہو بھی گیا یعنی اے محبوب ﷺ اس کا جواب آپ نہ دیں ہم خود جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں اب اس سے جہانِ ابولہب کی گمراہی ہلاکت وغیرہ کا ذکر ہوا ساتھ ہی آقائے دو جہان ﷺ کی عزت وعظمت بارگاہ الٰہیہ میں معلوم ہوگئی کہ ان کی شان میں ادنیٰ سی بکواس کرنے والا خدائے پاک کا دشمن قرار پاتا ہے۔

من عادی الی ولیا فقد ادنته بالحرب. (مشکوٰۃ)

جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس کو اعلانِ جنگ دیتا ہوں۔

صحابہ کرام اہل بیت عظام کے مناقب مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کے وہ فضائل جو قرآنِ عظیم میں بیان ہوئے ہیں وہ حقیقت میں نعت مصطفیٰ ﷺ ہے بادشاہ کے غلاموں کی تعریف اس کے تخت وتاج کی مدحت دراصل بادشاہ کی ثناخوانی ہے ۔کفار کی برائیاں بت پرستوں کی مذمت بھی اسی شہنشاہ کی نعت ہے جس کی مخالفت سے یہ لوگ مردود ہوئے۔

اسی طرح آیاتِ احکام کو دیکھئے کہ سب میں حضور ﷺ کی نعت ظاہر ہے مثلاً قرآن نے جگہ جگہ نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا یا حج فرض فرمایا مگر کسی جگہ یہ نہیں بتایا گیا کہ نماز کس طرح پڑھو کس وقت پڑھو کتنی رکعت پڑھو اسی طرح یہ وضاحت بھی نہ فرمائی کہ زکوٰۃ کون دے کتنے مال پر دے کس قدر دے حج کرو مگر اس کے تمام قاعدے بیان نہیں فرمائے۔جس کی منشا یہ ہے کہ احکام ہم نے بتادیئے اب اگر ان احکام کی تفصیل اور طریقہ دیکھنا ہے تو ہمارے محبوب ﷺ کا مبارک فعل اور قول کو دیکھو ان کی زندگی پاک ہمارے احکام کی مکمل تفسیر ہے اور حق تو یہ ہے کہ نماز ، روزہ ، حج ، زکوٰۃ وغیرہ محبوب ﷺ کی محبوب اداؤں کا نام ہے۔ان کی ادائیں پیاری ہیں جو بھی اخلاص سے ان کی سی ادائیں گے مقبول ہوگا۔اگر کوئی شخص رکوع وسجدہ میں قرآن پڑھ لے اور قیام میں التحیات پڑھے یعنی جو ذکر الٰہی نماز میں ہوتا ہے اس کی ترتیب بدل دے نماز نہ ہوگی آخر کیوں یہ اس لئے کہ اگرچہ اس نے تمام ارکان ادا کئے اور سارے ذکر بھی کردیئے مگر اس لئے نہیں کئے جس طرح محبوبِ رب العالمین ﷺ کرتے تھے۔ پیاری تو ان کی ادائیں ہیں نہ کہ محض تمہارے افعال دیکھو نماز وتلاوت بزبانِ عربی لازم ہے کہ یہ ہی محبوب کی زبان ہے ہمیں طوطی مینا پیاری ہیں کیونکہ وہ ہم سا بولتی ہیں اگرچہ بغیر سمجھے ہی تو اے مسلمانو! تم بھی اس محبوب کی بولی بولو اگرچہ بغیر سمجھے ہی سہی ثواب پاؤ گے اگر نماز محض درست ہوتی تو ہر زبان میں ادا ہو جاتی کہ رب تو ہر زبان جانتا ہے حج میں کیا ہے؟ کہیں ٹھہرنا کہیں دوڑنا کہیں کنکر پھینکنا کہیں طواف میں گھومنا آخر یہ کام ان تاریخوں میں عبادت کیوں بن گئے؟ اس لئے کہ یہ اللہ والوں کے کام ہیں۔حدیث پاک میں ارشاد ہوا

من تشبه بقوم فهو منهم

جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ اسی میں سے ہے۔

ہماری نمازوں اور ساری عبادتوں کا یہی حال ہے کہ حضور ﷺ سے مشابہت اور تشبیہ نصیب ہو جائے شاید اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ہمیں بخش دے۔

رات کی تاریکی میں نمازیں امت کی بخشش کی دعائیں
ان کے سجدے فخر عبادت ﷺ

ہمارے یہ سجدے سجود انہیں مقبول سجدوں کی نقل ہیں غرضیکہ ساری احکام کی آیات نعت رسول مقبول ﷺ ہیں۔

اسی طرح وہی کام گناہ ہے جو حضور ﷺ کو ناراض کرے رب تعالیٰ فرماتا ہے

والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیھم

"لھم" کے مقدم ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف انہیں کو عذاب ہوگا جو حضور ﷺ کو ایذا دیں گے۔ معلوم ہوا کہ ہر کافر کے کفر اور مومنوں کے گناہ سے حضور سرورِ عالم ﷺ کو ایذا ہوتی ہے اگر کسی عبادت سے حضور ناراض ہیں تو وہ عبادت گناہ ہے اور اگر کسی کی خطا سے حضور راضی ہوں تو وہ خطا عین عبادت ہے۔ حضرت صدیق اکبر کا غار میں سانپ سے اپنے کٹوا لینا خودکشی نہیں عین عبادت ہے ابو امیہ ضمری کا بجبوری کلمہ کفر منہ سے نکال کر دینا کفر نہیں۔ خیبر میں حضرت علی کی نمازِ عصر قضا کر دینا گناہ نہیں بلکہ عبادت تھا ان چیزوں سے حضور سرورِ عالم ﷺ راضی تھے مگر فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں حضرت علی کے لئے دوسرا نکاح گناہ تھا اس سے حضور کو ایذا پہنچتی عرفات میں نمازِ مغرب قضا کرنا عبادت ہے اس سے حضور راضی ہیں۔

گرچہ قرآں ہے نہ قرآن کے برابر لیکن
کچھ تو ہے جس پہ ہے وہ مدح نگارِ عارض

حل لغات

گرچہ، اگرچہ کا مخفف، باوجودیکہ، گوکہ۔ قرآن، کلام اللہ کو قدیم و ازلی اور غیر مخلوق صفت الٰہیہ ہے۔ قرآن، مجازاً حضور کے دونوں رخسارِ منورہ۔ مدح، تعریف و ستائش۔ نگار، نقش و نگار، خوبصورتی۔ عارض، گال، رخسارہ۔

شرح

گوکہ حضور پرنور ﷺ کا رخسار مبارک کلامِ مجید و فرقانِ حمید کے برابر نہیں ہے کیونکہ کلام اللہ صفت الٰہیہ ہے جو قدیم

وازلی اور غیر مخلوق ہے اور حضور پرنور کی ذاتِ مبارک مخلوق غیر قدیم و غیر ازلی ہے۔ دونوں کو قرآن پاک اس لئے کہا گیا ہے کہ دونوں کائنات کے لئے ہادی و رحمت کا حامل ہیں۔ جس نے بھی ایمان و صداقت کے ساتھ قرآن دیکھا اور پڑھا ہدایت یافتہ ہوگیا۔ اسی طرح جس نے بھی صداقت و ایمان کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کے چہرۂ مبارک کو دیکھا تو ہدایت کامل نصیب ہوگئی بہر صورت برابر و مساوی نہ سہی لیکن کچھ نرالی خوبیاں حضور کے اندر ایسی ہیں کہ جس کی بناء پر خود کلام اللہ ان کے رخسارِ مبارک سے نقش و نگار کی جگہ مدح سرائی کر رہا ہے نہ صرف رخسار گلعذار بلکہ آپ کی رفتار و گفتار کی نہ صرف مدح سرائی فرمائی بلکہ آپ کی سیرت کی اقتداء کا حکم فرمایا بلکہ ساتھ یہ بھی کہ ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ان کی بیعت اللہ تعالیٰ کی بیعت ان کی ہر ادا ادائے حق بتائی۔

(۱) یاایها الذین امنوا اطیع الله واطیع الرسول واولی الامر منکم. (سورۂ نساء، پارہ ۵)

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

(۲) یا ایها الذین امنوا اطیع الله ورسوله ولا تولو عنه وانتم تسمعون. (سورۂ انفال، پارہ ۹)

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور سن سنا کر اس سے نہ پھرو۔

(۳) والمومنون والمومنت بعضهم اولیاء یامرون بالمعروف وینهون عن المنکر ویقمون الصلوٰة ویؤتون الزکوٰة ویطیعون الله ورسوله الئک سیر حمهم الله ان الله عزیز حکیم. (سورۂ توبہ، پارہ ۱۰)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانیں یہ ہے جن پر اللہ تعالیٰ عنقریب رحم فرمائے گا اور بیشک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

(۴) انما المومنون الذین امنوا بالله ورسوله واذا کانو معه علی امر جامع لم یذهبو احتی یستاء ذنو لاط (سورۂ نور، پارہ ۱۸)

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور جب کے پاس کسی ایسے کام کے لئے حاضر ہوں جس کے جمع کئے گئے ہوں۔

(۵) یا ایها الذین امنوا استجیبوا لله ولرسول اذادعاکم لما یحییکم. (سورۂ انفال، پارہ ۹)

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو رسول جب تمہیں اس چیز کے لئے بلائے جو تمہیں زندگی بخشے۔

(٦) ومن یطع الله و رسوله یدخله جنت تجری من تحتها الانهار خالدین فیها وذالک الفوز العظیم

ومن یعص الله ورسوله ویتعدحدوده یدخله نارا خالدا فیها ولهم عذاب مهین. (سورۂ نساء، پارہ ۴)

اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیگا۔

(۷) ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والآخره واعدلهم عذابا مهینا.

(سورۂ احزاب، پارہ ۲۲)

بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔

(۸) برآءۃ من الله ورسوله الی الذین عاهدتم من المشرکین. (سورۂ توبہ، پارہ ۱۰)

بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ تھا۔

(۹) واذان من الله ورسوله الی الناس یوم الحج الاکبر ان الله بری من المشرکین ورسوله .

(سورہ توبہ، پارہ ۱۰)

اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں نے بڑے حج کے دن کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول۔

(۱۰) ام حسبتم ان قدرکم اولما یعلم الله الذین جاهدوا منکم ولم یتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المومنین ولیجة والله خبیر بما تعلمون . (سورۂ توبہ، پارہ ۱۰)

کیا اس گمان میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے پہچان نہ کرائی ان کی جو تم سے جہاد کرینگے اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

(۱۱) الم یعلموا انه من یحادد الله ورسوله فان له نار جهنم خالداً فیها ط ذالک الخزی العظیم

(سورۂ توبہ، پارہ ۱۰)

کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے۔

(۱۲) انما جزاء الذین یحاربون الله ورسوله ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا اویصلبوا اوتقطع ایدیهم وارجلهم من خلاف اوینفرمن الارض. (سورۂ مائدہ، پارہ ٦)

وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیئے جائیں گے یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا زمین دور کر دیئے جائیں۔

(۱۳)قاتلوا الذین لایؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ماحرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتب حتی یعطوا الجزیۃ عن یدوھم صاغرون.(سورۂ توبہ، پارہ۱۰)

لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے ہیں یعنی وہ جو کتاب دیئے گئے جب تک اپنے ہاتھوں سے جزیہ نہ دیں۔

(۱۴)قد الانفال للہ والرسول .(سورۂ انفال، پارہ۹)

اور تم فرماؤ کہ غنیموں کے مال اللہ اور اس کے رسول ہیں۔

(۱۵)ومن یشاقق اللہ ورسولہ فان اللہ شدید العقاب.(سورۂ انفال، پارہ۹)

اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

(۱۶)فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر.

(سورۂ نساء، پارہ ۵)

پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اُٹھے تو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

(۱۷)ولو انھم رضوا ما اتھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤ تینا اللہ من فضلہ ورسولہ انا الی اللہ راغبونo(سورۂ توبہ، پارہ۱۰)

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ ورسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

(۱۸)واعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ وللرسول .(پارہ۱۰ شروع)

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔

(۱۹)وما نقموا الا ان اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ.(سورۂ توبہ، پارہ۱۰)

اور انہیں کیا برا لگا کہ اللہ اور رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

(۲۰)وجاء المعذرون من الاعراب لیوذن لھم وقعد الذین کذبوا اللہ ورسولہ سیصیب الذین کفرو

منهم عذاب الیم. (سورۂ توبہ پارہ ۱۰)

بہانے بنانے والے گنوار آئے کہ انہیں رخصت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے اللہ اور رسول سے جھوٹ بولا تھا جلد ان میں کہ کافروں کو دردناک عذاب پہنچا ئے گا۔

(۲۱) و اذا تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشہ ط . (سورۂ احزاب، پارہ ۲۲)

اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا۔

طور کیا عرش جلے دیکھ کے جلوۂ گرم
آپ عارض ہو مگر آئینہ دار عارض

حل لغات

طور، کوہِ طور جس پر حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم السلام کو تجلی ہوئی، جزیرہ سینا میں اب بھی موجود ہے۔جلوۂ گرم، تیز رفتاری محبوکی سبک رفتاری۔عارض، عرض کرنے والا۔آئینہ دار، خدمت گزار۔

شرح

کوہِ طور اتنا بلند نہیں جتنا عرش ہے جب وہ نازنین دوجہاں ﷺ سبک رفتاری کے ساتھ عرشِ اعظم پر پہنچے تو آپ کی شان وشوکت کی بلندی دیکھ کر عرش رشک کرنے لگا مگر خود کو حضور کی خدمت گزاری کے لئے پیش کر دیا اس لئے کہ آپ کی منزل تو عرش سے بھی بہت بلند تھی۔

استدلال

"دنی فتدلی" کا مقام عرش سے کہیں بلند ہے کیونکہ یہ منظر مکان میں ہے فرمایا

ثم دنی فتدلی فکا ن قاب قوسین وادنی . (سورۂ النجم، پارہ ۲۷)

پھر آپ نزدیک ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے قوسین سے زیادہ نزدیک ہو گئے۔

حدیث شریف

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

عرج بی جبریل الی سدرۃ المنتھی ودنا الجبار رب العزۃ فکان قاب قوسین او ادنیٰ.

(بخاری شریف)

مجھے جبرائیل علیہ السلام سدرہ تک لے گئے اللہ رب العزت قریب ہوا یہاں تک کہ دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ باقی رہ گیا۔

لطیفہ

بعض اسلام کے دم بھرنے والے اہل توحید نے رسول اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف لے جانے کا انکار کیا ہے ان کے رد کے لئے مذکورہ بالا احادیث کافی ہے۔ تفصیل مطلوب ہو تو فقیر کا رسالہ ''عرشیہ'' کا مطالعہ فرمائیے۔

عرش اور دامن مصطفی ﷺ

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

چوں رسید آنحضرت بودش دست زد عرش بداماں اجلال دے۔ (مدارج)

جب حضور سرورِ عالم ﷺ عرشِ اعظم پر گئے تو عرش نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کی یا حبیب ﷺ آپ کی وہ ذات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے جمالِ صمدیت و جلالِ احدیت کا مشاہدہ بخشا۔ میں اس کی جلوہ گاہ ہونے کے باوجود تا ہنوز اس کے مشاہدہ سے محروم ہوں۔ اے حبیب خدا ﷺ مجھے جب اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو میں اس کی ہیبت و جلال سے کانپ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میری پیشانی پر لکھا ''لاالٰہ الا اللہ تو میرے'' اور پر ہیبت و جلال اور بڑھ گیا پھر اللہ تعالیٰ نے ''محمد رسول اللہ'' لکھا تو ہیبت ختم ہو گئی۔

گشت اسم تو سبب آرام دل من وباعث برمن ایں یود برکت اسم تو برمن چگو نہ کہ ایں اقتد برمن نظرتو۔

آپ کا نام میرے لئے دل و جان کے آرام و سکون کا وسیلہ بن گیا یہ تو آپ کے نام کی برکت ہے زہے نصیب کہ آپ کی نگاہ شفقت نصیب ہو جائے۔

طرفہ عالم میں وہ قرآن ادھر دیکھیں اُدھر
مصحف پاک ہو حیران بہارِ عارض

حل لغات

طرفہ، عجیب و غریب۔ مصحف، قرآنِ پاک۔

شرح

یہ ایک عجیب وغریب عالم ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے منسوب ہے لوگ ادھر یعنی نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ کی طرف دیکھ کر قرآن دیکھ لیتے ہیں اور ادھر خود قرآنِ پاک حضورِ پاک، صاحبِ لولاک ﷺ کے پر بہار رخساروں کو دیکھ کر حیران ہے۔

قرآن مجید

فیما رحمة من الله. (پارہ ۴ الاٰیۃ)

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے اے حبیب۔

فائدہ

اس آیت میں بعض مفسرین نے ''ما'' استفہامیہ کہا ہے اور استفہام تعجب کا ہے ''رحمة من الله'' کی تنوین تعظیم کی ہے یعنی بہت بڑی رحمت۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ یہ آیت حضور سرورِ عالم ﷺ کی قوتِ نظری میں نور علیٰ نور ہے اور اسی طرح قوتِ عملی میں بھی انتہائے کمال کو پہنچے ہوئے ہیں گویا آپ جسماً بشر اور روحاً فرشتہ ہیں اسی لئے خواہشِ نفسانی سے آپ کی طبیعت متاثر نہیں ہوتی۔

امام احمد رضا قدس سرہ کے شعر مذکورہ کی تائید آیت

یکاد زیتها یضئی ولو لم یمسسه نار نور علیٰ نور. (پارہ ۱۸)

قریب ہے کہ وہ تیل از خود روشن ہو جائے۔

اگر چہ آگ نے مس نہ کیا وہ نور علےٰ نور ہے اس آیت میں علامہ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ نفطو یہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا ہے کہ

هذا مثل ضرب الله تعالیٰ لنبیه علیه السلام یقول یکاد منظره یدل علی نبوته وان لم یتدقر آنا.

(حجۃ اللہ صفحہ ٦٧٥)

اللہ تعالیٰ نے یہ اپنے حبیب ﷺ کے لئے مثل دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ اگر قرآن کی تلاوت نہ کرتے تب بھی آپ کا چہرۂ اقدس آپ کی نبوت کی واضح ہو جاتی ہے۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

هذا مثل ضرب الله لبنیه ﷺ وامره یتبین للناس ولو لم یتکلم انه نبی کما کان یکاد ذالک الزیت. (تفسیر مظہری صفحہ ۵۲۵)

یہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کے لئے مثال بیان فرمائی ہے کہ آپ اعلانِ نبوت نہ بھی کرتے تب بھی آپ کے انوار و کمالات کے ظہور سے آپ کی نبوت واضح ہو جاتی۔

حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ نقل کر کے لکھتے ہیں کہ

ولنعم ماقال کعب.

کعب نے بہت خوب فرمایا۔

حدیث شریف

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کے متعلق فرمایا "خلقہ القرآن"(بخاری) اس تمام بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ پر خود حسن کو تعجب کیوں نہ ہو جبکہ آپ وہ محبوب ہیں کہ آپ میں حسن ازل کامل و مکمل طور پر جلوہ گر ہے خود خالق نے آپ کے حسن کو اپنا مظہر کامل اور آئینہ جمال بنایا ہے تو پھر حسن تخلیق بھی آپ سے متعجب ہو کر گویا کہہ رہا تھا کہ

واحسن منک لم ترقط عینی واجمل منک لم بلد النساء

اور آپ سا حسین تر میری آنکھ نے بالکل نہیں دیکھا اور آپ سا جمیل ترین کسی ماں نے نہیں جنا۔

ترجمہ ہے یہ صفت کا وہ خود آئینہ دار
کیوں نہ مصحف سے زیادہ ہو وقارِ عارض

حل لغات

صفت، وصف۔ آئینہ ذات، اللہ تعالیٰ کی ذات کا آئینہ۔

شرح

یہ کلام پاک دراصل صفت الٰہیہ کا ترجمان ہے مگر سرکارِ دو جہاں ﷺ خود ذات و پاکِ الٰہیہ کے آئینہ اور مظہر ہیں اس بات کے اعتبار سے حضور پرنور کے رخساروں کا وقار مصحف پاک سے کہیں زیادہ ہوا۔ یہ شعر سابق شعر کے دعویٰ کی دلیل ہے اور ایک سوال کا جواب ہے اس کا دلیل ہونا تو ظاہر ہے کہ شعر سابق میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ خود مصحف کو آپ کے حسن پر تعجب ہے یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ کلام الٰہی اور صفتِ باری تعالیٰ اور شے ہے یہ مصحف تو اس کا ترجمہ ہے اس لئے کہ علم کلام کا مسلم قاعدہ ہے کہ مصحف کلامِ لفظی محدث اور مخلوق ہے اور حضور اکرم ﷺ خود آئینہ ذات اور مظہر اتم ہیں اس معنی پر مصحف یعنی کلامِ لفظی کا مقابلہ کیسا۔

مظہر ذات وصفات

حضور سرورِ عالم ﷺ آئینہ جمال حق ہیں۔اس سلسلے میں احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں

(۱) انا امراۃ جمال الحق

میں جمالِ حق کا آئینہ دار ہوں۔

(۲) کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف مختلف الحق وتعرفت الیھم فی عرفونی وعرفت بھم. (مدارج جلد۲صفحہ ۱۰۶۶)

میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے پسند کیا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق پیدا فرمائی اور انہیں میں نے اپنی پہچان کرائی توانہوں نے مجھے پہچان لیا۔

(۳) کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت نور محمد ﷺ. (زرقانی)

ہم چھپے ہوئے خزانے تھے ہم نے چاہا کہ ہم پہچانے جائیں تو ہم نے نورِ مصطفیٰ ﷺ کو پیدا فرمایا۔

(۴) سیدنا عبدالکریم الجلیلی قدس سرہ نے فرمایا

وخلق من تلک المحبة حبیباً اختصه بتجلیات ذاته وخلق العالم من ذالک الحبیب لتصح النسبة بینه وبین خلقه فیعرفوه بتلک النسبة (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۴۶)

تو میں نے اس محبت سے اپنے حبیب کو پیدا کیا اور انہیں تجلیاتِ ذات سے مخصوص فرمایا اور حبیب سے آگے تمام عالم کو بنایا تا کہ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان نسبت قائم ہو جائے اور وہ اس نسبت سے اپنے خالق کو پہچان سکیں۔

فائدہ

ان احادیث مبارکہ اور حوالہ مذکورہ سے ثابت ہوا کہ حبیب خدا ﷺ تجلی حق ہیں۔اس معنی پر آپ کا مصحف قرآن کلامِ لفظی سے وقار بڑھ کر ہونا ظاہر ہے۔ہاں کلامِ نفسی کے متعلق پہلے خود فرمایا ہے کہ

گرچہ قرآن ہے نہ قرآن کے برابر

جلوہ فرمائیں رخِ دل کی سیاہی مٹ جائے

صبح ہوجائے الٰہی شب تارِ عارض

حل لغات

جلوہ فرمائیں، سج دھج کر سامنے آنا، دیدار کرنا۔شب تار، تاریک رات۔

شرح

اگر وہ محبوب ﷺ جلوہ فرمائیں تو میرے دل کی سیاہی دور ہو اور اے میرے معبود اگر وہ جلوہ فرمائیں تو میرے رُخ کی (گناہوں کی) سیاہی ختم ہو کر صبح فروزاں کی طرح نکھر آئے۔

دیدارِ مصطفی ﷺ میں مذاہب کا بیان

مذہب مہذب حق اہل سنت کے اصول پر حضور سرورِ عالم ﷺ کی خواب اور بیداری میں زیارت کا ہونا حق اور ثابت ہے اس پر دلائل کی کوئی ضرورت نہیں ایسی روایات صحاحِ ستہ کے علاوہ اکثر محدثین نے روایت کی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ زیارت کیسے ہوتی ہے یہ بھی مسلم ہے کہ زیارتِ رسول ﷺ صرف سنی مسلمان کو ہوتی ہے اس لئے کہ فلاسفہ وحکماء اور بعض اطباء اور منکرین معتزلہ کہتے ہیں

انها خيالات لاحقيقة لها. (شرح الشمائل للشیخ المناوی جلد۲ صفحہ ۲۳۰)

وہ صرف خیالات ہی ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔

اور وہ جو بد مذاہب اپنے لئے زیارتِ رسول ﷺ کا دعویٰ کرتے ہیں اور عجیب وغریب حکایات سناتے ہیں ان کا نرا جھوٹ ہوتا ہے تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ''بلی کے خواب میں چھچھڑے''

حاضر وناظر کی دلیل

جن فرقوں میں حضور سرورِ عالم ﷺ کا خواب یا بیداری میں دیکھنا مسلم ہے انہیں آپ کا حاضر وناظر ماننا پڑے گا کیونکہ یہ وہ بھی تسلیم کرتے ہیں جس نے خواب یا بیداری میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی زیارت کی تو اس امر کو یقیناً ماننا پڑے گا کہ اس نے صرف آپ ﷺ ہی کو دیکھا تو زیارت کا نہ وقت مخصوص ہے اور نہ ہی علاقہ اور نہ ہی مخصوص افراد بلکہ ہر آن ہر وقت ہر علاقے میں بے شمار خوش نصیبوں کو زیارت سے نوازا جا رہا ہے۔ بیک وقت خواب والا خواب اور بیدار بخت بیداری میں جیسے فتاویٰ حدیثیہ اور روح المعانی اور الحاوی للفتاویٰ للسیوطی میں ہے کہ حضرت شیخ علی ہیتی خواب میں اور اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیداری میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی زیارت سے سرشار ہو رہے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ عالم کائنات میں حاضر بھی ہیں اور ناظر بھی۔

سلطان العلماء حضرت علامہ ملا علی قاری جمع المسائل شرح شمائل صفحہ ۲۲۴ میں لکھتے ہیں کہ

قال الزركشی بانه ﷺ سراج و نور الشمس فی هذا العالم مثال نوره فی العوالم كلها فكما ان الشمس يراها كل من فی المشرق والمغرب فی ساعة واحدة وصفات مختلفه كذلک هو ﷺ.

زرکشی نے فرمایا کہ حضورﷺ سراج ہیں اور سورج کا نور اس عالم میں آپ کے نور کی مثال ہے کہ آپ کا نور جملہ عوالم میں ہے جیسے سورج کو ہر ایک دیکھتا ہے مشرق میں ہے یا کوئی مغرب میں ایک آن اور مختلف صفات ہوا ایسے ہی حضور اکرمﷺ کو سمجھئے۔

اس مسئلہ کو فقیر نے اپنی ایک تصنیف "تحفۃ الصلحاء فی رویۃ النبیﷺ" میں مدلل بیان کیا ہے۔

فائدہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے زیارتِ رسولﷺ کی آرزو کر کے زائر کو نوید سنائی ہے کہ بعد زیارت کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں اور زائر گویا ایک ولی کامل کا مرتبہ پا جاتا ہے۔

نامِ حق پر کرے محبوب دل وجاں قربان
حق کرے عرش سے تا فرش نثارِ عارض

حل لغات

نثار، نچھاور، صدقے۔

شرح

محبوبِ حق تعالیٰﷺ اپنے دل و جان اپنے پروردگار کے نام پر قربان کرتے ہیں اور حق سبحانہ تعالیٰ عرش سے فرش تک اپنے محبوبِ کریم رؤف رحیمﷺ کے رخ تاباں پر نچھاور فرماتا ہے۔

حضور نبی کریمﷺ کے نام پر سب کچھ قربان کرنا تو ظاہر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا عرش تا فرش نچھاور کرنے کا کیا معنی۔

(۱) حدیث لولاک کا اصل مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش تا فرش اپنے لئے تو بنایا نہیں اس لئے کہ وہ مستغنی از ہر شے ہے کوئی شے ہو تو وہ خدا ہے نہ ہو تو بھی خدا ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے

كان الله ولم يكن معه شي و الآن كما كان.

اللہ تعالیٰ تھا جبکہ اس کے ساتھ کوئی شے نہ تھی اور وہ اب بھی اسی طرح ہے جیسے پہلے تھا۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرکزی مقامات پر اپنے اسم گرامی کے ساتھ محبوبِ کریمﷺ کا نام لکھوا دیا۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں

(۱) ابن عساکر حضرت کعب اخبار سے راوی ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند کو وصیت فرمائی کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو لہٰذا ذکر خدا کے ساتھ ذکر مصطفیٰ بھی کرنا کیونکہ میں نے سموت کا طواف کیا تو آسمان کے ہر گوشہ پر حضور کا نام منقوش فرمایا

ہے۔

وان ربی لما اسکننی الجنة فلم اری فی الجنة قصراً ولا غرفة الا اسمه مکتوب علیه ولقد رایت اسم محمد مکتوباً علیٰ نحور حور العین وعلیٰ ورق احام الجنة وعلیٰ ورق شجرة طوبی وعلیٰ ورق سیدرة المنتهیٰ وعلی اطراف الحجب وبین اعین الملکئة فاکثر ذکره فان المئکة تذکره فی کل سلماتها. (خصائص جلد ا صفحہ ۷)

جب میرے رب نے مجھے جنت میں سکونت عطا فرمائی تو جنت کے ہر قصر پر ہر محل پر ہر غرفہ حور عین کی پیشانی سچر ہائے جنت واوراق سدرہ وطوبی حجب کے اطراف اور ملائکہ کی آنکھوں کے درمیان حضورﷺ کا نامِ نامی مکتوب پایا ہے لہٰذا ان کے ذکر سے غافل نہ رہنا کیونکہ ملائکہ بھی اس نبی معظم کے ذکر سے رطب اللسان رہتے ہیں۔

فرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ عرش پہ طرفہ دھوم دھام

کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

جنت کے دروازہ پر حضور کا نام

ابن عساکر حضرت جابر سے راوی حضورﷺ نے فرمایا

احمد بن حنبل کے استاذ وامام بخاری وامام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث واحد الاعلام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام نے اپنی تصنیف میں حضرت سیدنا ابن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی

قال قلت یارسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شئی خلقه اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نوره فجعل ذالک النور یدور بالقدرة حیث شاء اللہ تعالیٰ ولم یکن فی ذالک الوقت لوح والقلم ولا جنة ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی. (الحدیث)

یعنی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہﷺ میرے ماں باپ حضور پر قربان مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز بنائی۔ فرمایا اے جابر بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا وہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں اس نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح وقلم، جنت و دوزخ، فرشتگان آسمان وزمین، سورج چاند جن اور آدمی کچھ نہ تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے فرمائے پہلے سے

قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش بنایا پھر چوتھے کے چار حصے کئے الخ۔ (صلاۃ الصفاء صفحہ ۲۷۲)

بين كتفي ادم مكتوب محمد رسول الله خاتم النبيين. (خصائص کبریٰ)

آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ خاتم النبیین مسطور تھا۔

فائدہ

اللہ رب العزت جل مجدہ نے اپنے نام کے ساتھ حضور کا نام بھی مسطور فرمایا ہے جو اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان اشیاء کے بنانے والا خالقِ حقیقی خدا ہے اور اس نے نبی کریم ﷺ کو مختار بنایا۔ اسی کو علامہ اقبال نے یوں بیان فرمایا ہے کہ

تماشا تو دیکھو کہ فردوسِ اعلیٰ بنائے خدا اور بسائے محمد

تعجب کی جا ہے کہ دوزخ کی آتش لگائے خدا اور بجھائے محمد

نوٹ

اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم مراکز پر اپنے ساتھ اپنے محبوب کا نام اس لئے لکھوا دیا تاکہ مخلوق کو معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ کی شاہی ہے اور اس کا سنگھار اور اصل کائنات اس کا محبوب ﷺ ہے۔

مشکبو زلف سے رخِ چہرہ سے بالوں میں شعاع

معجزہ ہے حلب زلف وتارِ عارض

حل لغات

مشکبو، مشک کی سی خوشبو۔ زلف، فارسی والے مجازاً بالوں کی لٹوں کو کہتے ہیں۔ رُخِ چہرہ، رخسار منہ۔ شعاع، چمک، روشنی۔ معجزہ، عاجز کردینے والی خرقِ عادت، انہونی بات، جو کسی نبی سے ظاہر ہو اور ایسی ہی بات جو کسی ولی سے ظاہر ہو اسے کرامت اور کسی شعبدہ باز وغیرہ سے ظاہر ہو تو استدراج کہتے ہیں۔ حلب، ایک شہر جو صفا کے قریب ہے مجازاً سفیدی تار لیپ مالش کی دوا۔

شرح

آپ کی زلف کی خوشبو سے چہرے میں خوشبو ہے آپ کے منور چہرے سے بالوں میں جگمگاہٹ ہے اور اس طرح زلف کا چمکنا اور عارض کا مشک تتری کی طرح مہکنا گویا کہ ایک معجزہ ہے۔

خوشبوئے گیسو

گیسومبارک سے خوشبو کا مہکنا بلکہ تمام جسم بلکہ پسینہ اقدس وغیرہ کی تفصیل فقیر کے رسالہ ''خوشبوئے رسول'' میں موجود ہے چہرہ کی خوشبو کی بحث تو رسالہ مذکور میں آ ہی گئی اور چہرۂ مبارک سے نور کی چمک کی روایات بیان ہو چکی ہیں شعر کی مناسبت سے چند روایات حاضر ہیں۔

سیدہ عائشہ کی گواھی

ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

کان رسول اللہ ﷺ احسن الناس وجھا وانوارھم لونا.

رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے حسین اور نورانی اور سوہنی رنگت والے تھے۔

نوٹ

نورانی چہرہ کی گواہی ملحوظ رہے۔

بی بی ام معبد گواھی

بی بی اُم معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلی بار جب سرکارِ دو جہاں ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئیں تو اپنے شوہر کو اپنے تاثرات سناتی ہیں کہ

رایت رجلا ظاھرا لوضاء ة متبلج الوجه. (جمع الوسائل)

ابوھریرہ کی گواھی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کان الشمس تجری فی وجهه. (جمع الوسائل)

گویا آپ کے چہرے سے سورج.....

ربیع بنت مسعود کی گواھی

یہ بی بی اپنے پوتے کو حضور ﷺ کے چہرے کے متعلق سمجھاتی ہیں کہ بیٹے اگر تم حضور ﷺ کی زیارت سے سرشار ہوتے تو دیکھ کر کہتے کہ آپ کے چہرے میں سورج طلوع کر رہا ہے۔

حق نے بخشا ہے کرم نذر گدایاں ہو قبول
پیارے اک دل ہے وہ کرتے ہیں نثارِ عارض

شرح

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کرم عطا فرمایا ہے لہٰذا ہم فقیروں کا نذرانہ بھی قبول کریں۔ ہمارے پاس اور تو کوئی سرمایہ نہیں صرف ایک ٹوٹا ہوا دل ہے اسی کو آپ کے رُخ پر قربان کرتے ہیں۔

حدیث

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

الا ان فی الجسد مفعة اذا صلحت صلح الجسد کله الاوهی القلب. (مشکوٰۃ)

خبردار جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ اچھا ہو تو تمام جسم اچھا رہتا ہے اگر وہ فاسد ہو جائے تو سارا جسم فاسد ہو جاتا ہے خبردار وہ قلب ہے۔

فائدہ

اس سے ثابت ہوا کہ انسان کے تمام ڈھانچے کا سردار دل ہے اور یہی صوفیائے کرام کا مذہب ہے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت میں طویل بحث فرمائی ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ اسی حدیث شریف اور قاعدۂ صوفیہ کرام پر عرض کرتے ہیں کہ آپ کے مالک نے آپ کو ایک بہت بڑا ہدیہ عطا فرمایا ہے وہ ہے کرم اس پر آپ کریم ہیں اور کریم کی عادت ہوتی ہے کہ وہ غریبوں مسکینوں کا سوال نہ ٹھکرائے۔ اسی لئے یہ فقیر تیرا غلام آپ کی بارگاہ میں اور تو کچھ ہدیہ نذرانہ پیش کرنے کے قابل نہیں ہاں دل ہے جو میرے سارے جسم کا شہنشاہ وہی پیش کرتا ہوں امید ہے آپ قبول فرمائیں گے۔

انتباہ

یہی مخلص مومن کا نشان ہے اور صحابہ کرام کا طریقہ ورنہ ظاہری ڈھانچہ تو منافقین بھی حضور کے لئے طوعاً کرھاً قربان کرتے رہتے تھے لیکن ان کا وہ ہدیہ نذرانہ انہیں دوزخ کا ایندھن بنا گیا اور صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے حضور دل نذر کئے اسی لئے وہ دنیا بھر کے اولیاء سے افضل ٹھہرے۔

آہ بے مائیگی دل کہ رضائے محتاج
لے کر اک جان چلا بہر نثارِ عارض

حل لغات

بے مائیگی، بے سرو سامانی۔

شرح

ہائے افسوس میرے دل کی بے سرو سامانی کی کہ آپ کا محتاج رضا عارض حضور پر نچھاور کرنے صرف ایک جان لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں چلا اس کے علاوہ اور کوئی چیز اس میں کے پاس ہے ہی نہیں۔ عشاق کی عادت ہے کہ محبوب پر سب کچھ قربان کرنے کے باوجود کچھ نہیں سمجھتے بلکہ ان کے اشتہا میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہی امام احمد رضا دوسرے مقام پر فرماتے ہیں

تیرے نام پہ میری جان فدا

اک جان کیا ہے دو جہان فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا

کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو کچھ اور فرماتے ہیں

یکجاں چه کند سعدیٔ مسکین که دو صد جاں

سازیم فدائے سگ دربانِ محمد ﷺ

ایک جان کیا ہے دو صد جانیں ہوں تو سعدی حضور نبی پاک ﷺ کے دربان کے کتے پر قربان کرنے کو تیار ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غزوۂ تبوک میں جب رسالت مآب ﷺ نے روسائے عرب کو امداد کی ترغیب دلائی۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مال کو دو حصوں پر منقسم کیا۔ ایک حصہ اہل و عیال کے سپرد کیا اور ایک حصہ دربارِ رسالت میں حاضر کر دیا۔

مگر وہ رفیق غار جس نے غار میں جان جیسی عزیز چیز نبی کے قدموں پر نثار کر دی۔ وہ مال و دولت کی کیا پرواہ کرتے سارے گھر کا مال خدمت رسول میں لا کر رکھ دیا حتی کہ قبا میں جو بٹن تھے ان کی جگہ کیکر کے کانٹے لگائے اور وہ بٹن بھی چندہ میں شامل کر دیئے صدیق اکبر کی اس جانثاری کو دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا

بولے حضور چاہیے فکر عیال بھی — کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار

ہے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر — ہے تیری ذات باعث تکوین روزگار

پروانہ کو چراغ عنادل کو پھول بس

صدیق کے لئے خدا کا رسول بس

سبحان اللہ یہ تھا صدیق اکبر کا مقامِ محبت جس نے صدیق اکبر کو افضل الخلائق بعد الانبیاء بنا دیا اور اسی عشق رسول کے سبب صدیق اکبر کو وہ مرتبہ حاصل ہوا کہ ان کی ہر ادا خداوند قدوس کو پیاری ہوگئی۔ علامہ جلال الدن سیوطی تاریخ الخلفاء میں اس حدیث کو ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ جب صدیق کیکر کے بٹن لگا کر اور اپنا سارا مال لے کر دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے تو جبریل امین حاضر ہوئے سرکار اللہ تعالیٰ صدیق کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے

ارض انت عنی علیٰ فقرک ام ساخط.

صدیق تم اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض۔

حضرت ابو ہریرہ سے ایک ضعیف روایت ہے کہ جبریل جب آئے تو ان کے جبہ میں کیکر کے بٹن لگے ہوئے تھے حضور نے فرمایا کہ یہ کیا ہے جبریل نے عرض کی

ان اللہ تعالیٰ امر الملئکۃ ان تخلل فی السماء کما تخلل ابوبکر فی الارض. (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۱)

زمین پر صدیق نے کانٹوں کے بٹن لگائے ہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان پر تمام فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ بھی کانٹوں کے بٹن لگائیں۔

باب الکاف

تمہارے ذرے کے پرتو ستار ہائے فلک
تمہارے نعل کی ناقص مثل ضیاء فلک

حل لغات

پرتو،عکس۔ناقص،عیب دار،نامکمل۔مثل،مثال کہاوت۔ضیاء،روشنی۔نعل،جوتا۔

شرح

اے محبوب ﷺ آپ کے ذروں کے آسمان کے ستارے ہیں اور آپ کے فعل مبارک کی مثال آسمانوں کی نامکمل روشنی ہے۔

منبع الانوار

واقعی ستارے اور ضیائے فلک حضور سرورِ عالم ﷺ کے انوار و تجلیات کا ایک معمولی سا پرتو ہیں اس لئے کہ اٹھارہ ہزار عالم کا ذرہ ذرہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے نور سے پیدا ہوا تو پھر ان اٹھارہ ہزار کے مقابل ستاروں اور ضیائے فلک کی حیثیت ہے۔اسی لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو فرمایا ہے درست فرمایا ہے اور یہ موضوع قرآن مجید و احادیث مبارکہ اور اقوالِ اسلاف صالحین رحمہم اللہ سے ثابت ہے۔مختصراً عرض ہے

قرآن مجید

وداعیاً الی اللہ وسراجاً منیرا. (پارہ۲۲)

اور بلانے والا اللہ کی طرف اور اس کے حکم کی وجہ سے چمکتا ہوا چراغ۔

"سـراج" یعنی چراغ دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے ایک اس کا حقیقی وجود جو اربعہ عناصر سے تیار ہوا اور دوسری وہ نورانی کرن جو ان کے اندر سے نکل نکل کر ماحول کو منور کرتی ہے۔اسی طرح نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ کو سراجاً منیرا کہہ کر اس حقیقت کا انکشاف فرمایا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی بھی اپنے اندر وہ حقیقتیں پنہاں رکھتی ہے۔ایک آپ کی

نورانی حقیقت کا جس کا تعلق عالم قدس سے ہے اور دوسری آپ کا وجودِ عنصری جو عالم شہادت سے تعلق رکھتا ہے یعنی آپ کا وجود باوجود نورانیت اور بے مثل بشریت کا مجمع البحرین ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سراجاً منیرا سے ثابت ہوا کہ تمام عوالم کو نور عطا کرنے والے حبیب ﷺ ہیں کیونکہ آپ کی ذاتِ اقدس کا خاصہ ہے

جس طرف چشم محمد کے اشارے ہو گئے
جتنے ذرے سامنے آئے ستارے ہو گئے

(۲) وما ارسلنک الا رحمة اللعلمین (پارہ ۱۷)

ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر جملہ عالمین کے لئے رحمت۔

فائدہ

اس آیت کے عموم سے بھی یہ ثابت ہوا کہ عالمین کا ذرہ ذرہ آپ کے لطف وکرم کا ریزہ خوار ہے تو اگر احمد رضا قدس سرہ نے فرمادیا کہ ستارے آپ کا ایک پرتو اور فلک کی ضیاء جوتے کی معمولی سی جھلک ہے تو حق ہے۔

احادیث مبارکہ

اسی موضوع کی بے شمار روایات ہیں مثلاً حضور سرورِ عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اول ماخلق الله نوری و کل خلائق من نوری و انا من نور الله وجمیع الخلق کلھم من نوری.

(۳) صلاۃ الصفاء فی نور المصطفیٰ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور سیدنا امام...............

مکتوب علی با ب الجنة لا اله الا الله محمد رسول الله

جنت کے دروازہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مسطور ہے۔

جنت کی ھر چیز پر اسم محمد

ابونعیم میں حضرت ابن عباس سے راوی سید عالم ﷺ نے فرمایا

مافی الجنة شجرة ولا ورقة الا مکتوب علیھا لااله الا الله محمد رسول الله.

جنت کا کوئی درخت کوئی پتہ ایسا نہیں ہے جس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ لکھا ہو۔

عرش اور سموت پر اسم محمد

ابن عساکر حضرت علی سے راوی کہ حضور ﷺ نے فرمایا

مامررت لسماء الا وجدت اسمی فیھا ورایت علی العرش مکتوباً لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ.

میں جس آسمان سے گزرا اس پر میں نے اپنا نام مسطور پایا اور میں نے عرش پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا۔

حضرت سلیمان کی انگوٹھی

امام طبرانی حضرت عبادہ بن الصامت سے راوی کہ حضور ﷺ نے فرمایا

کان نقش خاتم سلیمان لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ.

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ منقوش تھا۔

حضرت آدم کے کندھوں پر

امام طبرانی حضرت جابر سے راوی حضور ﷺ نے فرمایا.......................

فائدہ

تبرکاً احمد رضا قدس سرہ کے رسالہ سے یہ روایت نقل کی ہے ورنہ یہ حدیث باسند صحیح امام بیہقی دلائل النبوۃ سے لے کر تھانوی کی کتاب نشر الطیب تک۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''فیض الفافر فی تحقیق حدیث جابر''

(۴) مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے ہدیۃ المہدی میں لکھا کہ

بداء اللہ سبحنہ الخلق بالنور المحمدی ﷺ بالنور المحمدی مادۃ اولیۃ لخلق السموت والارض ومافیھا.

یعنی اللہ تعالیٰ نے خلق کی ابتدا نورِ محمدی سے فرمائی پس تمام آسمانوں اور زمین اور اس میں جو کچھ ہے سب کی تخلیق کا مادۂ اول نورِ محمدی ہے۔

فائدہ

مخالفین کے سربراہ صاحبان بھی اس حقیقت کے قائل ہیں۔

(۵) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رب العزت جل وعلا نے ہم کلامی اور رسالت سے مشرف فرمایا تو ارشاد ہوا اے موسیٰ علیہ السلام

خذما اعطیث وکن من الشاکرین ومت علے التوحید وحب محمد .

عرض کی خداوند عالم محمد ﷺ کون ہیں جن کی محبت تیری توحید سے مقرون ہے ارشاد ہوا کہ محمد وہ ہیں جن کا نامِ نامی دو ہزار

برس پہلے زمین وآسمان پیدا کرنے سے پہلے میں نے لکھا اگر تو مجھ سے قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو ان پر کثرت سے درود بھیجا کر۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی کہ الٰہی مجھے محمد ﷺ سے آگاہ فرمایا کہ وہ کون ہیں جن کے بغیر تجھ سے تقرب ہو ہی نہیں سکتا۔ خطاب ہوا

لو لا محمد وامة لما خلقت الجنة ولاالنار ولاالشمس ولاالقمر ولااللیل ولا النهار ولاملكا مقربا ولا نبیا مرسلا ولاایاک.

یعنی اگر محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی امت نہ ہوتی تو میں بہشت و دوزخ چاند و سورج رات دن ملائکہ انبیاء و رسل کسی کو پیدا نہ فرماتا اور نہ تجھے بناتا۔

حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۶۲۷ھ) اپنی مثنوی منطق الطیر میں روح پرور انداز میں فرماتے ہیں

آفتاب شرع دریائے یقین — نورِ عالم رحمة اللعلمین
خواجہ کونین سلطان همه — آفتابِ جان وایمان همه
نور او مقصود مخلوقات بود — اصل معدومات وموجودات بود

مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی (۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹) اپنی کتاب نالہ امداد غریب صفحہ۲ پر یوں فرماتے ہیں

سب دیکھو نور محمد کا — سب بیچ ظہور محمد کا
جبریل مقرب خادم ہے — سب جا مشہور محمد کا

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (۵۵۰ھ/۱۱۱۱ء) دقائق الاخبار میں تحریر فرماتے ہیں

ومن عرق ولیه خلق العرش والكرسی واللوح القلم والشمس والحجاب والكوكب.

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے نور سے عرش و کرسی اور لوح و قلم اور سورج اور حجاب اور ستارے پیدا کئے۔

اقوالِ اسلاف

(۱) حضرت امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا عقیدہ رسول اللہ ﷺ کے حضور یوں پیش کیا ہے

انت الذی من نورک البدر الكتسی
والشمس مشرکة بنور بهاک

آپ وہ ہیں کہ چودھویں رات کے چاند نے روشنی کا لباس آپ کے نور سے پہنا ہے اور سورج بھی آپ کے نورِ حسن سے روشن ہے۔(قصیدۂ نعمان)

(۲) محبوبِ سبحانی، قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۲ پر ایک حدیث قدسی نقل فرماتے ہیں

قال اللہ عزوجل خلقت روح محمد ﷺ من نور وجھی کماقال النبی ﷺ اول ما خلق اللہ نوری.

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے حبیب ﷺ کی روح کو اپنے چہرہ کے نور سے پیدا فرمایا جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔

(۳) حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کنز الہدایات صفحہ ۹۴ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ حقیقت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ظہورِ اول ہے وہ تمام حقیقتوں کی حقیقت ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ دوسری حقیقتیں خوان انبیاء کرام کی حقیقتیں ہوں یا ملائکہ عظام کی اس کے عکس کی مانند ہیں اور وہ حقیقت محمدی ان حقیقتوں کی اصل ہے۔ مکتوباتِ شریف دفتر سوم حصہ نہم صفحہ ۷۵ پر یوں تحریر ہے

بایدِ دانست کہ خلق محمدی دررنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ نجلقے ہیچ فردے از افرادِ عالم مناسبت ندارد کہ او ﷺ کہ باوجود نشاء عنصری از نورِ حق جل وعلا مخلوق گشتہ کماقال علیہ الصلوٰۃ والسلام خلقت من نوراللہ۔

جاننا چاہیے کہ محمد ﷺ کی پیدائش تمام انسانی افراد کی پیدائش کے رنگ میں نہیں ہے بلکہ کسی مخلوق کے تمام عالم کے افراد سے کسی فرد پیدائش میں مناسبت نہیں رکھتے اس لئے کہ آپ باوجود عنصری پیدائش جیسا کہ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

(۴) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (۱۰۵۲ھ/۱۶۴۳ء) اپنی شہرۂ آفاق تصنیف مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲ میں تحریر فرماتے ہیں

بدانکہ اول مخلوقات وواسطہ صدورِ کائنات وواسطہ خلق عالم وآدم نورِ محمد است ﷺ چنانچہ درحدیث صحیح وارد شدہ "**اول ماخلق اللہ نوری**" سائر مکنونات علوی وسفلی ازاں نور وازاں جوہر پاک پیدا شدہ ازارواح واسباح وعرش و کرسی لوح وقلم بہشت ودوزخ ملك وفلك انس وجن

آسمان وزمین بحار وجبال اشجار وسائل مخلوقات و کیفیت صدوایں کثرت ازاں وحدت وبروز وظهور مخلوقات ازاں جوهر عبادات وتعبیرات غریب آورده اند۔

جان کہ اول مخلوقات اور صدورِ کائنات اور پیدائش عالم وآدم کے واسطہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا نورِ مبارک ہے چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے "اول ماخلق اللہ نوری اول" وہ جو پیدا کیا اللہ نے میرا نور ہے اور باقی مکنونات مخلوقات علوی وسفلی اس نور سے پیدا ہوئیں اور اس جوہر پاک سے روح اور شکلیں عرش وکرسی لوح وقلم بہشت و دوزخ انسان و جنات آسمان و زمین سمندر و پہاڑ درخت اور باقی مخلوقات پیدا ہوئیں اور وحدت (نور محمد ﷺ) کثرت کی پیدائش کی کیفیت میں اس جوہر سے مخلوقات کے ظہور کی کیفیت میں عبارات وتعبیرات عجیب لائے ہیں۔

(۵) مولوی اشرف علی تھانوی (نشر الطیب صفحہ ۶ ۱۹۴۳ء) پر تحریر کرتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا نور پیدا فرمایا پھر وہ نور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا نہ بہشت تھی نہ دوزخ نہ فرشتہ تھا نہ زمین تھی نہ آسمان تھا نہ سورج تھا نہ چاند نہ جن تھا نہ انسان۔

اظہارِ حقیقت

امام احمد رضا قدس سرہ کے ہر شعر کا ہر مصرعہ دلائلِ قرآن واحادیث حبیب ربانی ﷺ اور اقوال واسلاف سے موئد ہے صرف مجبوری کے پیش نظر فقیر قلم کو روک لیتا ہے ورنہ اس سے بڑھ کر حوالہ جات عرض کئے جا سکتے ہیں جو لوگ آپ کے ان اشعار کو تخیل شاعرانہ پر محمول کرتے ہیں یا متعصب ہیں یا یتیم فی العلم ہیں۔

اگرچہ چھالے ستاروں سے پڑ گئے لاکھوں
مگر تمہاری طلب میں تھکے نہ پائے فلک

حل لغات

چھالے، آبلے، پھپھولے۔

شرح

اے محبوبِ خدا ﷺ آپ کے اشتیاق میں آسمانوں میں مسلسل رواں دواں گردش میں ہونے کی وجہ سے آئیں اگرچہ بے شمار جگمگ کرتے چھالے تاروں (انجم) کے سے ابل آئے ہیں مگر آپ کی راہ طلب میں تھک جانے رک جانے کا نام نہیں لیتے۔

اس لئے عشاق کو محبوب کے سامنے وجد ورقص میں تھکان کے بجائے الٹا مزہ آتا ہے وہ تو چاہتا ہے کہ محبوب کی راہ

میں ایسی مشقتیں زیادہ سے زیادہ ہوں یہی وجہ ہے کہ جن مصائب و مشقتوں کو ہم بلا سمجھتے ہیں عشاق انہیں شہد و شیریں سے بڑھ کر محسوس کرتے ہیں۔اس پر ہزاروں مثالیں موجود ہیں سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال کیسا تھا۔

(۱) حضرت افلح کو عشق رسول کے جرم میں رسی باندھ کر پتھریلی زمین پر گھسیٹا جاتا تھا۔حضرت جناب کے سر کے بال نوچے جاتے گردن مروڑی جاتی گرم پتھروں پر لٹایا جاتا تھا۔بعض صحابہ کو قریش اونٹ کے کچے چمڑے میں لپیٹ کر دھوپ میں پھینک دیتے تھے۔بعض کو لوہے کی زرہ پہنا کر جلتے پتھروں پر گرادیا جاتا تھا مگر یہ عشق رسول کا غلبہ تھا کہ صحابہ ایسی وحشیانہ سزاؤں کا مقابلہ کرتے تھے اوران کے عشق میں اورزیادہ ترقی ہو جاتی تھی۔

(۲) جنگ احدم میں حضرت سعد کی جانثاری دیکھنے والی تھی فریق مخالف تیروں کی بارش کررہا تھا اورایسے نازک موقع پر حضرت سعد اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضور کو بغرضِ حفاظت اپنی پیٹھ کے پیچھے لے کر ان کے تیروں کا جواب دے رہے تھے۔علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے
رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

(۳) یہ تو ہے حضرت انسان میں جبکہ حیوانات میں بھی عشق رسول کریم ﷺ کا عجیب رنگ تھا۔

حضرت عبداللہ بن قبرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عیدالضحیٰ کے دن حضور ﷺ کی خدمت میں چند اونٹ ذبح کرنے کے لئے لائے گئے

فطفق یذ دلفن یا تین بداء. (خصائص کبریٰ جلد۲)

تو ہرایک اونٹ اچھل کرآپ کے نزدیک ہوتا تھا کہ آپ اسے ذبح فرمائیں

ہر ایک کی آرزو ہے کہ پہلے مجھے ذبح فرمائیں
تماشا کررہے ہیں مرنے والے عیدقرباں میں

سرفلک نہ کبھی تابہ آستاں پہنچا
کہ ابتداء بلندی تھی انتہائے فلک

[1] یہ روایات معناً صحیح ہیں فقیر کی کتاب "التنبیہ الضروری فی توفیق اولی خلق اللہ نوری" میں ملاحظہ فرمائیں۔

حل لغات

سرفلک،آسمان کاسرا۔آستاں،چوکھٹ۔

شرح

آسمان کاسرا کبھی بھی آپ کے آستانے تک نہیں پہنچ سکتااس لئے کہ آسمان کی جہاں بلندی ہوتی ہے وہیں آپ کے آستانے کی بلندی کی ابتداء ہے اس لئے کہ آپ کا آستانہ عالی عرشِ الٰہی سے بھی وراء الوراء ہے کیونکہ آپ کی مسند لامکاں ہے۔امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے
سرعرش تخت نشیں ہوئے
یہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں
وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

روح البیان میں ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں بالائی مقامات کی تمام منزلیں طے کرتا ہوا آخری سطح پر پہنچا تو اس کے آگے دور ایک منزل محسوس ہوئی پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ نبی کریم ﷺ کی منزل کے آثار ہیں۔

ابوالحسن خرقانی قدس سرہ

آپ فرماتے ہیں کہ

سہ چیز راغایتے ندایتم درجات مصطفی ﷺ وغایة کید نفس ندانیتم وغایة معرقت ندانتم۔

مجھے تین چیزوں کی انتہا معلوم نہ ہو درجاتِ مصطفیٰ ﷺ ،مکرنفس اور معرفت الٰہی۔(نفحات الانس)

امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فان فضل رسول اللہ ﷺ لیس لہ عدفیعرب عنہ ناطق بغم ۔(قصیدہ بردہ)

رسول اللہ ﷺ کی فضیلت کی کوئی حد نہیں اہل عرب وعجم کیا لب کشائی کریں۔

شاہ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

هررتبه که بود درامکان بروست ختم

هرنعمتے که درشت خدا شدیر وتمام

وہ مرتبہ جواللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے بنایا وہ صرف آپ ﷺ پر ختم ہوا اور ہر وہ نعمت جواللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے تیار فرمائی وہ آپ پر ہی مکمل ہوئی۔

یہ مٹ کے ان کی روش پر ہو خود ان کی روش

کہ نقش پا ہے زمیں پر نہ صوت پائے فلک

حل لغات

مٹ جانا محو ہو جانا، عاشق ہونا۔ روش، وضع قطع۔ روش، رفتار۔ صوت، آواز۔

شرح

محبوبِ کردگار ﷺ کے وضع قطع پر خودان کی نازک خرامی (نثار) کچھ ایسی محو ہوگئی کہ زمین پر آپ کے چلنے سے نہ نشانِ قدم اُبھرا اور نہ آسمانوں پر چلنے کی وجہ سے پاؤں کی چاپ سنائی دی۔

قدم مبارک

احادیث مبارکہ

(۱) رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک خوبصورتی میں بے مثال تھے۔ (ابن سعد)

(۲) حضور سرورِ عالم ﷺ زمین پر قدم جما کر چلتے تھے آپ سے تیز رفتار کسی کو نہ دیکھا گیا یوں محسوس ہوتا تھا کہ زمین لپٹتی جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دوڑنا پڑتا حالانکہ آپ اپنی عادت کے مطابق چلتے۔ (ترمذی)

(۳) نقش قدم، امام بیہقی حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ جب پتھر پر ننگے پاؤں چلتے تو

غاصت قدماه. (رواہ بیہقی)

پتھر پر پائے مبارک کا نشان آجاتا ہے۔

نہ میرے دل میں جگر میں نہ دیدہ تر میں — کرم کرے وہ نشانِ قدم تو پتھر میں

فائدہ

ایک روایت میں ہے کہ ریت پر جب قدم مبارک رکھتے تو بجائے گھس جانے کے زمین پتھر کی طرح ہوجاتی تو آپ اس پر ایسے چلتے جیسے سخت پتھر پر چل رہے ہوں۔

تعظیم و تبریک قدم اقدس

علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں کہ بعض اوقات جب حضور اکرم ﷺ برہنہ پا پتھر پر چلتے تو پتھر زم ہو جاتا اور نشانِ قدم پتھر پر آ جاتا اور ایسے پتھر جن پر قدمِ نبوی کے نشان ہیں بیت المقدس اور مصر کے کئی مقامات پر پائے جاتے ہیں

والناس تتبرک به وتزوروه وتعظمه (حجۃ اللہ صفحہ ۴۵۳)

اور لوگ اس پتھر کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں اور اس کو متبرک سمجھتے ہیں۔

شاہی مسجد لاہور کے تبرکات میں بھی ایک پتھر ہے جس پر حضور کا نشانِ قدم موجود ہے اور میں نے خود بھی اس کی زیارت کی ہے جمعہ کے دن ان تمام تبرکات کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ دہلی کے جس محلّہ میں یہ مبارک پتھر ہے اس محلّہ کا نام قدم شریف ہو گیا ہے۔

سلطان قاقیائی کی وصیت

علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں کہ سلطان قاقیانی نے بیس ہزار درہم سے ایک ایسا پتھر خرید کر رکھا گیا تھا کہ جس پر نشانِ قدم مبارک تھا

واوصیٰ بجحله عندقبره وهوالان موجود.

انہوں نے وصیت کی تھی کہ یہ مبارک پتھر میری قبر پر نصب کیا جائے۔

چنانچہ یہ پتھر ان کی قبر پر موجود بھی ہے۔ اس طرح ترکوں کے تبرکات خانہ میں بھی موجود ہے۔

فائدہ

ان کے علاوہ ہندو پاک کے متعدد مقامات پر بھی ایسے پتھر موجود ہیں ان کی نشاندہی فقیر آگے چل کر عرض کریگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی کی اس تحریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سلف صالحین وشاہانِ اسلام حضور ﷺ کے نشانِ قدم کی تعظیم وتکریم کرتے تھے اور اس کو متبرک سمجھتے تھے بلکہ اس پتھر کو ذریعہ نجات جانتے تھے۔ ثابت ہوا کہ بزرگانِ دین اور اولیائے کرام ومشائخ عظام کی ہر چیز کی تعظیم کرنا اسے متبرک سمجھنا اور اس کی زیارت کرنا یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ سلف صالحین وشاہانِ اسلام حضور ﷺ کی نشانِ قدم کی تعظیم وتکریم کرتے تھے اور وہابی نجدی ان کی تعظیم کو بدعت وشرک کہتے ہیں اگر یہ مان لیا جائے تو کیا سلف صالحین وشاہانِ اسلام بدعتی ومشرک تھے۔

تمہاری یاد میں گزری تھی جاگتے شب بھر

چلی نسیم ہوئے بند دید ہائے فلک

حل لغات

نسیم، صبح کی خوشبودار ٹھنڈی ہوا۔ دید ہا، دید کی جمع آنکھیں۔

شرح

اے محبوبِ کائنات، فخر موجودات ﷺ آپ کی یاد میں جاگتے جاگتے ساری رات گزر گئی تھی کہ اچانک صبح کی ہوا محبوب کی خوشبو سے جو چلی تو آسمانوں کی روشن آنکھیں بند ہوگئیں یعنی روشن ستاروں کی روشنی صبح کے اجالے کی وجہ سے ختم ہوگئی۔

اس میں عشاق کی بیقراری کی ترجمانی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ایسے واقعات بے شمار ہیں۔

بیقرار بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ایک دفعہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گشت کر رہے تھے ایک بی بی رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہی تھی

علےٰ محمد ﷺ صلوٰۃ الابرار صلے علیہ الطیبون الاخیار

قدکان قواباً بکی الاستحار یالیت شعری و المنایااطوار

هل تجمعنی وحبیبی الدار!

کیا کبھی اپنے محبوب کے ساتھ کسی گھر میں اکٹھا ہوگا۔ حضور ﷺ پر ابرار و اخیار اور یار لوگوں کے درود و سلام ہوں۔ آپ کی حالت یہ تھی کہ راتوں کو اللہ کی عبادت کے لئے کھڑے کھڑے روتے رہتے تھے اے کاش مجھے یقین ہو جائے کہ مرنے کے بعد حضور ﷺ کی زیارت ہوگی۔ بس یہی اک تمنا ہے اپنی موت کا علم تو نہیں کہ کب اور کہاں ہے اس لئے موتوں کے اطوار مختلف ہوتے ہیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہیں بیٹھ گئے اور روتے رہے اس کے بعد چند دنوں تک صاحب فراش رہے۔

سیدنا خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال

آپ کی صاحبزادی فرماتی ہیں کہ میرے والد جب سونے لگتے تو جب تک آنکھ نہ لگتی جاگتے رہتے اور حضور ﷺ کی یاد اور شوق و اشتیاق میں لگے رہتے اور مہاجرین و انصار کا نام لے کر یاد کرتے رہتے اور یہی کہتے کہ یہی میرے اصول وفروع یعنی بڑے چھوٹے ہیں اور ان کی طرف میرا دل کھینچا جا رہا ہے یا اللہ مجھے جلد ہی موت دے دے تا کہ ان سے جا کر

ملوں یہ کہتے کہتے سو جاتے۔(حیاتِ صحابہ، درمنشور للسیوطی)

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و دیگر جملہ عشاق

امام احمد رضا قدس سرہ اور آپ جیسے دیگر جملہ عشاق کے حال سے حضور ﷺ صدیوں پہلے آگاہ تھے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے محبت کرنے والے بعض لوگ میرے بعد ایسے پیدا ہوں گے کہ کاش اپنے اہل و عیال اور مال کے بدلے وہ مجھے دیکھ لیتے۔(بخاری)

مبارک ہو سنی تجھے

مذکورہ بالا روایات ہمیں مژدۂ بہار سناتی ہیں کہ سنی بریلوی تیری قسمت پر جملہ عالم رشک کرتا ہے کہ دورِ حاضرہ میں صرف اور صرف اہل سنت بریلوی ہی اس حدیث پاک کا مصداق ہے کہ اس کا بچہ بچہ مذکورہ بالا تمنا سے سرشار ہے اگر مشاہدہ کرنا ہے تو ان کی محافل ذکر رسول اور مجالسِ میلاد کا حال دیکھ لیجئے کہ ان کے جوانوں، بوڑھوں، بیبیوں اور بچوں بچیوں کی زبان پر ہوتا ہے

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
اور مر جاؤں حبیب خدا کہتے کہتے

نہ جاگ اُٹھیں کہیں اہل بقیع کچی نیند
چلا یہ نرم نہ نکلی صدائے پائے فلک

حل لغات

نہ جاگ اُٹھیں، زندہ ہو کر اُٹھ نہ بیٹھیں۔اہل بقیع، جنت البقیع والے، بقیع مدینہ منورہ کا قبرستان جس میں حضرت عثمان غنی اور حضرت فاطمہ الزہراء اور ان کے لختِ جگر حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بے شمار صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہم مدفون ہیں۔کچی نیند، نیند پوری نہ ہونا، نیند پوری نہ ہونے سے پہلے بیدار ہونا۔نرم، نرم خرام، آہستہ رو۔

شرح

نرم نرم زمین کو نین نازک خرامی کرتے ہوئے اپنے بستر راحت سے اُٹھ کر معراج کو چلا ہے رفتار کا عالم قیامت خیز

ہے اور جنت البقیع کے مردے قیامت سے پہلے ہی قیامت سمجھ کر کہیں اُٹھ نہ بیٹھیں ان کی آہستہ خرامی کا یہ مطلب ہے کہ آسمان پر گئے لیکن پائے مبارک کی چاپ اور آہٹ کسی کو محسوس نہ ہوئی۔

ازالہ وہم

اہل بقیع تمثیلاً ہے ورنہ معراج تو ہوئی مکہ معظّمہ میں اور بقیع کا قبرستان مدینہ طیبہ میں ہے یا اس لئے کہ حضور نبی پاک ﷺ شب معراج مکہ معظّمہ سے مدینہ طیبہ بھی گزرے بلکہ جبریل علیہ السلام پر یہاں دوگانہ بھی پڑھا لیکن اس وقت تو بقیع کا قبرستان نہیں تھا۔ حضور ﷺ نے ہجرت کے بعد اس کی بنیاد رکھی مصرعہ میں جنت البقیع مطلق اہل اموات سے استعارہ ہے کہ آپ کا معراج پر تشریف لے جانا نہایت راز داری سے تھا کہ کانوں کان کسی کو خبر تک نہ تھی۔ صبح کو حضور ﷺ اگر خود بیان نہ فرماتے تو کسی کو اس کا علم نہ تھا۔

معجزۂ معراج

ویسے تو واقعۂ معراج کا ایک ایک واقعہ مستقل معجزہ ہے لیکن خود نفس معراج بھی سب سے بڑا معجزہ ہے یہی وجہ ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے صبح کو واقعہ معراج بیان کیا تو ابوجہل نے واویلا مچادیا کہ یہ کیسے ممکن ہے رات کے تھوڑے سے حصے میں گئے بھی اور آئے بھی اس لئے خوش ہوا کہ اب رسول اللہ ﷺ کے یاروں کو بہکانا آسان ہے کہ کوئی بھی یہ بات ماننے کو تیار نہ ہوگا چنانچہ اس نے سب سے پہلے اپنے تیر کا نشانہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت شہر سے باہر تھے ابوجہل نے شہر سے باہر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر کہا کہ آج تمہارے صاحب نے ایسی بات کہہ دی ہے جو کوئی عقل مند ماننے کو تیار نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ ابوجہل نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں کہ آن کی آن میں گیا ہوں اور آیا ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں میں یقین سے کہتا ہوں کہ سچ ہے۔

انعام بر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابھی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے تھے کہ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے آسمانوں پر صدیق کا نام صدیق رکھ دیا ہے آپ زمین پر ان کا نام صدیق رکھ دیں۔

یہ اُن کے جلوہ نے کیں گرمیاں شب اسریٰ
کہ جب سے چراغ میں میں نقرۂ وطلائے فلک

حل لغات

چرخ۔آسمان۔نقرہ، چاندی، طلائی، سنہری۔

شرح

شب اسریٰ میں حضور کے جلوؤں کی تیزیوں نے یہ اثر دکھایا کہ آسمانوں کو سفید و سنہری صورتیں عطا کر دیں۔

عطائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرورِ عالم ﷺ کی عطا پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور بھی جتنا لکھا جائے کم ہے۔امام احمد رضا قدس سرہ نے یہی فرمایا ہے کہ فلک پر جو سرخ و سفیدی کی پر بہار رونقیں محسوس ہوتی ہیں یہ بھی حضور سرورِ عالم ﷺ کی عطا کردہ ہے کیونکہ جسے جو کچھ ملا ہے آپ ہی کے صدقے اور آپ ہی کے طفیل ملا ہے۔

معراج رات کے وقت کیوں؟

اس میں امام احمد رضا قدس سرہ ایک نکتہ بیان فرماتے ہیں۔امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ سے کسی نے سوال لکھا کہ سبحان کے لفظ میں کیا خصوصیت ہے اور آپ کو رات کو کیوں معراج ہوئی دن کو کیوں نہ ہوئی بیان کیجئے؟ فقیر اُویسی صرف اتنا قدر نقل کرتا ہے۔

حضرت عزوجل وعلا اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرمایا کرتا ہے اس کی ابتدا کہیں "ھو الذی" ہوئی ہے جیسے

هو الذى بعث فى الاميين رسولا منهم هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق

کہیں "تبارک الذی" سے

تبارک الذى نزل الفرقان علےٰ عبده ليكون للعلمين نزيرا

کہیں "حمد" سے جیسے

الحمد لله الذى نزل علےٰ عبده الكتب ولم يجعل له عوجا

یہاں تسبیح سے ابتداء فرمائی ہے

سبحن الذى اسرىٰ بعبده ليلا من المسجد الحرام

اس میں ایک صریح نکتہ ہے کہ جو بات نہایت عجیب ہوتی ہے اس پر تسبیح کی جاتی ہے "سبحان الذی" کیسی عمدہ چیز ہے "سبحان" کیسی عجیب بات ہے جسم کے ساتھ آسمان پر تشریف لے جانا کرۂ زمہریر طے فرمانا کرۂ نار طے فرمانا کروڑوں برس کی مسافت کو چند ساعت میں طے کرنا تمام ملک وملکوت کی سیر فرمانا یہ تو انتہائی عجیب کی آیاتِ بنیات ہیں

اتنی بات کہ کفارِ مکہ پر حجت قائم فرمانے کے لئے ارشاد ہوئی کہ شب کو مکہ معظّمہ میں آرام فرمائیں صبح بھی مکہ معظّمہ میں تشریف فرما ہوں اور رات ہی رات بیت المقدس تشریف لے جائیں اور واپس تشریف لائیں کیا کم عجیب ہے اس لئے "سبحن الذی" ارشاد ہوا کہ کفار نے آسمان کہاں دیکھے۔ ان پر تشریف لے جانے کا ان کے سامنے ذکر ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی وہ جانچ نہ کر سکتے بخلاف بیت المقدس جس میں ہر سال ان کے دو پھیرے ہوتے۔ "رحلة الشتاء والصیف" وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس ﷺ کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزے کی خود جانچ کر سکتے تھے اور ان پر حجت الٰہی پوری قائم ہو سکتی تھی۔ چنانچہ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ہی ہوا کہ جب حضور اقدس ﷺ کا بیت المقدس میں تشریف لے جانا اور شب ہی شب میں واپس آنا بیان فرمایا۔ جہاں ابو جہل لعین اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ اب ایک صریح حجت معاذ اللہ ان کے غلط فرمانے کی مل گئی لہٰذا ملعون نے تکذیب ظاہر نہ کی بلکہ یہ عرض کی کہ آج ہی رات تشریف لے گئے فرمایا ہاں کہاں اوروں کے سامنے بھی ایسا فرما دیجئے گا۔ فرمایا ہاں اب اس نے قریش کو آواز دی اور وہ جمع ہو گئے اور حضور سے پھر اس ارشاد کا اعادہ چاہا۔ حضور ﷺ نے اعادہ فرمایا کافر بغلیں بجاتے ہوئے صدیق اکبر کے پاس حاضر ہوئے۔ یہ گمان تھا کہ ایسی ناممکن بات سن کر وہ بھی معاذ اللہ تصدیق سے پھر جائیں گے۔ صدیق اکبر سے کہا آپ نے کچھ اور بھی سنا آپ کے یار فرماتے ہیں کہ آج کی رات بیت المقدس گیا اور شب میں واپس ہوا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا وہ ایسا فرماتے ہیں کہا ہاں وہ حرم میں تشریف فرما ہیں۔ صدیق اکبر نے فرمایا اگر انہوں نے یہ فرمایا تو واللہ حق فرمایا یہ تو مکہ سے بیت المقدس کا فاصلہ ہے میں تو اس پر ان کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح و شام آسمان کی خبر ان کے پاس آتی ہے۔ پھر کافروں نے حضور اقدس ﷺ سے بیت المقدس کے نشان پوچھے۔ جانتے تھے کہ یہ تو کبھی تشریف لے گئے نہیں کیونکر بتائیں گے وہ جو کچھ پوچھتے جاتے حضور ﷺ ارشاد فرماتے گئے۔ کافروں نے کہا واللہ نشان تو بالکل ٹھیک ہے پھر اپنے ایک قافلہ کا حال پوچھا کہ جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا کہ وہ بھی راستہ میں حضور اقدس ﷺ کو ملا تھا اور کہاں ملا تھا اور کیا حالت تھی اور کب تک آئے گا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں منزل میں ہم کو ملا تھا اور یہ کہ اتر کر ہم نے اس میں ایک پیالہ سے پانی پیا تھا اور اس میں ایک اونٹ بھاگا اور ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا اور قافلہ فلاں دن طلوعِ شمس کے وقت آئے گا۔ یہ مدت جو ارشاد ہوئی منزلوں کے حساب سے قافلہ کے لئے بھی کسی طرح سے کافی نہ تھی جب وہ دن آیا تو کفار پہاڑ پر چڑھ آئے کہ کسی طرح آفتاب چمک آئے اور قافلہ نہ آئے تو ہم کہہ دیں کہ دیکھو! معاذ اللہ وہ خبر غلط ہوئی کچھ جانب شرق طلوع آفتاب کو دیکھ رہے تھے کچھ جانب شام راہ قافلہ پر نظر رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ وہ آفتاب چمکا کہ ان میں سے دوسرا بولا وہ قافلہ آیا۔ یہ ہوتی ہے سچی نبوت جس کی خبر میں سر مو فرق آنا محال ہے۔ قادیانی سے زیادہ تو ان کفارِ مکہ کی ہی عقل تھی وہ جانتے تھے

کہ ایک بات میں بھی کہیں فرق پڑ جائے تو دعویٰ نبوت معاذ اللہ غلط ہو جائیگا مگر یہ جھوٹا نبی ہے کہ جھوٹ کے پھنکے مارتا ہے اور نہ وہ شرماتا ہے اور نہ اس کے ماننے والوں کو اس کا حس ہوتا ہے بلکہ اور بکمال شوخ چشمی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہے کہ ہاں ہاں یہ اگلے چار سو انبیاء کی پیش گوئیاں اور وہ جھوٹے یعنی پنجاب کا جھوٹا کذاب نبی اگر دروغ گو نکلا کیا پرواہ ہے اس سے پہلے بھی دو سو نبی جھوٹے گزر چکے ہیں یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ جب نبوت اور جھوٹ جمع ہو سکتے ہیں تو انبیاء کی تصدیق شرط ایمان کیوں ہوئی۔ ان کی تکذیب کفر کیوں ہوئی۔

ولکن لعنة الله وعلی الظلمین الذٰن یکذبون المرسلین.

ان عظیم وقائع نے معراجِ جسمانی ہونا بھی آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا اگر وہ کوئی روحانی سیر یا خواب تھا تو اس پر تعجب کیا؟ زید و عمر خواب میں حرمین شریفین تک ہو آتے ہیں اور پھر صبح بستر ہیں۔ رویا کے لفظ سے استدلال کرنا اور "الا فتنہ للناس" دیکھنا صریح خطا ہے رویا بمعنی روایت ہے فتنہ و آزمائش بیداری ہی میں ہے نہ خواب میں لہٰذا ارشاد ہوا "سبحن الذی اسری بعبدہ" واللہ تعالیٰ اعلم

رات تجلی کا لطفی ہے اور دن تجلی قہری اور معراج کمالِ لطف ہے جس سے مافوق مقصود نہیں لہٰذا تجلی لطفی ہی کا وقت مناسب تھا۔ معراج وصل محبّ و محبوب ہے اور وصال کے لئے عادۃً شب ہی انصب ماری جاتی ہے۔ معراج ایک معجزۂ عظیم قاہرہ وظاہرہ تھا اور سنت الٰہیہ ہے کہ ایسے واضح معجزہ کو دیکھ کر جو قوم نہ مانے وہ ہلاک کر دی جاتی ہے ان پر عذابِ عام بھیجا جاتا ہے جیسے اگلی امتوں میں بکثرت واقع ہوا ہے۔ معراج کو تشریف لے جانا اگر دن میں ہوتا تو سب ایمان لے آتے یا سب ہلاک کئے جاتے۔ ایمان تو کفار کے مقدر میں تھا ہی نہیں یہی شق رہی کہ ان پر عذابِ عام اُترتا اور حضور بھیجے گئے سارے جہان کے لئے رحمت جنہیں رب فرماتا ہے

ماکان الله لیعذبهم وانت فیهم

اے رحمت عالم جب تک تم ان میں تشریف فرما ہو اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں۔

لہٰذا شب ہی مناسب ہوئی۔ (حاشیہ تکمیل الایمان صفحہ ۱۳۸)

میرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن
گیا جو کاسۂ مہ لے کے شب گدائے فلک

حل لغات

غنی، مالدار۔ جواہر، جوہر کی جمع بمعنی موتی۔ کاسہ، پیالہ۔ مہ، ماہ کا مخفف، چاند۔ گدائے فلک، فقیر آسمان،

اضافت بیانیہ ہے خود آسمان فقیر۔

شرح

میرے سرکار کے دربار گہربار میں رات کو یہ آسمان جب فقیرانہ صورت میں ماہتاب کا فقیری پیالہ لئے ہوئے حاضر ہوا تو میرے غنی سخی نے موتیوں سے اس کا دامن پر کر دیا۔

شب معراج جودوعطا

شہنشاہوں کی عادت ہے کہ جب اپنی مملکت کا دورہ کرتے ہیں تو وہاں کے لوگ اپنی درخواستیں لے کر حاضر ہوتے ہیں تو شہنشاہ ان کی مرادیں پوری کرتا ہے بلاتمثیل یوں ہی سمجھئے کہ شہنشاہ ملکوت جب عالم بالا میں تشریف لے گئے تو فلک کاسہ لے کر آیا تو آپ نے خزانہ رحمت سے اس کے کاسہ میں جو جواہر و موتی ڈالے وہ یہی ستارے ہیں جو فلک کے کاسہ میں سرکار نے ڈالے تو کاسہ چھلک پڑا جو سارے فلک پر بکھرے ہوئے نظر آ رہے ہیں یہ سب حضور نبی کریم ﷺ کی عطا ہے۔

شعراءِ کرام امام اہل سنت کے اشعاروں میں یوں لکھا ہے اور اس کی کمال داد دیں فرما رہے ہیں فلک کو گداگر چاند جو کاسہ کی صورت میں اس کا فقیرانہ پیالہ اور عطا کا یہ حال کس گداگر کی جھولی تنگ ہے اس لئے وہ عطاء جو فلک کے کاسہ میں نہ سما سکی تو وہ بکھرے موتی پھیل کر پورے آسماں کو پر کر دیا۔

چونکہ میرا موضوع کلامِ امام احمد رضا قدس سرہ کو دلائلِ شرعیہ سے ثابت کرنا ہے اس لئے بلاغت وعلم بیان و معانی شعراء کرام کو دعوتِ سخن پیش ہے۔

قرآن مجید

واذ قال ربک للملائکه انی جاعل فی الارض خلیفه(پارہ۱)

فائدہ

محققین کی تصریحات موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم حضور ﷺ ہیں دیگر انبیاء علیہم السلام آپ کے نائب ہیں۔

حدیث شریف

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

ان اکرم خلیفة علی الله ابو القاسم ﷺ. (خصائص کبریٰ للسیوطی جلد۲صفحہ۱۹۵)

اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے اور اعظم خلیفہ سیدنا ابو القاسم ﷺ ہیں۔

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

انما انا قاسم واللہ یعطی . (رواہ البخاری)

خدا دیتا ہے تقسیم میں فرماتا ہوں۔

یہ حدیث کتنی مختصر ہے لیکن معانی کے لحاظ سے نہایت جامع ہے کیوں نہ ہو زبانِ رسول ﷺ کے الفاظ ہیں۔ اس حدیث کے معانی و مفہوم کے بیان کے لئے دفتر درکار ہے۔ یہاں صرف اس حدیث کے ایک پہلو پر غور کیجئے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ "واللہ یعطی کا قاسم ہوں یعنی تقسیم کسی قید سے مقید نہیں ہے نہ اس میں زمانہ کی قید ہے نہ وقت کی نہ ساعت کی قید ہے نہ مانگنے والے کی نہ عطیہ کی قید ہے نہ لینے والے کی گویا مقصودِ حدیث یہ ہے کہ ہر چیز کا معطی خدا ہے اور میں اس ہر چیز کا قاسم ہوں۔

اس حدیث نے حصر کا فائدہ دیا ہے اب یہ معنی ہوئے کہ حضور ہی قاسم ہیں اور ان کے سوا اور کوئی قاسم نہیں ہے۔ ہر نعمت کی تقسیم انہیں کے سپرد ہے جس کو جو ملے گا انہیں کے در سے ملے گا انہیں کے واسطہ سے ملے گا۔

مالک الخزائن

فقیر اُویسی غفرلہ نے ایک رسالہ لکھا ہے بنام "خزائن اللہ فی ید حبیب اللہ" یہاں صرف چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

بچپن سے ھی

سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا .... نے آپ کو ڈھانپ رکھا ہے اور آپ غائب ہوگئے پھر پردہ ہٹا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی .... مٹھی میں ہے اور منادی پکار رہا ہے

نج نج قبض محمد ﷺ علی الدنیا کلھما لم یبق خلق من اھلھا الا دخل فی قبضہ. (ابونعیم)

واہ واہ محمد ﷺ نے ساری دنیا پر قبضہ کرلیا کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو آپ کے قبضہ میں نہ آئی ہے۔

رہا جو قانع یکنان سوختہ دن بھر
ملی حضور سے کانِ گہر جزائے فلک

حل لغات

قانع، قناعت کرنے والا، صبر کرنے والا۔

شرح

جس آسمان نے ایک نان سوختہ (گرم سورج) پر دن بھر صبر کئے رکھا اس آسمان کو حضور کی طرف سے اس کی قناعت و صبر کی جزاء میں رات کو موتیوں کی کان (درافشاں ستارے) عطا کئے گئے فلک کے تارے جو فلک کی زیب و زینت ہیں وہ دراصل ہمارے آقا و مولیٰ ہی کا کرم ہے۔

فلک کے موتی

فلک کو موتیوں سے جھولی بھرنا تب نصیب ہوا جب اس نے حضور سرورِ عالم ﷺ کا ادب کیا۔ اس کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں کہ کیا یہ آسمان کو ستاروں کی رونق حضور ﷺ کے طفیل نصیب ہوئی۔ قرآن مجید میں ہے

زین السماء الدنیا برسینة الکواکب . (صافت صفحہ ٦)

بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا۔

فائدہ

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آسمان کا سنگھارنا اپنی طرف فرمایا یہ کام ملائکہ کرام نے سرانجام دیا تو جیسے ملائکہ کرام اس کے سنگھارنے کے سبب ہیں تو اس کی عطا کے سبب اور وسیلہ حضور ﷺ ہیں کیونکہ

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے

حاشا غلط غلط یہ ہوس بے خبر کی ہے

باادب بامراد

یہ قاعدہ مسلم ہے کہ ادب ہی سے مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ عالم ارواح میں جس نے ابراہیم علیہ السلام کی پکار کا جتنا ادب کر کے جتنی بار لبیک پکارا اتنی بار اس کو دولت حج نصیب ہوئی۔

عجیب واقعہ

حضرت عبداللہ بن مبارک کا معمول تھا کہ وہ ایک سال حج کرتے اور ایک سال جہاد کیا کرتے تھے وہ فرماتے ہیں ایک سال جبکہ میرا حج کا سال تھا میں پانچ سو اشرفیاں لے کر حج کے ارادہ سے چلا اور کوفہ میں جس جگہ اونٹ فروخت ہوتے ہیں پہنچا تا کہ اونٹ خریدوں۔ وہاں میں نے دیکھا کہ گڑھے پر مری ہوئی بطخ پڑی ہوئی ہے اور ایک عورت اس کے پاس بیٹھی اس کے پر نوچ رہی ہے میں اس عورت کے قریب گیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت کر رہی ہے وہ کہنے لگی جس کام سے تمہیں کوئی واسطہ نہیں اس کی تحقیق کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے اس کے کہنے سے کچھ فکر ہوئی تو میں نے پوچھنے پر اصرار کیا وہ کہنے لگی تمہارے اصرار نے مجھے حال ظاہر کرنے پر مجبور کر دیا ہے میں سیدانی ہوں میری چار لڑکیاں ہیں ان کے باپ کا

انتقال ہو چکا ہے آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ نہیں چکھا ایسی حالت میں مردار حلال ہے۔ یہ بطخ لے جا کر ان لڑکیوں کو کھلاؤں گی۔ابن مبارک کہتے ہیں کہ مجھے اپنے دل میں ندامت ہوئی اور میں نے اس عورت سے کہا اپنی گود پھیلا اس نے پھیلائی میں نے وہ پانچ سو اشرفیاں اس کی گود میں ڈال دیں وہ سر جھکا کر بیٹھی رہی۔ میں وہ اشرفیاں ڈال کر گھر چلا آیا اور حج کا ارادہ ملتوی کر دیا جب حجاج فراغت کے بعد واپس آئے اور میں ان سے ملتا اور یہ کہتا حق تعالیٰ شانہ تمہارا حج قبول کرے وہی یہ کہتا اللہ تعالیٰ تمہارا بھی حج قبول کرے اور جب میں کوئی بات کرتا تو وہ کہتے ہاں ہاں فلاں جگہ تم سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں بڑی حیرت میں تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے میں نے ایک رات حضور سرورِ عالم ﷺ کی زیارت کی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ تعجب کی بات نہیں ہے تو نے میری اولاد میں سے ایک مصیبت زدہ کی مدد کی تھی میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ تیری طرف سے ایک فرشتہ مقرر کر دے جو ہر سال تیری طرف سے قیامت تک حج کرتا رہے اب تجھے اختیار رہے چاہے حج کرنا یا نہ کرنا۔ (شامی کتاب الحج ،فضائل حج زکریا کاندھلوی اور رسالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور)

فائدہ

(ا) یہ واقعہ اسلاف رحمہم اللہ کی کتب میں بھی موجود ہے لیکن ہم نے مخالفین کی کتاب اور رسالہ سے نقل کیا تاکہ سند رہے خدام نے حکایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس واقعہ میں ہمارے اور آپ کے لئے کئی پہلو ایسے ہیں جو سبق حاصل کرنے کے لئے ہیں۔مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرنا اللہ و رسول ﷺ کو کتنا پسند اور یہ عمل دینی اعتبار سے بھی اور اخلاقی لحاظ سے بھی کتنا بلند اور اجر و ثواب کا باعث ہے لیکن ہمارے اندر جہاں اور بہت سی خرابیاں ہیں وہاں ہم نے دوسروں کی مدد کرنا بھی چھوڑ دیا ہے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ

نہ صرف مذکورہ فائدہ حاصل ہوا بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سادات کی تعظیم و تکریم پر کتنا بڑا انعام نصیب ہوا کہ ہر سال حضرت عبداللہ کی طرف سے ایک فرشتہ ہمیشہ حج پڑھتا رہیگا۔

حضور ﷺ سادات کی تعظیم پر خوش ہو کر دعائیں دیتے تھے اور آپ کی الحمدللہ ہر دعا مستجاب ہے۔

حضور سرورِ عالم ﷺ ہر امتی کے حال سے باخبر ہیں اور آپ پر کسی کا حال مخفی نہیں خواہ وہ عمل اتنا پوشیدہ ہو کہ سوائے اس کے اور کسی کو خبر نہ ہو۔اسی لئے ہم کہتے ہیں

فریاد جو امتی کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

اسی معنی پر ہم حضور سرورِ عالم ﷺ کو علم غیب اور حاضر و ناظر اور عالم کائنات میں متصرف باذن اللہ و عطا مانتے ہیں۔

امام احمد حنبل کا قمیص

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب اپنے قاصد کو خط دے کر بھیجا اور وہ بغداد میں امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچے تو اسے امام احمد حنبل نے اپنا قمیص دیا۔ قاصد جب قمیص لے کر امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا

ولکن اغسله وراتنی بمائه فغسله واتاه بالماء فاصه علی سائر جسده. (حیوۃ الحیوان للدمیری صفحہ ۱۰۱)

میرے پاس لے آیا چنانچہ اس نے اسے دھویا اور دھوون امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لائے آپ نے وہ پانی اپنے جسم پر انڈیل دیا۔

تجمل شب اسریٰ ابھی سمٹ نہ چکا
کہ جب سے ویسی ہی کوتل ہیں سبزہائے فلک

حل لغات

تجمل، آرائش جمال۔ کوتل، مراد سواری کا خاص گھوڑا، شان وشوکت کے لئے جو گھوڑا آراستہ ہو کر خالی ہی امراء ورؤساء کے آگے آگے جاتا ہے مجازاً خوبصورتی۔

شرح

شب معراج کی آرائش جب سے کہ سرکار نے سفر معراج کیا اب تک ختم نہ ہوسکی بلکہ آسمانوں کی ہریالیاں اور شادابیاں کوتل کی سی حالت میں اب تک ہیں یعنی حضور پرنور کے سفر پر گئے عرصہ دراز گزر چکا ہے مگر ان کے قدم ہائے مبارکہ کی برکت ورحمت زیبائش وآرائش انمٹ ہیں اور آسمان پر اسی طرح آج تک جگمگا رہے ہیں۔

خطاب حق بھی ہے درباب خلق من اجلک
اگر ادھر سے دمِ حمد ہے صدائے فلک

حل لغات

خطاب، کلام۔ حق، اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام۔ باب، تخلیق، تخلیق کے بیان میں۔ من اجلک، تیری وجہ سے یہ ایک حدیث قدسی کا ٹکڑا ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ نے حضور کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے ہر چیز آپ کے لئے پیدا کی ہے اور دوسری طرف آسمان بھی حمد الٰہی بجالایا ہے۔

یہ اہل بیت کی چکی سے چال سیکھی ہے

رواں ہے بے مددِ دست آسیائے فلک

اہل بیت، مراداً حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ آسیا، گندم پیسنے کی چکی۔

شرح

آسمان نے اہل بیت نبی کریم ﷺ حضرت فاطمہ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ کی چکی کی چال سے چلنا سیکھ لیا ہے اسی لئے تو آسمان خود بخود بغیر ہاتھ کی مدد کے شب و روز جاری ہے یعنی حضراتِ اہل بیت کی ہستیاں اتنی پاکیزہ اور عظیم ہیں کہ جن سے آسمان بھی رشک کرتا ہے۔

اہل بیت کی چکی

اس میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چکی پیسنے کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر حدیث شریف میں یوں ہے۔

ایک روز حضور سرورِ عالم ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آتے اور پھر واپس جاتے دیکھ لیا۔ دوسرے دن حبیب خدا ﷺ خود اپنی لخت جگر، نورِ نظر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے اور پوچھا بیٹی کل تم کس کام سے آئیں تھیں۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاموش رہیں اور نظریں نیچی کئے رہیں۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فاطمہ گھر کے سب کام خود کرتی ہیں۔ چکی پیستے ہاتھوں میں گٹے اور پانی لاتے مشک کی رسی کے سینہ پر نشان پڑ گئے ہیں اور جھاڑو دینے اور دیگر کام کرنے سے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں۔ کل چونکہ آپ کے پاس کچھ لونڈیاں، غلام آئے تھے اس لئے میں نے ہی اس کو کہا تھا کہ جا کر کوئی لونڈی یا غلام مانگ لاؤ تا کہ گھر کے کاموں کی محنت و مشقت سے تجھے آسانی و فراغت حاصل ہو جائے مگر وہ جا کر شرم حیاء کے باعث اجتماعِ عوام کو دیکھ کر واپس آ گئی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

قال اتقی اللہ یافاطمۃ وادی فریضۃ ربک واعملی عمل اھلک فاذااخذت مضجعک فسبحی ثلثاً وثلثین واحمدی ثلاثا وثلثین وکبری اربعا وثلثین فتلک مائۃ فھمی خیر لک من وخادم قالت رضیت عن اللہ وعن الرسول. (ابوداؤد شریف)

فاطمہ اللہ سے ڈرتی رہو اور اپنے رب کے فرض ادا کرتی رہو اپنے گھر کے کام کرتی رہو۔ جب سونے کے لئے لیٹو تو سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ اور الحمدللہ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ یہ سو بار کا ذکر تیرے لئے خادم حاصل کرنے سے بہتر ہے۔سیدہ نے عرض کی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے راضی ہوں۔

غور فرمایئے کہ سیدہ فاطمہ کے ہاں جب حضور سید عالم ﷺ تشریف لاتے تو وہ ادب واحترام کا پیکر اور شرم وحیا کا مجسمہ بن کر کچھ عرض کرنے کے بجائے خاموش رہتی ہیں۔آپ کی جانب سے جواب حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں اس سے گویا یہ عرض کردیا کہ میں خودنہیں آتی بلکہ بحکمِ شوہر نامدار حاضر ہوئی تھی۔

انتباہ

یہ شہ کونین ﷺ کی شہزادی جس کے چکی پینے سے ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے لیکن آج کل کی مسلمان زادیاں سنت زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تو اکثر محروم ہیں ہی بلکہ اس سنت سے نفرت اور مغربیت کی تقلید پر نازاں ہیں ان کو کون سمجھائے کہ بیبیو! مسلمان زادی ہو تو مسلمانوں کی شہزادی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو۔

اعلانِ خداوند

اگر ادھر یہ حال ہے تو کل دیکھنا جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت میں تشریف لے جانا چاہیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا آنکھیں بند کرو فاطمہ جنت میں جاتی ہے۔

نکتہ

امام احمد رضا قدس سرہ نے فلک کی چال کو دیکھ کر اہل بیت سے چال سیکھنے کی بات عاشقانہ رنگ میں بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ عاشق کو ہر شے کی چال پر محبوب کی ادا آجاتی ہے مثلاً حضرتِ مجنون نے جنگل کے ہرنیوں سے مخاطب ہوتے

باطبیات القاع قلن لنا...............الیلای منکن ام لیلی من البشر

اے میدانی ہرنیو بتاؤ میری لیلیٰ تمہاری جیسی ہے یا لیلیٰ بشر ہے۔

مجنون مرحوم کو ہرنیوں کی اداد یکھنے پر لیلیٰ یاد آگئی تو امام احمد رضا قدس سرہ فلک کی چال سے اہل بیت کی چکی تصور میں پھر گئی۔

رضا یہ نعت نبی نے بلندیاں بخشیں
لقب زمین فلک کا ہوا سمائے فلک

حل لغات

لقب، نام جو اچھی یا بری صفت کی وجہ سے مشہور ہو گیا ہو۔ زمین، مراد اشعر کی بحر قافیہ ردیف۔ سماء فلک، آسمان کی بلندی۔

شرح

اے رضا نبی پاک ﷺ کی نعت پاک نے یہ بلندیاں عطا فرمائیں کہ یہ نعت مبارک جو فلک والی زمین ردیف پر میں نے کہی ہے اس کا لقب سمائے فلک آسمان کی بلندی پڑ گیا۔ لوگ ردیف فلک والی نعت کہہ کر یاد کہتے ہیں نہ صرف ردیف فلک والی نعت بلکہ اب تو یہ حال ہے کہ آپ کے دیوان "حدائق بخشش" کی ہر نعت اہل محبت کے حرزِ جان بن گئی ہے۔ آپ کی شاعری کا کمال ہر صاحب کمال شاعر نے تسلیم کر لیا ہے اس موضوع پر مستقل تصانیف رسائل شائع ہو رہے ہیں۔

باب اللام نعت نمبر ۲۵

کیا ٹھیک ہو رخِ نبوی پر مثال گل
پامال جلوۂ کفِ پا ہے جمالِ گل

حل لغات

پامال، تباہ خراب۔ جلوۂ کف پا، پیر کے تلوا کی چمک دمک، خوبصورتی۔ جمالِ گل، پھول کا حسن۔

شرح

لوگ سید المرسلین ﷺ کے چہرۂ منور پر غنچہ وگل کی مثال دے دیا کرتے ہیں حالانکہ غنچہ گل کا حسن جمال تو ان کے تلوؤں کے جلوؤں کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا تو رُخِ نبوی ﷺ پر غنچہ وگل کی مثل بھلا کیسے فٹ آسکتی ہے۔

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان عشاق کو سبق سکھاتے ہیں کہ رُخِ مصطفیٰ ﷺ کو گل سے تشبیہ دینا شانِ کریمی کے خلاف ہے اس لئے کہ تشبیہ تو اعلےٰ سے دیجاتی ہے یہاں تو یہ حال ہے کہ جس کے ساتھ تم رُخِ مصطفیٰ ﷺ کو تشبیہ دے رہے ہو وہ خود رُخِ مصطفیٰ ﷺ کا محتاج ہے بلکہ اپنے حسن وخوبی میں رُخِ مصطفیٰ ﷺ کا ریزہ خواب اور بھکاری ہے اسے جو کچھ ملا ہے اسی در سے ملا ہے پھر عاشق ہو کر محبوب ﷺ کے عشق میں اتنی بہت بڑی کمی کیوں کر رہے ہو۔

اعجوبہ

گل کے جتنے معروف معانی ہیں امام احمد رضا قدس سرہ نے اکثر اس نعت شریف میں جمع فرمادیئے ہیں۔ آنے والے اشعار پر گہری نگاہ ڈالئے۔

جنت ہے ان کے جلوہ سے جویائے رنگ وبو
اے گل ہمارے گل سے ہے گل کو سوالِ گل

حل لغات

جویائے، طلبگار۔ گل، گلاب کا پھول۔ ہمارے گل، محبوبِ گل کو، گلاب کا پھول۔ سوالِ گل، خوبصورتی کا سوال۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی جنتیں بھی نازنین کونین ﷺ کے جلوؤں کے رنگ وبو (خوشبو وخوبصورتی) کی طالب ہیں۔ اے نازنیو! ہمارے محبوب کے حسن وجمال کا کیا کہنا خود خوبصورت گلاب کے پھول اپنی خوبصورتی کو چار چاند لگانے کے لئے ہمارے محبوب سے خوبصورتی مانگتے ہیں۔

اگرچہ محدثین نے گلاب میں پسینہ مصطفیٰ ﷺ کی روایت پر کلام کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ گلاب خوشبو میں تمام پھولوں کا سرتاج ہے لیکن ہے تو سرورِ انبیا ﷺ کے پسینہ کا بھکاری اور جنت کی خوشبو کتنا ہی بھلی اور حسن وخوبی میں بلند وبالا سہی لیکن ہے تو وہ بھی ہمارے محبوبِ کریم ﷺ کی در کی گدا۔

نوٹ

اس شعر میں گل چار بار آیا ہے ہر گل کا علیحدہ علیحدہ مطلب ہے۔

حدیث گلاب کی تحقیق

مثلاً اے گل معروف معنیٰ کو خطاب ہے ہمارے گل سے حضور ﷺ مراد ہیں جو کہ آپ محبوبِ خدا اور حبیب خدا ہیں تیسرے سے مراد بہشت ہے چوتھے سے مراد خوشبو ہے۔

گل گلاب اندر

بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور سرورِ انبیا ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج گل سفید اللہ تعالیٰ نے میرے پسینے سے پیدا فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ گلِ سرخ حضور ﷺ کے پسینہ سے پیدا ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا شب معراج کی واپسی پر میرے پسینہ کا ایک قطرہ زمین پر گرا تو زمین ہنسی اس لئے گل سرخ پیدا ہو گیا جو شخص مجھے سونگھنا چاہے وہ گلاب کو سونگھ لے۔ (مواہب لدنیہ)

ازالہ وہم

بعض لوگ گلاب کی احادیث پر شک کرتے ہیں حضرت شاہ محدث عبدالحق محقق فن حدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ محدثین کی اصطلاحی گفتگو ہے اور فقیر اُویسی غفرلہ پہلے عرض کر چکا ہے کہ اصطلاح حق ہے لیکن فضیلت محبوبِ حق بھی حق ہے۔ اس لئے امام ابوالنصرح ہروانی محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ احادیث میں وارد ہوا ہے وہ نبی مختار ﷺ کے بحرِ فضل و فضیلت بے کنار کا ایک قطرہ ہے جو عزت پروردگارِ عالم نے اپنے حبیب ﷺ کو بخشی ہے اور جس مرتبہ پر آپ کو بلند قدر فرمایا ہے یہ ان کے ایک بڑے حصے کی ایک معمولی سی مقدار ہے۔

اصطلاح محدثین کا جواب

ہاں محدثین کی گفتگو اور ان کی اصطلاح بھی حق ہے کیونکہ وہ تحقیق و تصحیح اسناد کی بنا پر گفتگو کرتے ہیں نہ یہ کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے شانِ قدر کے لئے بعید و محال سمجھتے ہیں لیکن وہابیہ دیوبندیہ پر افسوس نہ کیا جائے اس لئے کہ وہ ''فی قلوبھم مرض'' کے مریض ہیں۔ ہاں افسوس ان پر ہے جو ان سے متاثر ہو کر اپنے آقا و مولیٰ کی شانِ اقدس میں محدثانہ گفتگو کی بناء پر شک و شبہ میں پڑ جاتے ہیں لیکن یہ بھی مجبور ہیں کہ انہیں صحبت بدبختوں کی ملی ہے ورنہ حقیقت بین آنکھیں تو اس سے بڑھ کر دیکھتی ہیں یہ بشریت کے پسینہ کی بات ہے نوری پسینہ کا حال امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنیئے۔

پسینہ حبیب اعظم ﷺ سے عرش و کرسی اور لوح و قلم وغیرہ پیدا ہوئے

امام غزالی قدس سرہ لکھتے ہیں

ومن عرق وجهه خلق العرش والكرسي واللوح و القلم والشمس والحجاب والكواكب وماكان في السماء. (دقائق الاخبار)

حضور سرورِ عالم ﷺ کے چہرۂ اقدس کے پسینہ سے عرش وکرسی لوح وقلم سورج حجاب اور کواکب پیدا کئے گئے۔

فائدہ

مخالفین کے لئے یک نہ شد دو شد بلکہ مرگ شد کہ وہ ظاہری پسینہ سے گلاب کی تخلیق کا انکار کرتا ہے۔امام الثقلین حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چہرۂ نورانی (عالم بطون) سے کل کائنات کے اعلیٰ ترین اجزاء کا پیدا ہونا ثابت کر دیا ۔امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت عالم اسلام میں محتاجِ تعارف نہیں وہابی بھی انہیں مانتا ہے۔

خلاصہ

اے خاکدان گیتی..... بیشک تجھے اپنے کمال پر ناز ہے لیکن تو کس قطار وشمار میں ہمارے گل امام الرسل ﷺ سے جنت بھی گل مانگتی ہے جبکہ اسے پھولوں کی کمی نہیں لیکن اسے معلوم ہے جو گل اس محبوبِ کریم ﷺ سے عطا ہو گا وہ انمول اور بہشت کے تمام پھولوں کا سردار ہو گا اور جنت کا سوال بھی کوئی اچنبھے کی بات نہیں جبکہ جنت کی کیا شے ہے کل کائنات حضور سرورِ عالم ﷺ کے درِ اقدس کی سوالی ہے۔اس لئے کہ آپ ہی تو ہیں قاسم رزق اللہ ﷺ۔

اُن کے قدم سے سلعۂ غالی ہوئی جناں
واللہ میرے گل سے ہے جاہ وجلال گل

حل لغات

سلعۂ غالی ،قیمتی جنت ۔ جناں ، جنت کی جمع ،جنتیں ، غالیہ کو حدیث شریف میں قیمتی جنت کہا گیا ہے یعنی متاع گرانمایہ۔

شرح

اس محبوبِ مکرم ،نورِ مجسم ﷺ کے جنت میں قدمہائے مبارک سے جنتیں بیش بہا اور قیمتی ہو گئیں بخدا میرے ہی محبوب کی شان ہے جس کی وجہ سے پھولوں کا بھرم ہے۔

اس شعر میں امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے کہ ہر شے میں جو بھی کمال ہے وہ صدقہ ہے نبی سرورِ عالم ﷺ کا بہشت قیمتی کا ہونا تب ہوا جب اس نے شب معراج حضور ﷺ کے قدم چومے اسے یوں سمجھئے کہ شب معراج حضور سرورِ عالم ﷺ کا سینہ مبارک چاک کرنے کے لئے آپ زم زم سے دھویا گیا۔اس پر محدثین نے

انتباہ فرمایا ہے کہ اس سے یہ نہ سمجھنا کہ آبِ زم زم سے قلب مبارک کی کسی نقص یا عیب دور کرنا مطلوب تھا بلکہ یہ عقیدہ ہو کہ آبِ زم زم کو حضور سرورِ عالم ﷺ منسوب کر کے اس میں برکات کا اضافہ مطلوب تھا کہ پہلے اسے صرف اسماعیل علیہ السلام سے ایڑی سے نسبت تھی اب اسے قلب مصطفیٰ ﷺ سے نسبت ہوئی تو اس نے تمام برکات حاصل کر لی۔

سنتا ہوں عشق شاہ میں دل ہوگا خونفشاں

یارب یہ مژدہ سچ ہو مبارک ہو فال گل

حل لغات

خون فشاں، خون ڈالنے والا۔ مژدہ، خوشخبری۔ فال گل، پھولوں کی فال، شگون۔

شرح

میں پھولوں سے سنتا ہوں کہ شہنشاہ دو عالم ﷺ کی محبت و عشق میں دل و جگر خون افشانی کرنے لگیں گے اگر ایسا ہے تو میرے پرور دگار یہ خوشخبری سچ کر دے اور پھولوں کی یہ خوشخبری مبارک ہو کہ پھولوں کی سعادت مندی تو ہے ہی کہ انہیں باکمال آقا ﷺ کا دامن مبارک نصیب ہو گیا اور ہمیں مبارک اس لئے کہ ہم فخر سکیں گے کہ ہمارا وہ محبوب ہے جس کے پھولوں جیسے نازنین بھی نیاز مند ہیں۔

ذیل میں فقیر ایک دلیل قائم کرتا ہے کہ جن اشیاء میں اگر چہ بظاہر شعور وغیرہ محسوس نہیں ہوتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں جان بھی ہے اور شعور بھی۔ یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے خلافاً للمعتزلہ اس کے دلائل میں سے ایک دلیل ملاحظہ ہو استن حنانہ کے متعلق حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں

سمعنا للجذع صوتاً لصوت العشار. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۷۵)

کھجور کے اس تنا سے حاملہ اُونٹنی کی سی آواز آتی تھی جو ہم نے سنی۔

صحابہ کرام حیران ہوئے کھجور کے خشک تنے سے رونے کی آواز آرہی ہے مگر یہ کسے معلوم تھا کہ اس تنا کو کس حسن والے کی جدائی رلا رہی ہے۔ حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

حسنة الخشة فاقبل الناس عليها حتى كثه بكاؤهم. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۷۶)

کہ جب تنا رونے لگا تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور صحابہ بھی اس کے ساتھ رونے لگے تمام حاضرانِ مجلس خیر البشر روئے

رلائے جب کہ چوبِ خشک کو آقا کی مجبوری

کہو پھر عین فطرت سے نہ کیونکر ہر بشر روئے

آخر حضور نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے

واحتضنه فسكن وقال لو لم احتضسته لحن الیٰ یوم القیمة.

اوراس کو گلے سے لگالیا اور وہ چپ ہو گیا حضور نے فرمایا کہ اگر میں اس کو تسلی نہ دیتا تو یہ لکڑی قیامت تک روتی رہتی۔

فائدہ

استن حنانہ کی حدیث متواتر المعنی حدیث ہے اس کی سندات اور مزید بیانات فقیر نے ''صدائے نوی شرح مثنوی'' میں بیان کی ہے۔

انتباہ

حضور اکرم ﷺ کا یہ معجزہ عجیب تر ہے یہ خشک لکڑی جمادِ محض ہے اور ایسی چیز جس میں عادتاً نہ حیات آسکتی ہے اور نہ روح ...... کی یہ صلاحیت رکھتی ہے ورنہ کسی وقت اس میں حیات موجود تھی۔

بلبل حرم کو چل غم فانی سے فائدہ
کب تک کہے گی ہائے وہ غنچہ وہ لال گل

حل لغات

بلبل، مشہور پرندہ، مراداً جان وروح۔

شرح

اے بلبل جان تم مدینہ چلو ابدی زندگی وہیں ملے گی یہاں تو رہ کر فانی کے چیزوں کے فانی غم میں مبتلا رہو گے اس سے کیا فائدہ؟ آخر تو کب تک ہائے وہ غنچہ ہائے اور ہائے وہ پھول کہتی رہی گی یعنی کب تک ناپائیدار غنچہ وگل کی حسرتوں پر مرتی رہے گی۔

مجازی عشاق کو حقیقی محبوب سے محبت کرنے کی دعوت دی گئی ہے اور حقیقت ہے کہ مجازی محبوب کو فنا ہے اور اس کا فائدہ بھی کچھ نہیں ہے اور محبوبِ خدا کی محبت میں بقا اور دارین کی سعادت بھی نصیب ہو گی مثلاً استن حنانہ کہ یہ ایک بے جان شے ہے لیکن جب اس نے حبیب خدا ﷺ سے محبت کی تو بقا پا گیا۔

استن حنانہ کا مختصر واقعہ

اس کا مختصر وقعہ یہ ہے کہ جب مسجد نبوی تعمیر ہوئی تو شروع شروع میں کوئی منبر نہ تھا۔ حضور ﷺ جمعہ کا خطبہ ایک کھجور کے خشک تنا کے ساتھ تکیہ لگا کر دیا کرتے تھے۔ کچھ دن بعد ایک صحابی نے حضور ﷺ کے لئے تین سیڑھی کا ایک منبر تیار کر دیا اور وہ کھجور کا تنا حضور ﷺ کے تکیہ لگانے کے شرف سے محروم ہو گیا اور اس سے رونے کی آواز آنے لگی۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں

صاحت النخلة صیاح الصبی. (بخاری)

وہ کھجور کا تنا بچوں کی طرح رونے لگا۔

درسِ عبرت

یہ نباتاتی جسم چوبِ خشک زندہ ہوئی اس میں انسانی صفات پیدا ہو گئیں چنانچہ اس کھجور کے تنا کا رونا چلانا بخاری و مسلم سے اور تھرتھر کانپنا نسائی سے ثابت ہے گویا اس چوبِ خشک کو فراقِ محبوب کا احساس اور فقدانِ شرف کا علم بھی حاصل ہو گیا بلکہ اس کھجور کے تنا سے ایک عاشقانہ رنگ ظاہر ہوا۔

موازنہ

وہ مسیح علیہ السلام تھے جنہوں نے انسان کے مردہ جسم کو زندہ کیا یہ حبیب خدا ﷺ ہیں جو ایک خشک لکڑی کو باذن اللہ زندہ فرما کر عقل و شعور فہم و ادراک حزن و ملال جیسی صفاتِ انسانی اس میں پیدا فرما رہے ہیں۔

ہاں دم عیسیٰ سے نابینا بھی بینا ہو گئے
قم باذن اللہ کہا مردے بھی زندہ ہو گئے
لیکن اس اعجاز پر عیسیٰ بھی شیدا ہو گئے
مصطفیٰ نے خشک لکڑی کو زندہ کردیا

اختیارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قارئین نے جہاں عشقِ مصطفیٰ ﷺ استن حنانہ سے سیکھا ہے یہ بات بھی نہ بھولئے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اختیارِ کلی عطا فرمایا ہے امورِ تکوینیہ ہوں یا تشریعیہ مثلاً استن حنانہ کا احیاء امورِ تکوینیہ ہے لیکن حضور ﷺ نے کر دکھلایا چنانچہ ملاحظہ ہو

...... عبداللہ بن بریدہ سے اور امام بغوی سے اور ابو نعیم و ابن عساکر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب منبر تیار ہوا اور حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما کر خطبہ فرمایا تو کھجور کا خشک تنا فراقِ رسول ﷺ میں

چیخ چیخ کر رونے لگا۔ حضور ﷺ منبر سے اُترے اور کھجور کے تنے پر دست شفقت رکھ کر فرمایا اے خشک لکڑی کیوں روتی ہے؟ استن حنانہ نے عرض کی رحمت والے کریم تیری جدائی رلاتی ہے۔ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

اسکن ان تشاء اغرسک فی الجنة فیا کل منک الصالحون وان تشاء ان اعیدک رطبا کما کنت فاختار الاخرة. (خصائص جلد ۳ صفحہ ۷۶)

چپ ہو جا تو کہے تو تجھے جنت کا درخت بنا دوں اور نیک بندے تیرے پھل کھائیں اور کہے تو تجھے دنیا میں کھجور کا ایک سرسبز و شاداب درخت بنا دوں اس نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔

عاشق کی رضا طلبی

وہ بھی کیا منظر ہوگا کہ شہنشاہ عرب و عجم ﷺ ایک خشک لکڑی سے گفتگو فرما رہے ہوں گے اور اس خشک لکڑی کا کیا مرتبہ ہے کیسے نصیب ہیں کہ سرکار اس سے اس کی مرضی پوچھ رہے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تو کہے تو تجھے جنتی درخت بنا دیا جائے۔ معلوم ہوا کہ جنت کے سیاہ و سپید کا حضور کو اختیار ہے ورنہ کیا کوئی جنت میں کسی درخت کی کمی یا زیادتی کر سکتا ہے۔

فائدہ

ثابت ہوا کہ جنت حضور کی ملک ہے اور اس میں آپ کو ہر قسم کا اختیار ہے نہیں بلکہ ساری خدائی آپ کے قبضہ میں ہے

یہ اکرام ہے مصطفیٰ پہ خدا کا
کہ جو کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا

بازاروں میں مٹی کی چڑیا بکتی ہے غرضیکہ شق اول صرف تمہید ہے اور شق ثانی بالیقین معجز ہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پھونک مارنے سے وہ مٹی کی مورت زندہ ہو کر اُڑ جاتی ہے۔

یہ سمجھنے کے بعد اس پر غور کیجئے کہ ایک تو کسی چیز کو منہ سے پھونک مار کر زندہ کرنا ہے اور دوسرے یہ کہ نہ پھونک مار کر افاضہ حیات کیا جائے اور نہ نفخ روح ہو بلکہ محض کسی کے پاس سے گزر جائے یا اس کو ہاتھ لگانے سے وہ چیز زندہ ہو جائے۔

ان دونوں طریقوں میں طریق دوم بہت افضل ہے کیونکہ طریق اول میں پھونک مار کر مٹی کی صورت بنا کر وہ چیز زندہ ہو رہی ہے اور طریق ثانی میں صرف ہاتھ لگا کر اشیاء کو زندہ کیا جا رہا ہے۔

ان مقدمات کے سمجھ لینے کے بعد حضور ﷺ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کا موازنہ کیجئے۔

حضرت مسیح علیہ السلام پہلے مٹی سے پرندہ کی صورت بنائے پھر اس میں پھونک مارتے ہیں پھر وہ مٹی کی مورت زندہ

ہوکراڑتی ہے۔

لیکن فہم وعقل اور صفاتِ انسانی سے پھر بھی خالی ہوتی ہے گویا معجزہ عیسوی کے متعلق یہ بات یادرکھنی چاہیے کہ حضرتِ مسیح کے پھونک مارنے کے بعد وہ مٹی کی مورت زندہ ہوتی تھی مگر عقل وفہم اور انسانوں کی طرح باتیں کرنے کی صفات اس میں پیدا نہیں ہوتی تھیں لیکن سید المرسلین حبیب رب العالمین ﷺ کی نرالی شان ہے۔

آپ کی شریعت میں تصویر حرام ہے اس لئے مٹی سے پرند کی شکل نہیں بنائی جاتی حضور نے پتھروں، درختوں اور نباتات کو زندہ فرمادیا مگر کیسے پھونک مار کر افاضہ روح نہ کیا بلکہ حضور کسی درخت یا پتھر کے قریب سے گزرے یا آپ نے اس کو اپنا دست اقدس لگایا تو وہ پتھر زندہ ہوگئے نہ صرف زندہ ہوئے بلکہ صفاتِ انسانی ان میں پیدا ہوگئے۔ وہ بولنے لگے انسانوں کی طرح فہم وشعور عقل وادراک کے وہ مالک ہوگئے۔

غمگین ہے شوق غازۂ خاک مدینہ میں
شبنم سے دھل سکے گی نہ گردِ ملالِ گل

حل لغات

شوق، اشتیاقِ خواہش۔ غازۂ خاک، مدینہ پاک کی خاک کا پوڈر۔ گرد، غبار۔ ملال، رنج وغم۔

شرح

پھولوں پر عشق مدینہ کے رنج وغم کا گہرا غبار چھا گیا ہے یہ وہ غبار ہے جو رات کی شبنم سے دن بھر کی گردوغبار کی طرح دھل نہ سکے گی یہ گل تو مدینہ منورہ کی خاک کو اپنا پوڈر بنانے کے لئے غمگین وبے چین ہے۔

اس میں مدینہ اور محبوبِ مدینہ ﷺ سے عشق ومحبت کا فائدہ بیان فرمایا کہ جسے نصیب ہوئی اس کی دنیا بھی کیا بدل گئی ۔ کونین میں اس کا سراونچا ہوگیا صحابہ کرام اس دعویٰ کی دلیل کے لئے کافی ہیں لیکن فقیر یہاں ایک وہ دلیل قائم کرتا ہے کہ ہماری طرح ایک نا دیدہ عاشق نے ہزار سال پہلے جب مدینہ ومحبوبِ مدینہ ﷺ سے لو لگائی تو کیا سے کیا ہوگا۔ میری مراد حضرت تبع حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

واقعہ تبع حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادتِ رسول ﷺ سے ایک ہزار سال پہلے کا ایک عاشق رسول

تقریباً تاریخ مکہ ومدینہ کی اکثر کتابوں کے علاوہ تواریخ اور سیرت کی کتب مثلاً شاۂ یمن، نسیم الریاض اور کتاب المسطرف اور حجۃ العالمین اور تاریخ ابن عساکر، زرقانی وغیرہ میں ہے کہ حضور ﷺ سے ایک ہزار سال پیشتر یمن کا بادشاہ

تبع اول حمیری تھا۔ ایک مرتبہ وہ اپنی سلطنت کے دورہ کو نکلا بارہ ہزار عالم اور فقیر اور ایک لاکھ تیرہ ہزار پیادہ اپنے ہمراہ لئے اور اس شان سے نکلا کہ جہاں بھی پہنچتا اس کی شان وشوکت شاہی دیکھ کر مخلوقِ خدا چاروں طرف سے نظارہ کو جمع ہو جاتی تھی۔

مکہ معظمہ

یہ بادشاہ جب دورہ کرتے ہوئے مکہ معظّمہ پہنچا تو اہل مکہ سے کوئی اسے دیکھنے نہ آیا۔ بادشاہ حیران ہوا اور اپنے وزیراعظم سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ اس شہر میں اک گھر ہے جسے بیت اللہ کہتے ہیں اور اس کے خادموں کو جو یہاں کے باشندے ہیں تمام لوگ بے حد تعظیم کرتے ہیں اور جتنا آپ کا لشکر ہے اس سے کہیں زیادہ دور اور نزدیک کے لوگ اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں پھر آپ کا لشکر ان کے خیال میں کیا آئے۔

بے ادبی کی سزا

بادشاہ کو غصہ آیا اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں اس گھر کو کھدوا دوں گا اور یہاں کے باشندوں کو قتل کروا دوں گا۔ یہ کہنا ہی تھا کہ بادشاہ کے ناک، منہ اور آنکھوں سے خون نکلنا شروع ہو گیا اور ایسا بدبودار مادہ نکلنے لگا کہ اس کے پاس سے گزرنے کی کسی کو طاقت نہ رہی اس مرض کا علاج کیا گیا مگر آرام نہ ہوا۔ بادشاہ کے ہمراہی علماء میں سے ایک عالم تشریف لائے اور نبض دیکھ کر کہنے لگا مرض آسمانی ہے اور علاج زمین کا ہو رہا ہے۔

کعبہ کا پہلا غلاف

اے بادشاہ! اگر آپ نے کوئی بری نیت کی ہے تو فوراً اس سے توبہ کیجئے بادشاہ نے دل ہی دل میں بیت اللہ شریف اور خدامِ کعبہ کے متعلق اپنے ارادے سے توبہ کرلی۔ توبہ کرنے سے ہی اس کا وہ خون اور مادہ بہنا بند ہو گیا اور پھر صحت کی خوشی میں اس نے بیت اللہ شریف کو ریشمی غلاف چڑھایا اور شہر کے ہر باشندے کو سات سات اشرفی اور سات سات ریشمی جوڑے نذر کئے۔

مدینہ کی حاضری

پھر یہاں سے چل کر جب مدینہ منورہ پہنچا تو ہمراہی علماء نے جو کتب سماویہ کے عالم تھے وہاں کی مٹی کو سونگھا اور کنکریوں کو دیکھا اور نبی آخرالزماں کی ہجرت گاہ کی جو علامتیں انہوں نے پڑھی تھی اس کے مطابق اس سرزمین کو پایا تو باہم عہد کرلیا کہ ہم یہاں ہی مر جائیں گے مگر اس سرزمین کو نہ چھوڑیں گے۔ اگر ہماری قسمت نے یاوری کی تو کبھی نہ کبھی نبی آخرالزماں ﷺ یہاں تشریف لائیں گے ہمیں بھی زیارت کا شرف حاصل ہو جائیگا ورنہ ہماری قبروں پر ضرور ہی کبھی نہ کبھی

ان کی جوتیوں کی مقدس خاک اُڑ کر پڑ جائے گی جو ہماری نجات کے لئے کافی ہے۔

علماء کی کوٹھیاں

یہ سن کر بادشاہ نے ان علماء کے لئے چار سو مکانات بنوائے اور ایک عالم ربانی کے مکان کے پاس حضور سرورِ عالم ﷺ کی خاطر ایک دو منزلہ عمدہ مکان تیار کرایا اور وصیت کر دی جب آپ تشریف لائیں تو یہ مکان آپ کی آرام گاہ ہوگی اور ان چار سو علماء کی کافی مالی امداد بھی کی اور کہا کہ تم یہیں رہو۔

محبوب کے نام خط

اور پھر اس بڑے عالم ربانی کو خط لکھ دیا اور کہا کہ میرا یہ خط اس نبی آخر الزماں ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دینا اور اگر زندگی بھر تمہیں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کا موقع نہ ملے تو اپنی اولاد کو وصیت کر دینا کہ نسلاً بعد نسل میرا یہ خط محفوظ رکھیں حتی کہ سرورِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جائے یہ کہہ کر بادشاہ وہاں سے چل دیا۔

ہزار سال بعد

وہ خط نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک ہزار سال بعد پیش ہوا کیسے ہوا اور خط میں کیا لکھا تھا۔ سنیئے اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اعتراف فرمایئے۔

خط کا مضمون

کمترین مخلوقات تبع اول حمیری کی طرف سے بخدمت شفیع المذنبین سید المرسلین محمد رسول اللہ، اما بعد اے اللہ کے حبیب میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور جو کتاب آپ پر نازل ہوگی اس پر بھی ایمان لاتا ہوں اور میں آپ کے دین پر ہوں۔ پس اگر مجھے آپ کی زیارت کا موقع ملے گا تو بہت اچھا اور غنیمت اور اگر میں آپ کی زیارت نہ کر سکا تو میری شفاعت فرمانا اور قیامت کے روز مجھے فراموش نہ کرنا میں آپ کی پہلی امت میں سے ہوں اور آپ کی آمد سے پہلے ہی بیعت کرتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور آپ اس کے سچے رسول ہیں۔

ابو ایوب انصاری

شاہ یمن کا یہ خط نسلاً بعد نسل ان چار سو علماء کے اندر حرزِ جان کی حیثیت سے محفوظ چلا آیا یہاں تک کہ ایک ہزار سال کا عرصہ گزر گیا۔ ان علماء کی اولاد اس کثرت سے بڑھی کہ مدینہ کی آبادی میں کئی گنا اضافہ ہوگیا اور یہ خط دست بہ دست معہ وصیت کے اس بڑے عالم ربانی کی اولاد میں سے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور آپ نے وہ خط اپنے خاص غلام ابو لیلیٰ کی تحویل میں رکھا اور جب حضور ﷺ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے

اور مدینہ منورہ کی الوداعی گھاٹی ثنیات کی گھاٹیوں سے آپ کی اونٹنی نمودار ہوئی اور مدینہ کے خوش نصیب لوگ محبوبِ خدا کا استقبال کرنے کو جوق در جوق آرہے تھے اور کوئی اپنے مکانوں کو سجا رہا تھا، کوئی گلیوں اور سڑکوں کو صاف کر رہا تھا، کوئی دعوت کا انتظام کرر ہا تھا اور سب یہی اصرار کرر ہے تھے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ میری اونٹنی کی نکیل چھوڑ دو۔ جس گھر میں یہ بیٹھے گی وہی میری قیام گاہ ہوگی۔

حضور اپنے مکان میں

چنانچہ جو دو منزلہ مکان شاہ یمن تبع نے حضور کے لئے بنوایا تھا۔ وہ اُس وقت حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحویل میں تھا۔ اسی میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی اونٹنی ٹھہر گئی لوگوں نے ابولیلیٰ کو بھیجا کہ جاؤ حضور کو شاہ یمن تبع کا خط دے آؤ۔ جب ابولیلیٰ حاضر ہوا تو حضور نے اسے دیکھتے ہی فرمایا تو ابولیلیٰ ہے یہ سن کر ابولیلیٰ حیران ہو گیا۔ حضور نے پھر فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ ہوں شاہ یمن کا جو میرا خط تمہارے پاس ہے لاؤ وہ مجھے دو چنانچہ ابوالعلی نے وہ خط پیش کیا آپ نے وہ خط پڑھوایا تو آخر میں فرمایا تبع کو آفرین و شاباش۔

بلبل یہ کیا کہا میں کہاں فضل گل کہاں
امید رکھ کہ عام ہے جود و نوالِ گل

حل لغات

جود، بخشش۔ نوال، عطیہ۔ گل، گلبدن، گلاب کے پھول جیسا محبوب۔

شرح

اے بلبل روح تو نے یہ کیا کہہ دیا کہ کہاں میں اور کہاں پھولوں کا موسم بہار۔ اے بلبلو تمہیں ایسا نہ کہنا چاہیے نہ سوچنا چاہیے میرے محبوب سے اپنی امیدیں وابستہ کرو اس لئے کہ میرے محبوب کی بخششیں عام ہیں کیونکہ وہ رحمت عالم ﷺ ہیں تمہیں بھی ضرور عطا فرمائیں گے۔

اس شعر میں عاشقِ زار کو مژدۂ بہار ہے کہ اے فراق میں رونے والو غم نہ کھاؤ تمہارا محبوبِ کریم اور رحمۃ للعلمین اور بہت بڑا شفیق اور کرم فرما ہے (ﷺ) وہ تمہارے رونے دھونے کو دیکھ کر ترس کھائیگا وصلِ جام پلائے گا کیونکہ ایسے ان کی عادت کریمہ ہے کہ عشاق کو روتا دیکھ کر سہتے نہیں ہیں۔

حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانی قدس سرہ نے اپنا تجربہ بیان فرمایا

سن یار فرید دیاں دھاھیں

کر لطفوں شوخ نگاھیں

ول آکھے سانول سائیں

ھے راڑا کون پھپھاڑی

یعنی محبوبِ کریم ﷺ نے فرید کی دردبھری آوازیں سن کر لطف وکرم لیکن شوخ نگاہی سے سانول محبوب نے فرمایا یہ کون فریادی ہے ایسے ہزاروں عشاق کے حالات تاریخ اسلام میں موجود ہیں۔اس کا سب سے بڑے شاہد ہمارے سلسلہ کے شیخ سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں فراق سے رونے دھونے پر نہ صرف دیدار سے مشرف فرمایا بلکہ ان کی تعلیم وتربیت بھی فرمائی کہ جس کی نظیر بھی ملنی مشکل ہے۔اس لئے کہ جسے عالم ظہور کے اگر غوثِ اعظم ،شیخ جیلانی ،قطب ربانی تو عالم بطون کے غوثِ اعظم سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

بلبل گھرا ہے ابرو لامژدہ ہو کہ اب

گرتی ہے آشیانہ پہ برقِ جمال گل

حل لغات

ابر،بادل۔ولا،محبت وکیف۔مژدہ،خوشخبری۔آشیانہ،گھونسلہ جو پرندے تنکوں سے بناتے ہیں۔برق،بجلی۔

شرح

اے بلبل! کیف آور عشق ومستی پیدا کرنے والا بادل چاروں سمت گھرا ہوا ہے بادوباراں کا زورشور ہے تمہیں خوشخبری ہو کہ محبوب کے حسن وجمال کی بجلی بھی چمک رہی ہے تیرے آشیانے پر ابھی گرا چاہتی ہے جیسا کہ فقیر نے گذشتہ اشعار کی شرح میں چند عشاق کے واقعات سے ثابت کیا ہے۔

اس شعر میں بھی فقیر چند وہ اوراد و وظائف عرض کرتا ہے جن کی برکت سے دیدارِ محمد مصطفیٰ ﷺ سے نوازا جاسکے لیکن اصل حقیقت وہی ہے کہ دردِ دل ہو تو پھر اس سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں۔صرف دو وظیفے حاضر ہیں پڑھ کر اپنی قسمت آزمائیے۔

صلوٰۃ قطب الاقطاب سید احمد بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خصوصیات

(۱)انوارِ کثیر حاصل ہوتے ہیں۔

(۲) بہت سے اسرارِ منکشف ہوجاتے ہیں۔

(۳) حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت خواب اور بیداری میں ہو جاتی ہے۔

(۴) قطب کے درجے تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

(۵) باطنی اور ظاہری طور پر رزق باسہولت میسر آتا ہے۔

(۶) نفس شیطان اور تمام دشمنوں پر اللہ تعالیٰ کی مدد سے غالب آ جاتا ہے۔

(۷) اس کے خواص بے شمار اور ان گنت ہیں۔

(۸) اس کو تین دفعہ پڑھیں تو دلائل الخیرات کے ختم کے برابر ثواب ملتا ہے۔

شرائط ورد

(۱) وضو کامل ہو۔

(۲) نبی کریم ﷺ کے انوار کی حضوری کا تصور ہو۔

وظیفہ

(۱) نمازِ فجر اور نمازِ مغرب کے بعد تین تین بار پڑھے عجیب وغریب اسرار نظر آئیں۔

(۲) ہر نماز کے بعد سات بار پڑھے۔

(۳) ایک سو بار پڑھے تو ۳۳ بار دلائل الخیرات کا ثواب ملتا ہے۔

(۴) چالیس روز سو بار روزانہ استقامت کے ساتھ پڑھے تو ایسے انوار اور بھلائیاں دیکھے کہ ان کی قدر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (فص ،صفحہ ۸۶، ۸۷)

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا محمد شجرۃ الاصل النورانیۃ ولمعۃ القبضۃ الرحمانیۃ وافضل الخلیقۃ الانسانیۃ واشرف الصورۃ الجسمانیۃ ومعدن الاسرار الربانیۃ وخزائن العلوم الاصطفائیۃ والبھجۃ السنیۃ والرتبۃ العلیۃ من اندرجت النبیون تحت لوائہ فھم منہ والیہ وصل وسلم وبارک علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ عدد ماخلقت ورزقت وامت واحییت الیٰ یوم تبعث من افنیت وسلم تسلیماً کثیراً والحمد للہ رب العلمین.

یا اللہ درود وسلام برکت بھیج دے ہمارے سردار آقا حضرت محمد ﷺ نورانی اصل کے شجر اور رحمانی ظہور کی چمک اور انسانی تخلیق کے افضل اور جسمانی صورت کے اشرف اور ربانی بھیدوں کی کان اور برگزیدہ علوم کے خزانے اصلی ظہور والے اور روشن طلعت اور بلند مرتبہ وہ جس کے جھنڈے کے نیچے تمام انبیائے کرام ہوں گے۔ وہ سب نبی علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام

آپ ﷺ سے فیضیاب ہیں اور آپ ہی کی طرف رجوع کرنے والے اور منتسب ہیں اور صلوٰۃ وسلام اور برکت ہو آپ ﷺ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر اس تعداد کے مطابق جو آپ نے مخلوق پیدا کی اور رزق دیا اور موت دی اور زندگی بخشی اس دن تک کہ تو زندہ کرے گا جس کو مردہ کیا اور سلام بھیج سلام بھیجنا بہت بہت اور بالواسطہ یا بلاواسطہ تمام تحمیدات اللہ رب العلمین کے لئے ہیں۔

درود شریف برائے دیدارِ مصطفی ﷺ

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ الہ واذقنا بالصلوٰۃ علیہ لذۃ وصالہ.

یا اللہ درود وسلام برکات بھیج ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر اور درود کے وسیلہ سے آپ کے وصال کی لذت چکھادے۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۸)

خاصیت برکاتِ زیارت

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد طب القلوب ودوائھا وعافیۃ الابدان وشفائھا ونور الابصار وضیائھا وعلیٰ الہ وصحبہ وسلم.

یا اللہ درود بھیج ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دلوں کے طبیب اور ان کی دوائی ہیں اور جسم کی عافیت اور ان کی شفاء ہیں اور آنکھوں کا نور اور ان کی چمک ہیں اور آپ کی آل اور اصحاب پر درود وسلام بھیج۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۴۰)

خاصیت

جسمانی اور روحانی بیماریوں سے شفاء

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد نِ النبی الامی الحبیب العالی القدر العظیم الجاہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم.

یا اللہ درود بھیج ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر جو نبی امی ہیں حبیب ہیں عالی قدر بڑے مرتبے والے ہیں اور ان کی آل اور اصحاب پر بھی درود وسلام ہو۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۴۰)

خاصیت

ہر شب جمعہ کو خواہ ایک بار پڑھے زیارت ہوگی سرکار کی تشریف آوری لحد میں بھی ہوگی۔

فقیر اُویسی غفرلہ

تمام برادرانِ اہل سنت کو درج کئے گئے صلوٰۃ وسلام کے پڑھنے کی اجازت ہے جیسے فقیر کو اپنے پیر ومرشد حضرت

حاجی خواجہ محمد الدین اُویسی اور پیر طریقت مفتی اعظم ہند الشیخ الانام المفتی محمد مصطفیٰ رضا خان ابن مجدد الملۃ والدین حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہم اللہ نے اجازت بخشی۔

نوٹ

عقیدہ سنی ہونا شرط ہے۔

یارب ہرا بھرا رہے داغِ جگر کا باغ
ہر مہ مہ بہار ہو ہر سال سالِ گل

حل لغات

ہرا بھرا، سرسبز و شاداب۔

شرح

اے خدا عشقِ محبوبِ حق تعالیٰ میں میرے جگر کے داغ کا باغ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے کبھی خزاں کا منہ نہ دیکھے خدایا ہر مہینہ بہار کا مہینہ اور ہر سال غنچہ و گل کا سال ہو جائے۔

اس طرف اشارہ ہے کہ جسے عشقِ رسول ﷺ کی دولت نصیب ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ فرحان و شاداب رہتا ہے۔ اسے نہ دنیا کا غم نہ آخرت کا خوف وہ اطمینان قلبی کے سرمایہ سے بھرپور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ

لا بذکر اللہ تطمئن القلوب. (سورۂ رعد، پارہ ۱۳)

خبردار اللہ کے ذکر سے قلوب چین پاتے ہیں۔

شفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے

قال ابو العاقیہ الا بذکر اللہ ای بذکر محمد و اصحابہ تطمئن القلوب.

خبردار ذکر اللہ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے ذکر سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے۔

اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ

الانبیاء من العبادۃ وذکر الصالحین کفارۃ. (فتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۲۰)

انبیاء علیہم السلام کا ذکر عبادت میں سے ہے اور صلحاء کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے اور ظاہر ہے کہ عبادت سے دلوں کا چین پانا لازمی امر ہے۔

عشق سلامت

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اللہ تعالٰی سے دعا کرتے ہیں کہ خدایا عشق حبیب خدا ﷺ کی آتش فروزاں کی بدولت جو داغِ جگر کا لہلاتا ہوا باغ عطا ہوا ہے وہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے اس لئے کہ اس سے میری ہر روز روزِ عید اور ہر شب شبِ برات ہے اور ہر مہ مہ بہار اور ہر سال سالِ پرسرور ہے۔

عشق کا مزہ

عشق حضرتِ مجنون کو کعبہ معظّمہ لے گیا تا کہ وہ دعا کرے کہ وہ عشق کے مرض سے نجات پائے۔حضرتِ مجنون نے یوں دعا مانگی

اللهم لا تسلبنى حبا ابدا

ويرحم الله عبداقال آمينا

اے اللہ تعالٰی لیلٰی کا عشق سلامت رکھ اور اس پر رحم فرما جو کہے۔(آمین)

فائدہ

یہ تو حضرتِ مجنون کا حال ہے جو مجازی عاشق ہے پھر اس عاشق کا حال کیا ہوگا جو رب الارباب کے محبوب پر فریفتہ ہے۔

رنگ مژدہ سے کر کے خجل یادِ شاہ میں
کھینچا ہے ہم نے کانٹوں پر عطر جمالِ گل

حل لغات

مژہ، آنکھ کی پلک۔خجل، شرمندہ۔رنگ، خون۔کھینچا ہے ہم نے کانٹوں پہ، ہم نے شرمندہ کیا۔عطر جمالِ گل، پھول کے حسن و جمال کا ست یا نچوڑ۔

شرح

ہم نے سرکارِ مدینہ ﷺ میں جو آنسو بہائے ہیں تو گویا ہم نے کانٹوں پہ عطر جمال گل کھینچا ہے۔

عاشقانِ رسول ﷺ کا یہ طریقہ ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے فراق میں آنسو بہاتے ہوئے راتیں بسر کر دیتے ہیں۔حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں

کئی کئی راتیں ڈتیے سحر کر

میں نے کئی راتیں گزار دیں اور نہ صرف لمحہ دو لمحے بلکہ سحر تک ہجر و فراق میں رونے دھونے سے کام رہا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا سوز و گداز تو مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صال کے بعد رات کو روتے آہیں بھرتے یہاں تک کہ وہ کمرہ جس کو آپ سوز و گداز میں گزارتے دھویں دار ہو گیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دھویں کا سبب پوچھا تو فرمایا یہاں کھانا نہیں پکتا لیکن میری آہوں اور نالوں سے کمرہ سیاہ ہو گیا ہے۔ اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں پھر اس کا نتیجہ وہی نکلتا ہے جو حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے مصرعہ ثانی میں فرمایا کہ وصل نصیب ہو جاتا ہے چنانچہ خواجہ غلام فرید کی زبانی سنیئے فرماتے ہیں

سن یار فرید دیاں دھاتیں کر لطفوں شوخ نگاھیں

ول آکھے سانول سائیں ھے راڑا کون پھپھاڑی

یعنی فرید کی آہیں اور نالے سن کر شوخِ نگاہی سے لطف کے رنگ میں محبوبِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شوری اور بتونی کون ہے جو شور مچا رہا ہے اور اپنی باتوں سے خاموش بھی نہیں ہوتا۔

میں یاد شہ میں روؤں عنادل کریں ہجوم
ہر اشک لالہ فام پہ ہوا احتمالِ گل

حل لغات

عنادل، عندلیب کی جمع، بلبل۔ ہجوم، بھیڑ، اژدھا۔ اشک، آنسو۔ لالہ فام، گل رخ، سرخ پھول جیسے چہرہ والا، احتمال، عربی، شک وشبہ خیال کرنا۔

شرح

خدایا میں ہر گھڑی سرورِ عالم ﷺ کی یاد میں خون کے آنسوؤں سے روؤں اور بلبلوں کو میرے سرخ پھول جیسے آنسوؤں پر گلاب کے پھول کا شک وشبہ ہو جس کے عشق و محبت میں میرے ارد گرد بھیڑ لگائے رکھیں۔

عشق رسول ﷺ انمول موتی

یہ دولت کسی خوش نصیب کو نصیب ہوتی ہے اور پھر سوائے اس کے چارہ بھی نہیں اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لایومن احدکم حتی اکون احب الیه من والد وولده والناس اجمعین. (رواہ البخاری ومسلم ومشکوٰۃ)

تم میں سے کوئی ایک مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اسے زیادہ محبوب نہ ہوں والد سے اولاد سے اور تمام لوگوں سے۔

بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قل ان کان اباء کم وابناء کم واخوانکم وزواجکم وعشیر تکم واموال ن اقترفتمو ھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضون احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھا د فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لایھدی القوم الفسقین. (سورۂ توبہ رکوع ۳)

کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہائی عورتیں اور تمہارا قبیلہ وکنبہ اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کے مندا ہونے سے تم ڈرتے ہو اور گھر جو تم پسند رکھتے ہو تمہارے نزدیک اور اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیارے ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

فائدہ

اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر اللہ اور رسول کی محبت واجب ہے کیونکہ اس میں بتا دیا گیا ہے کہ تم کو اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا دعویٰ ہے اس لئے کہ تم ایمان لائے ہو پس اگر تم غیر کی محبت کو اللہ اور رسول کی محبت پر ترجیح دیتے ہو تو تم اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہو۔ اگر تم اس طرح محبت غیر سے اپنے دعوے کی تکذیب کرتے رہو گے تو خدا کے قہر سے ڈرو۔ آیت کے اخیر حصہ سے ظاہر ہے کہ جس کو اللہ ورسول کی محبت نہیں وہ فاسق ہے اور عشق کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ اس کی زندگی لمحات ذکر محبوب میں مصروف ہو۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا

من احب شیئا اکثر ذکرہ.

جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ بکثرت اسے یاد کرتا ہے۔

حکایاتِ صحابہ

غزوۂ احد میں ایک بی بی کا شوہر اور بیٹا شہید ہو گئے اسے خبر لگی تو کچھ پرواہ نہ کی اور پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟ جب اسے بتایا گیا کہ حضور ﷺ بحمد اللہ بخیر ہیں تو بولی مجھے دکھا دو حضور ﷺ کو دیکھ کر کہنے لگی

کل مصیبۃ بعدک جلل (سیرت ابن ہشام)

تیرے ہوتے ہر ایک مصیبت ہیچ ہے۔

بڑھ کر اس نے رخ اقدس کو جو دیکھا تو کہا — تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہیں سب رنج والم

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا — اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

حضرت عبدالرحمٰن بن سعد کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر کے پاؤں سن ہو گئے ان سے یہ سن کر ایک شخص نے کہا آپ کے نزدیک جو سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے اسے یاد کیجئے ۔ یہ سن کر آپ نے کہا یا محمد اور آپ کا پاؤں اچھا ہو گیا۔ (الادب المفرد للبخاری)

حضرت بلال بن رباح کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی نے کہا

واحزنا

ہائے غم

یہ سن کر حضرت بلال نے کہا

وطربا غدا القی الاحبة محمداً وجزبه. (شفاء شریف)

وائے خوشی میں کل دوستوں یعنی محمد اور آپ کے اصحاب سے ملوں گا۔

جب ۷ھ میں قبیلہ اشعریین میں سے حضرت ابوموسیٰ وغیرہ مدینہ شریف حاضر ہوئے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے پہلے پکار پکار کر کہتے تھے

غدا القی الاحبة محمداً وجزبه. (زرقانی شرح مواہب)

کل ہم دوستوں یعنی محمد اور آپ کے یاروں کو ملیں گے۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فلسفہ

یاد رہے کہ محبت اختیاری چیز نہیں بلکہ دل کی ایک اضطراری کیفیت کا نام ہے لہٰذا محبت رسول کے وجوب کا قرآن کریم کی اس آیت سے متصادم ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کسی چیز کا مکلّف نہیں کرتا جو اس کے حدود اختیار سے باہر ہو۔ جواب کے سلسلہ میں عرض ہے کہ محبت غیر اختیار ہونے کے باوجود بالکل خودرو نہیں ہے بلکہ چند لگے بندھے اسباب ومحرکات کے ساتھ منسلک ہے۔ فطرتِ انسانی کے رجحانات کو سامنے رکھتے ہوئے محبت کے مندرجہ ذیل اسباب و محرکات ہو سکتے ہیں۔

پہلا سبب

حسن وزیبائی، اس پیکر جمال کے حسن وزیبائی کا کیا کہنا جس نے ایک نظر دیکھ لیا شیفتہ ہو گیا۔ حسن یوسف کی چہار دانگ عالم میں شہرت ہے لیکن وہ خودسرکار کے نمکدان حسن ملاحت سے بھیک مانگتا ہے۔

دوسرا سبب

رشتہ قرابت، میرے آقا کا قرب رگِ جاں سے بھی زیادہ ہے قرآن مجید میں مسلمانوں سے خطاب کیا گیا ہے کہ نبی تمہاری جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔ پیرائیہ محسوس میں قرآن نے اپنے محبوب کے اس رشتہ کو ان لفظوں میں بیان کیا ہے کہ سرکار کی پاک بیبیاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

تیسرا سبب

سخاوت وفیاضی، حضور کی سخاوت وفیاضی کے محیر العقول واقعات آج بھی کتابوں میں موجود ہیں خود فاقے سے رہے لیکن دوسروں کو آسودہ رکھا ان کے دربار میں زبان کھولنے کی بھی ضرورت نہیں بے مانگے ملتا تھا اور بلاشبہ آج بھی سرکار اپنے حریم اقدس سے سارے جہاں کو سیراب فرمار ہے ہیں۔

چوتھا سبب

مشکل کشائی، اس وصف میں بھی حضور سرورِ عالم ﷺ سارے جہاں میں بے مثال و یکتا ہیں۔

پانچواں سبب

فضل وکمال، انسانوں کا یہ وصف خدا ہی کا عطیہ ہے لیکن میرے سرکار کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ اللہ کا ان پر فضل عظیم ہے۔

چھٹا سبب

محبت، حجرۂ عائشہ سے لے کر صحرائے مدینہ کی تنہا ئیاں ایک ایک ذرہ شاہد عادل ہے کہ حضور کے تئیں اپنی امت سے زیادہ اور کوئی چیز محبوب نہیں تھی۔ سفر معراج سے لے کر عالم نزع تک خوشی اور کرب کے کسی مرحلے میں بھی امت مسلمہ کے لئے او جھل نہیں ہوئی یہاں تک کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے'' تو حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوگا۔ محبوب کے اس ناز کے پیچھے جھانک کر دیکھو تو رحمت ومحبت دریائے ناپید کنار موجزن ہے اب عقل ونقل اور عادت وفطرت کے تمام تقاضوں کو سامنے رکھ کر انصاف سے بتاؤ کہ محبت کے سارے اسباب ومحرکات ایک ساتھ جس پیکر وجود میں مجتمع ہو گئے ہیں آدمی اس سے محبت نہ کرے گا تو کس سے کریگا۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ان اسباب ومحرکات کی موجودگی میں کوئی قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے آپ کو اس پر شیفتہ وشیدا ہونے سے روک سکے۔ کائناتِ عالم میں عشق ومحبت کی نہ جانے کتنی داستانیں بکھری پڑی ہیں۔ تاریخ اپنی آغوش میں ہزاروں اربابِ محبت کو سمیٹے ہوئے ہے شعبہ محبت میں عشاق کی ایک فہرست نظر آئے گی مگر اس میں عاشقانِ مصطفیٰ کی محبت اپنے اندر ایک انفرادی شان نمایاں حیثیت اور جداگانہ انداز لئے ہوئے ہے۔

اصحابِ رسول کی زندگی سے محبت کی صحیح تعبیر ہوتی ہے صدیق اکبر ہوں یا فاروقِ اعظم، عثمانِ غنی ہوں یا علی المرتضیٰ، عشرہ مبشرہ ہوں یا دیگر صحابہ کرام ہر ایک کے دل سے محبت کے سوتے پھوٹتے ہیں۔

فرزند صدیق مشرف با اسلام ہونے کے بعد شفیق باپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں بدر بزرگوار جنگ بدر میں ایک ساعت ایسی بھی آئی کہ اگر میں چاہتا تو بڑی آسانی سے آپ کو تہ تیغ کر سکتا تھا لیکن رشتہ آبوت نے میری کلائی تھام لی۔ اس پر صدیق اکبر کے جذبہ عشق نے انگڑائی لی اور عشق میں ڈوبی ہوئی پر جلال آواز آئی واللہ اگر تم میری تلوار کی زد میں آجاتے تو محبت رسول غالب آتی اور تلوار اپنا کام کر جاتی۔ (ابن عساکر)

عشق فاروقی کا ایک منظر قابل دید ہے آپ حجر اسود کے سامنے کھڑے ہیں اور جوشِ محبت میں اس کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ تو ایک پتھر ہے تجھ میں نفع وضرر کی صلاحیت نہیں ہے میں تجھے ہرگز بوسہ نہ دیتا اگر میری آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا میں تجھے اس لئے چومتا ہوں کہ تجھے محبوب کے لب ہائے مقدس مس ہوئے ہیں۔

عثمانی عشق ومحبت کی ایک روایت سے کائناتِ دل کو منور کیجئے آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوسھلا کا بیان ہے کہ ایک بار ہم نے دیکھا کہ سرکار حضرت عثمان سے سرگوشی فرما رہے ہیں جس سے آپ کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ پھر ایک زمانے کے بعد وہ مہیب ساعت آئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوائیوں نے ان کے کاشانہ میں محصور کر دیا ہم نے آپ سے عرض کیا اب پانی سر سے اوپر ہو چکا ہے اب ان کی سرکوبی کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ میرے آقا نے مجھے مقابلے کی اجازت نہیں بلکہ صبر وشکر کی وصیت فرمائی ہے۔ (بیہقی)

مولائے کائنات کا ایک ہی فرمان اتنی جامعیت کا حامل ہے کہ محبت کے تمام شعبے اس میں سمٹ آئے ہیں۔ آپ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ رسولِ خدا ﷺ سے کس انداز سے محبت کرتے تھے۔ ہم رسول کے سامنے اپنے مال کو ٹھوکر مارتے تھے ہماری اولاد رسول کی محبت کی بھینٹ چڑھتی تھی۔ محبت رسول کے سامنے اپنے والدین کی محبت دم توڑتی نظر آتی تھی۔ صحابہ کرام کا یہی جذبہ عشق رسول ہے تاریخ جس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

میں عکس چہرہ سے لب گلگوں میں سرخیاں
ڈوبا ہے بدرِ گل سے شفق میں ہلال گل

حل لغات

لب، ہونٹ۔ گلگوں، پھول، صہبا، بدرِ گل اضافت توصیفی گل بمعنی خوبصورت بدر بمعنی ماہ کامل ۱۳، ۱۴، ۱۵ کا چاند

مراد چہرۂ منورہ حضور نبی پاک ﷺ۔ شفق، سرخی جو غروبِ شمس کے بعد افق مغرب میں دکھائی دیتی ہے۔ ہلالِ گل، اضافت وصفی۔ ہلال، پہلی سے چوتھی رات کا چاند۔ گل، خوبصورت مراداً لبہائے مبارک جو سرخ سرخ تھے۔

شرح

حضور پرنور ﷺ کے چہرۂ منور کے عکس و پرتو کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کے پھولوں جیسے ہونٹوں میں سرخیاں ہیں دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خوبصورسے ہلال (دوہونٹ) ایک خوبصورت بدر (چہرہ) سے نکل کر سرخی میں ڈوب گیا ہے۔

چہرۂ اقدس کی نورانیت

شعر مذکور کی تائیدات احادیث مبارکہ سے ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں سے بڑھ کر خوبصورت اور خوش خو تھے۔ (بخاری)

(۲) ......بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ کا چہرۂ مبارک چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا تھا۔ (شمائلِ ترمذی)

(۳) جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا آپ سرخ دھاری دار حلہ پہنے ہوئے تھے میں کبھی چاند کی طرف دیکھتا اور کبھی آپ کی طرف دیکھتا۔ بے شک میرے نزدیک آپ چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔ (شمائل ترمذی)

(۴) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں سحر کے وقت سی رہی تھی مجھ سے سوئی گر پڑی میں نے ہر چند تلاش کی مگر نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ کے روئے مبارک کے نور کی شعاع میں وہ سوئی نظر آئی۔ (رواہ ابن عساکر، خصائص کبریٰ)

نکتہ

نبی پاک ﷺ سے حسی نور کا صدور آپ کا ایک معجزہ ہے لیکن منکر نہ مانے تو کیا کروں ہاں منکرین کے پیشوا کا ایک حوالہ ملاحظہ ہوں۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے پہلے پیدا فرمایا تو اس وقت آپ نہ بشر تھے اور نہ نطفہ اور نہ علق الخ۔

بیربل اور تھانوی

اسی تھانوی نے اپنی ایک کتاب میں ایک عجیب کہانی لکھی ہے ملاحظہ ہو لکھا کہ حضور سرور عالم ﷺ کے نور کے

برکات تو اس قدر غیر محدود ہیں کہ وہ مفارقت بدنِ ابراہیمی کے بعد بھی ویسا ہی نور بخش تھا جیسا کہ مفارقت ناسوت کے بعد بھی ناسوت کے لئے نور بخش ہو رہا ہے۔ اس پر ایک لطیفہ یاد آ گیا جس میں اس منوریت ناسوت سے ایک دوسرے مذہب کے شخص نے ایک لطیف استدلال کیا تھا۔ وہ قصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ اکبر بادشاہ کی مجلس میں رات کو دفعتاً ساری شمعیں گل ہو گئیں اور مجلس میں بالکل اندھیرا ہو گیا۔ گویا بادشاہ دہریہ سا تھا مگر اپنے کو مسلمان کہتا تھا۔ اس اندھیرے کو دیکھ کر قبر کا اندھیرا یاد آ گیا طبیعت بہت پریشان ہوئی۔ حکم دیا کہ بیربل کو بلاؤ بیربل حاضر ہو گیا اس سے اپنی پریشانی بیان کی اس نے تسلی دی اور عجیب نکتہ بیان کرتا ہے کہتا ہے کہ حضور اس کا بالکل غم نہ کریں مسلمان کی قبر میں اندھیرا ہوتا ہی نہیں کیونکہ آپ امتی ہیں حضور ﷺ کے جب آپ حضور ﷺ اس عالم میں رہے یہاں روشنی رہی تمام عالم منور رہا جس کا اثر اب تک باقی ہے جب سے عالم قبر میں تشریف لے گئے وہاں بھی آپ کا نور پھیل گیا جس سے مسلمانوں کی سب قبریں منور ہیں تو مسلمانوں کے لئے نہ یہاں اندھیرا ہے نہ وہاں۔ اکبر بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ بیربل کو انعام دیا جائے۔ (کتاب ردح الجح والتج صفحہ ۱۹)

فائدہ

ہمارے حضور ﷺ نور ہیں اور حضور کا نور ہونا مولوی اشرف علی تھانوی بھی تسلیم کرتا ہے حتی کہ بیربل بھی مانتا ہے پھر جو حضور کو نور نہیں مانتا اس سے تو بیربل ہی اچھا ہے۔ فقیر کا رسالہ "حسی نور" اس موضوع میں خوب ہے اور رسالہ "نور و بشر" بھی۔

نعت حضور میں مترنم ہے عندلیب
شاخوں کے جھومنے سے عیاں وجد و حال گل

حل لغات

مترنم، گانے والا۔ عندلیب، بلبل۔ وجد، وہ حرکت جو حمد و نعت کے وقت کیف و سرور میں ہوتی ہے۔ حال، رقت جو حمد و نعت سننے کے وقت طاری ہوتی ہے۔

شرح

جو بلبل چمک چمن میں چہک رہی ہے وہ درحقیقت حضور ﷺ کی نعت مبارک خوش الحانی سے گا رہی ہے جس سے چمنستان کے پھولوں پر وجد اور حال طاری ہو گیا ہے۔

پھولوں کی شاخوں کا جھومنا جس کی پوری پوری غمازی (نشاندہی) کر رہا ہے خلاصہ یہ کہ کائنات کے گل و بلبل بھی

ہمارے حضور ﷺ کی عظمت و شان کو جانتے ہیں اس لئے ہر گھڑی آپ کی نعت میں رطب اللسان رہتے ہیں۔

شعر مذکور مبنی بر عقائد اہل سنت ہے وہ یہ کہ ہر شے جو جاندار ہو یا بے جان (حجر و شجر وغیرہ وغیرہ) میں ان کے لائق جان شعور زبان وغیرہ ہے فلاسفہ و معتزلہ منکر ہیں۔ اہل سنت کے دلائل قرآن و حدیث ہیں

قرآن مجید

وان من شئی الا یسبح بحمد ربہ. (پارہ ۱۵)

کوئی شے نہیں جو اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ پڑھتی ہو۔

اور فرمایا

قد علم صلوٰة وتسبیحة. (پارہ ۱۸)

ہر شے کو اپنی عبادت و تسبیح معلوم ہے۔

دیگر دلائل فقیر کی تصنیف ''صدائے نوی شرح مثنوی'' میں پڑھئے۔

ہر شے نعت رسول ﷺ میں مصروف ہے

صاحب روح المعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیت اولیٰ کے تحت بڑی بسط سے ثابت فرمایا کہ حجر و شجر یعنی جمادات وغیرہ کا ذکر حقیقی ہے خیالی نہیں اور اسی سے ذکر حقیقی مراد ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کی طرف جبریل علیہ السلام کو بھیج کر یہ نوید سنائی

اذا ذکرت ذکرت معی ٥

جب میرا ذکر کیا جائے گا آپ کا ذکر بھی ساتھ ہوگا۔

(۲) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

مامن شی الا ویعرفنی انی رسول اللہ الامرء ة الجن والانس . (شفاء)

ہر شے جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں سوائے سرکش جن و انس کے جیسے ہم امتی اپنے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں ہم سے بڑھ کر انہیں اپنے نبی پاک ﷺ سے عشق و محبت ہے۔

(۳) حضور اکرم ﷺ کی غضباء (ناقہ) جب باغات سے گزرتی تو ٹہنیاں جھک کر اپنی زبان سے عرض کرتیں ہمیں تناول فرمائیے کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کی سواری ہیں۔ (شفاء)

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ بلبل کی نعت گوئی اور گل وغیرہ کا وجد و حال حقیقی ہے محض خیالی نہیں یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔

بلبل گل مدینہ ہمیشہ بہار ہے
دو دن کی ہے بہار فنا آل گل

حل لغات

بلبل، حرفِ ندا محذوب ہے اے بلبل۔ آل، انجام، لوٹنے کی جگہ۔

شرح

اے بلبل روح گلستاں مدینے میں جا بسو کیونکہ اس میں کبھی خزاں نہیں آتی بلکہ ہمیشہ پر بہار رہتا ہے اور مدینہ کے علاوہ دوسرے باغوں میں صرد چند دنوں کی بہار رہتی ہے جس میں پھول کھلتے ہیں لیکن ان کا انجام فنا ہوتا ہے اور جلد ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

مدینے میں تھوڑی سی جگہ مانتے ہیں

اس شعر میں مدینہ پاک میں زندگی بسر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس کی نت نئی بہار کی طرف اشارہ ہے۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

(۱) المدینة خیر لھم لو کانوا یعلمون. (موطا و صحیحین)

ان کے لئے مدینہ بہتر ہے اگر انہیں علم ہوتا۔

فائدہ

یہ جملہ ایک غیبی خبر کا ہے آپ نے فرمایا عنقریب یمن فتح ہوگا لوگ ادھر ہجرت کر جائیں گے حالانکہ ان کے لئے مدینہ بہتر ہے اس روایت میں یہ اشارہ ہے جو امام اہل سنت نے صراحتاً بتایا کہ مدینہ پاک سدا بہار ہے بخلاف دوسرے علاقوں کے کہ ان کا حال یہ ہے کہ

دو دن کی چاندنی پھر اندھیری رات

اور اس ارشاد کی تصدیق آج آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہے کہ ہر ملک میں بے سکونی ہے لیکن مدینہ پاک میں پہنچنے میں تمام بے قراریاں اور پریشانیاں مٹ جاتی ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ خلد بریں ہے اور ہم ہیں۔

(۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے یزید کے یوم الحرہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر مدینہ سے جانے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا

لاتفعل و الزم المدینة. (وفاء الوفاء)

(۳) حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

من استطاع ان یموت با المدینة فیمت بهافانی اشفع من یموت بها د. (ایضاً)

جو مدینہ پاک میں مرنے کی استطاعت رکھتا ہے اسی میں مرے اس لئے کہ جو مدینہ پاک میں مریگا میں اس کی شفاعت کرونگا۔

فائدہ

اس میں امام اہل سنت کی بات کی تصدیق بطریق اتم ہے کہ دوسرے علاقوں کی بہار فانی ہے اور مدینہ پاک سدا بہار ہے کہ مرنے کے بعد سیدھے جنت میں ورنہ حضور نبی آخر الزماں ﷺ کی شفاعت آغوشِ رحمت میں لے کر دائمی راحت و سرور کا سامان عطا فرمائے گی۔

شیخین ادھر نثار غنی و علی ادھر
غنچہ ہے بلبلوں کا یمین وشمال گل

حل لغات

شیخین، دو شیخ، دو بزرگ، اصطلاح حدیث میں ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ غنی، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دامادِ رسول ﷺ شوہر رقیہ و کلثوم، لقب مبارک جو حضور کی جانب سے عطا ہوا تھا، مالدار، سخی۔ ادھر، اس طرف مجاز اً بائیں جانب۔ غنچہ، کلی مگر یہاں غنچہ شدن مجمع ہونا اکٹھے ہونا سے لیا گیا ہے لہٰذا غنچہ ہے کا معنی اکٹھ ہے، مجمع ہے۔ یمین وشمال، دائیں اور بائیں۔ گل، پھول مگر یہاں حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس مراد ہے۔

شرح

محبوبِ رب العالمین ﷺ کی دائیں جانب حضرت صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم اور بائیں جانب حضرت عثمان غنی اور ابو تراب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حضور ﷺ پر نثار ہو رہے ہیں۔ گل مصطفوی ﷺ کے دائیں بائیں شیدا بلبلوں کا اجتماع ہے جو ہر دم اپنے باغبانِ گل کی شان میں چہچہایا کرتے ہیں۔

چاہے تو خدا تو پائیں گے عشق نبی میں خلد

نکلی ہے نامہٗ دل پر خوں میں فالِ گل

حل لغات

خلد، جنت الخلد۔ نکلی ہے، معلوم ہوئی ہے۔ نامہ، خط کتاب۔ دل پر خوں، خون شدہ دل۔ فال، غیب کی بات، پیشن گوئی۔ گل، حضور ﷺ۔

شرح

نبی کریم ﷺ کے عشق میں انشاء اللہ ہم جنت خلد ضرور پائیں گے یہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشین گوئی ان کے عشق میں خون شدہ کتابِ دل سے ہمیں معلوم ہوئی ہے۔

عشق رسول ﷺ کا انعام

حدیث شریف میں ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

من قال لاالہ الا اللہ دخل الجنۃ.

جس نے کلمہ شریف پڑھ لیا وہ جنت میں ضرور جائے گا۔

کر اس کی یاد جس سے ملے حسن عندلیب
دیکھا نہیں کہ خارِ الم ہے خیالِ گل

حل لغات

عندلیب، حرفِ ندا مقدر ہے اے بلبل۔ دیکھا نہیں، حرف استفہام مقدر ہے تمہیں معلوم نہیں۔ خارِ الم، درد پیدا کرنے والا کانٹا۔ خیالِ گل، پھول کا خیال۔

شرح

اے بلبل نغمہ سنج اس گل مدینہ محبوبِ خدا ﷺ سے عشق و محبت کر کیونکہ ان کے عشق میں ان کی یاد سے دل کو سرور اور آنکھوں کو نور ملتا ہے۔ یہ تو تمہیں خوب معلوم ہے کہ گلوں کا خیال درد انگیز کانٹا ہے جس کے خیال سے دل میں کانٹے جیسی چبھن ہونے لگتی ہے۔

عشق رسول ﷺ

عشق رسول ﷺ روحانی شہد ہے اس کی چاشنی جس نے چکھی اسے دنیا کی اذیت و تکلیف محسوس تک نہیں ہوتی بلکہ اپنی اذیتیں اور تکلیفیں عشق رسول ﷺ میں جملہ نعمت ہائے دنیا سے لذیذ تر بن جاتی ہیں۔

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب امیہ کا تختۂ مشق بنے آپ پر اذیتیں مختلف انواع کی تھیں مثلاً آپ پر لٹا دینا، تپتی ریت پر لٹا کر بھاری پتھر سینہ پر رکھ دینا تا کہ کروٹ نہ لے سکے، چابک سے اس قدر مارنا کہ ٹوٹ جائے، چٹائی میں لپیٹ کرناک میں دھواں دینا، جکڑ کر کوٹھڑی میں بند کر دینا، پاؤں میں رسی باندھ کر تپتی ریت پر گھسیٹنا، گلا اس قدر گھونٹنا کہ دم نکل جانے کا گمان ہو جائے، زدوکوب سے بے ہوش اور مختل الحواس کر دینا وغیرہ وغیرہ۔

آسیہ فرعون کے ظلم وستم میں

روح البیان پارہ ۲۸ میں ہے کہ بی بی آسیہ کے متعلق جب فرعون کو علم ہوا کہ وہ اس کے دین سے منحرف ہو کر اسلام لائی ہیں تو اس ظالم نے بی بی کے ہاتھ پاؤں پر میخیں ٹھوکیں پھر گرم ریت پر دھوپ میں لٹا دیا۔ آپ کی وفات بھی اس طرح ہوئی کہ فرعون نے نوکروں سے کہا کہ چکی میں لوہے کی میخیں گاڑھ کر اور سر سے آسیہ پر گرایا جائے لیکن کمال ہے بی بی آسیہ کا کہ ایسے ظلم وستم پر معمولی سی لغزش بھی نہ آئی۔

انعامِ عشق

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جو انعامات ہوئے وہ سب کو معلوم ہیں۔ سیدہ آسیہ کو یہ انعام ملا کہ مرتے ہی سیدھی جنت میں چلی گئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں مریم اور ان کا میرے ساتھ بیاہ ہو گا اور جب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا تو حضور سرورِ عالم ﷺ نے ان کو سلام بھجوائے۔

دعوتِ ولیمہ

روح البیان میں ہے کہ جب حضور سرورِ عالم ﷺ ان بیبیوں کو آغوشِ رحمت میں قبول فرمائیں گے تو بہشت میں تمام اہل بہشت کو دعوتِ ولیمہ سے نوازیں گے۔ (پارہ ۲۸، سورۂ مریم)

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ مولیٰ عزوجل بطفیل حبیب پاک ﷺ اس دعوتِ ولیمہ میں ہمیں شرکت کا موقع بخشے کہ جہاں بیک وقت انبیاء ورسل اور اولیاء صلحاء اور اغواث واقطاب از آدم یا ایندم جمع ہوں گے۔

اُن دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں
کیجئے رضا کو حشر میں خنداں مثالِ گل

حل لغات

دو سے مراد سیدنا حسن وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ خنداں، کھلا ہوا، مسرور۔ مثالِ گل، پھولوں کی طرح۔

شرح

اے میرے آقا کریم ﷺ اپنے ان دولعلوں کے صدقے میں جن کو آپ نے میرے دو پھول ہیں کہا ہے کل بروزِ قیامت اپنے رضا کی شفاعت کر کے پھولوں کی طرح خنداں ومسرور کیجئے گا۔

فائدہ

پہلے مصرعہ میں حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

هما ريحانتاى من الدنيا.

وہ دونوں حسنین کریمین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔

حسنین کریمین کے بے شمار فضائل میں سے چند تبرکاً عرض کرتا ہوں۔

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مخالفین کو نا معلوم کیا سوجھی کہ آپ کو زہر دلا دیا چنانچہ جب زہر اپنا اثر کر چکا تو شہادت کے وقت حضرت امام حسین نے پوچھا کہ بھائی جان قاتل کا نام بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر واقعی قاتل ہے جس کو میں جانتا ہوں تو اس کے لئے میرا رب کافی ہے اور اگر وہ نہیں تو میں شک کا گناہ بھی نہیں لینا چاہتا۔

فائدہ

کتنا سبق آموز جواب ہے خدا کی کفالت اور اس کی وکالت پر کتنا بھروسہ ہے اور اپنی طرف سے درگزر اور عفو کے ساتھ گناہ کے شائبہ تک سے کتنا پرہیز ہے۔

اعجوبہ

خود امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا قاتل نہیں بتا گئے اور نہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہیں فرمایا ہے کہ فلاں قاتل تھا لیکن حقیقی شیعوں اور سنی نما شیعوں نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دہندہ مشہور کر رکھا ہے۔ شریعت میں اسی کا نام بہتان ہے جس کی سزا سب کو معلوم ہے۔

فضائل حسنین کریمین

حضور اکرم ﷺ نے ایک دفعہ ان کو روتا دیکھ کر فرمایا کہ بیٹی فاطمہ ان کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے ان کو راضی رکھو۔

حضور اکرم ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ اور جو ان سے محبت رکھے تو بھی ان سے محبت رکھ۔

فائدہ

کتنا عظیم مرتبہ ہے حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کہ حضور ﷺ خود تو محبت کریں کہ جگر گوشہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے حضور میں بھی ان کے ساتھ محبت کرنے کی درخواست پیش کر دی اور ساتھ ہی ان کے لئے جوان سے محبت کرے۔

فضیلت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک دفعہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کاندھے پر بٹھالیا اور اسی طرح باہر تشریف لے آئے ۔ایک صحابی نے دیکھا تو کہا صاحبزادے کتنی شاندار سواری ہے حضور ﷺ نے فرمایا سوار بھی تو بہت اچھا ہے۔

یہ جملہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالت شان کا اظہار کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں حسنین بلکہ سید الکونین ﷺ کے تمام اہل بیت کرام سے محبت کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

فائدہ

اس شعر میں امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسنین کریمین کا وسیلہ جلیلہ پیش کر کے طلب شفاعت فرمائی۔ ہم بھی اپنے امام کے نقش قدم پر چل کر عرض کریں

نواسوں کا صدقہ اے شہ کونین
قیامت میں عطا ہو سہارا شفاعت کا

نعت شریف

سر تا بقدم ہے تن سلطانِ زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

حل لغات

قدم، پاؤں۔تن، بدن، جسم۔زمن، زمانہ۔دہن، منہ۔ذقن،تھوڑی۔

شرح

سلطانِ زمانہ حبیب خداﷺ سر مبارک سے قدم پاک تک سراپا پھول آپ کے لب مبارک اور دہن شریف اور تھوڑی پاک سب کے سب پھول ہیں۔

لطافت نبوی

امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرورِ عالمﷺ کو پھول اس لئے کہا جیسے پھول لطیف ہے آپ کا جسم مبارک بھی لطیف ہے بلکہ ایسا لطیف کہ اس کی لطافت کے آگے جملہ مخلوق ملک وملکوت حور وضوان و غلام قدس شمس وقمر وغیرہ سب کے سب کثیف ہیں۔اسی لطافت کا کرشمہ تھا کہ آپ جسد عنصری کے ساتھ لامکاں تک گئے اور آئے آنکھ بھی نہ جھپکی آپ کی لطافت کا کمال تھا کہ جبریل علیہ السلام اور رفرف اور عرشِ معلیٰ تک کی جملہ نوری مخلوق نیچے رہ گئی اور آپ اسی جسم مبارک کے ساتھ آگے چلے گئے۔

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ شکم اقدس پر پتھر اس لئے نہیں باندھتے کہ آپ کو بھوک ستاتی بلکہ طعام نہ کھانے کی وجہ سے پتھر نہ باندھا جاتا تو آپ کی بشریت لامکاں کو پرواز کر جاتی۔

لطافت کی ایک دلیل اور ہے کہ آپ کے آگے پیچھے بیٹھنے والے لوگ ایک دوسرے کو دیکھتے تھے۔آپ کی

لطافت کی بہترین دلیل وہ ہے جو امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آپ کا سایہ اس لئے نہ تھا کہ ہر شے کا سایہ اس شے سے لطیف ہوتا ہے۔ اگر آپ کا سایہ ہوتا تو وہ لطیف ہوتا اور آپ سے بڑھ کر کوئی شے لطیف نہیں اس لئے سایہ نہ ہونا لازمی امر تھا۔

خوشبوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کو پھول آپ کے جسم مبارک کی خوشبو کی وجہ سے کہا گیا۔ اس لئے کہ آپ کے جسم اطہر میں پیدائشی خوشبو تھی جیسا کہ سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کی پیدائش کے وقت سارا گھر معطر ہو گیا۔

سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کی برکت سے بنی سعد کے ہر گھر سے کستوری کی طرح خوشبو آتی تھی۔ (سبل الہدیٰ صفحہ ۴۷۷)

آپ جس گلی سے گزرتے وہ گلی خوشبو سے مہکتی رہتی آپ کو تلاش کرنے والوں کو کسی سے پوچھنا نہ پڑتا آپ کی خوشبو سے ہی آپ کو تلاش کر لیا جاتا۔

حکایت

ایک صحابی شوقِ دیدار میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ کو نہ پایا ہر سو خوشبوئے نبوی سونگھی مگر محسوس نہ ہوا۔ جنوب کی جانب خوشبو محسوس کی تو چل پڑے تین میل قبا تک پہنچے عرض کی آپ کی خوشبو نے خود بخود بتایا اسی لئے حاضر ہو گیا ہوں۔ (آئینہ حرم صفحہ ۴۰)

لطافت و خوشبوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

شعر میں پھول کہہ کر امام احمد رضا قدس سرہ نے ان تمام روایات کو جمع فرما دیا ہے جس میں حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کی لطافت اور خوشبو کا بیان ہے۔ فقیر دونوں قسم کی بعض روایات یہاں لکھتا ہے

وہابی بد دماغ

وہابیوں کے بعض بد دماغ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جسم سے اس لئے خوشبو آتی تھی کہ آپ دنیاوی عطر بہت زیادہ استعمال فرماتے تھے۔

فائدہ

ایسے بد دماغ اب بھی ہیں انہیں حضور نبی پاک ﷺ کے جسم اطہر کی ذاتی فطری خوشبو کا انکار ہے اگر احادیث

دکھائیں تو کہیں گے کہ یہ احادیث ضعیف ہیں۔ اگر کوئی روایت دکھائی جائے تو آخری جواب وہی ہوگا جو ندکورہوا۔

گھر سے مسجد تک

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور سرورِ عالم ﷺ دولت کدہ سے مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے تو آپ کی تشریف آوری کا علم خوشبو سے ہو جاتا تھا۔ (رواہ الدارمی وابو یعلی و بزار)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی گواھیاں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی چند نشانیاں ہیں

(۱) جب کوئی راستہ حضور ﷺ طے فرماتے تو وہ راستہ جسم اطہر کی خوشبو سے معطر ہو جاتا اور لوگ یقین کر لیتے کہ آپ اس راہ سے گزرے ہیں۔

(۲) کسی پتھر سے یا درخت کے قریب سے گزرتے تو وہ سجدے کرتے۔ (دارمی، بیہقی، ابو نعیم)

عوام کی گواھی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے ہی بوجہ خوشبو کے ہم سمجھ جاتے تھے کہ حضور تشریف لانے والے ہیں۔

راھگیروں کی گواھی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ پاک کے راگیر راستوں کی خوشبو سے جان لیتے تھے کہ حضور ﷺ یہاں سے گزرے ہیں۔

رات کی تاریکی کی گواھی

دارمی نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو رات کی تاریکی میں ہم آپ کو خوشبو سے پہچان لیتے تھے۔

بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی گواھی

بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کو گھر پر لے آئی میں آپ کو قبیلہ سعد کے گھروں میں لے جاتی اور آپ کے جسم اطہر سے مشک کی طرح خوشبو آتی۔

فائدہ

اے وہ بدقسمت انسان اپنے آقا ﷺ کو اپنے اوپر قیاس کرنے والے ذرا اپنے دودھ پیتے بچے کو تو سونگھئے کہ اس

سے کتنی گندی اور طبیعت کو نا خوشگوار کرنے والی بدبو ہے کہ جس سے تو خود بھی گھبراتا ہے لیکن طائف کی اجنبی مائی میرے اور سب کے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بچپن کی محبوب خوشبو مرغوبیت کو کیسے پیار اور عقیدت سے بیان کر رہی ہے۔اس کے باوجود پھر بھی تو سمجھتا ہے کہ وہ بھی بشر میں بھی بشر تو پھر تیرے جیسا قسمت کا مارا انسان اور کوئی نہ ہوگا۔

جحیفه کی گواهی

حضرت جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نماز پڑھ کر تشریف لاتے

فجعل الناس یاخذون یدیه فیمسحون بهاوجوههم قال فاخذت بیده فوضعتها علیٰ وجهی فاذا هی ابرد من الثلج واطیب راحة من المسک.

تو لوگ آپ کا مصافحہ کرکے ہاتھ اپنے چہروں پر ملتے میں نے بھی آپ سے مصافحہ کرکے اپنے چہرہ پر ملا تو آپ کا ہاتھ مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبو ناک تھا۔

یزید بن اسود کی گواهی

حضرت یزید بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑا

فاذا هی ابرد من الثلج و اطوب ریحا.

تو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور خوشبو سے زیادہ معطر تھا۔

شیر خدا کی گواهی

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وصال شریف کے بعد جب میں نے حضور ﷺ کو غسل دیا تو

سطعت منه ریح طیبة لم بخد مثلها قط

آپ سے ایسی خوشبو مہکی کہ میں نے اس جیسی خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔

کوچے بسا دیئے

حضرت جابر و حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

ان رسول الله ﷺ اذا امر فی طریق من طرق المدینة وجدوا منه راحة الطیب و قالو امر رسول الله ﷺ من هذا الطریق. (دلائل النبوۃ صفحہ ۳۸۰)

حضور سرورِ عالم ﷺ جب مدینہ منورہ کی کسی گلی سے گزرتے تو لوگ اس سے خوشبو پا کر کہتے کہ اس گلی سے حضور ﷺ کا گزر ہوا ہے۔

سایہ ندارد

حضور سرورِ عالم ﷺ کا سایہ نہ ہوتب بھی آپ کے جسم مبارک کی لطافت کی دلیل ہے۔حضرت علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

ومما یرید ان رسول اللہ ﷺ صارنورا انہ کان اذا مشی فی الشمس و القمر لایظھر لہ ظل لانہ لا یظھر الا اللکثیف وھو ﷺ قدخلصہ اللہ من سائرا الکثافات الجسمانیۃ وصیرہ نورا صرفا لا یظھر لہ ضل اصلا. (افضل القریٰ)

نبی کریم ﷺ کے نوری ہونے کی تائیداس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضور جب چاندسورج کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھااس لئے کہ سایہ کثیف کا ظاہر ہوتا ہےاور حضور ﷺ کوتو اللہ تعالیٰ نے تمام کثافتوں سے پاک فرما کرآپ کونورِ خالص بنادیا تھااس لئے حضور کا سایہ بالکل ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

نکتہ

سیدنا امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر شے کا سایہ اس شے سے لطیف ہوتا ہے چونکہ حضور ﷺ کے جسم اطہر سےاور کوئی شے لطیف ہو ہی نہیں سکتی اس لئے آپ کا سایہ نہیں تھا۔(مکتوبات)

پھول کے جتنے معانی اردو میں مستعمل ہیں آپ نے اکثر کواس نعت میں جمع فرمایا ہے۔ایک باکمال شاعر نے فخریہ طور پر فرمایا تھا

گلدستہ معنی کو نئے ڈھنگ سے باندھوں
اک پھول کا مضمون ہوتو سو رنگ سے باندھوں

انہوں نے صرف دعویٰ کیا مگرامام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نعت کوسو رنگ سے پھول کا مضمون باندھ کر دکھایا۔

صدقے میں ترے باغ تو کیا لائے ہیں بن پھول
اس غنچہ دل کو بھی تو ایماء ہو کہ بن پھول

حل لغات

بن (بالفتح) جنگل بیابان،روئی کا کھیت۔دوسرا بن،امراز بننا۔ایما،اشارہ۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ پر قربان جاؤں آپ کے حضور باغ تو کیا پھول لائے جنگل ویرانے بھی پھول پیش کرر ہے ہیں برائے کرم میرے غنچۂ دل کو بھی اشارہ فرما دو کہ پھول بن جا۔

اس میں اشارہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی طرف۔ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی ہر شے آپ ﷺ کی محتاج ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وما ارسلنک الا رحمة للعلمین" آیت کے مفہوم کے پیش نظر ہر شے حضور ﷺ کی رحمت کی محتاج ہے اس لئے ہر شے حضور ﷺ کو ہدایا و تحائف پیش کرتی ہے۔ کوئی کسی رنگ میں کوئی رنگ میں ہر ایک کا اپنا ایک طریقہ کار ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

کل قد علم صلوة وتسبیحة. (پارہ ۱۸)

اور بحکم حدیث جو شے اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اس کا ذکر کرتی ہے وہی اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کا ذکر بھی کرتی ہے۔

کماقال تعالیٰ اذا ذکرت ذکرت معی

عقیدۂ اهل سنت

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جمادات کے اندر شعور و فہم وغیرہ ان کے لائق ہے۔ خلافاً للمعتزلہ اور معتزلہ نے فلاسفہ کی تقلید کی ہے ورنہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی نصوص اور تصریحات کا انکار نہ کرتے۔

قرآن مجید

(۱) وان من شئی الا یسبح بحمد ربه ولکن لا تفقهون تسبیحهم. (پارہ ۱۵)

(۲) کل قد علم صلوة وتسبیحة . (پارہ ۱۸)

(۳) سبح لله مافی السموت وما فی الارض. (پارہ ۲۸)

اس قسم کی متعدد آیات قرآن مجید میں موجود ہیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ ان کی یہ تسبیح قالی ہے حالی نہیں حقیقی ہے نہ کہ مجازی۔ صاحب روح المعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ رازی رحمھم اللہ تعالیٰ نے عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت فرمایا کہ معتزلہ فلاسفہ کے نقش قدم پر چلتے ہیں فلہٰذا ان کے عقیدہ کا کوئی اعتبار نہیں۔

احادیث مبارکه

اس موضوع کی بے شمار احادیث مبارکہ پیش کی جا سکتی ہیں یہاں صرف چند نمونے حاضر ہیں۔

پتھر بول پڑے

امام ابونعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرموت کا بادشاہ دربارِ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ہم کیسے مان لیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے چند کنکریاں دست اقدس میں اُٹھائیں اور فرمایا

وقال هذا يشهد انی رسول الله ﷺ فسبح الحصى في يده. (خصائص جلد۲ صفحہ ۷۵)

اور فرمایا کہ کنکریاں شہادت دیں گی کہ میں اللہ کا رسول ہوں چنانچہ سنگریزوں نے تسبیح کی اور وہ مسلمان ہو گیا۔

فائدہ

یہ سنگریزے جو جماد محض ہیں حضور ﷺ کے دست اقدس میں آنے سے زندہ ہو گئے بولنے لگے حضور کو پہچاننے لگے کنکریوں کا تسبیح کرنا پرندوں کے اڑنے سے افضل ہے اور دست اقدس میں ان سنگریزوں کا زندہ ہو جانا حضرت مسیح علیہ السلام کے نفخ روح سے اقویٰ ہے۔

ہے لب عیسیٰ نے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

(۲) مثنوی میں مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ ابوجہل مٹھی میں چند کنکریاں لایا عرض کی بتایئے میرے ہاتھ میں کیا ہے فرمایا میں بتاؤں یا جو تیری مٹھی میں ہے وہ بتائے کہ میں کون ہوں۔ مختصر یہ کہ

لا اله گفت الا الله گفت
گوهر احمد رسول الله سفت

یعنی سنگریزوں نے بزبانِ فصیح کلمہ پڑھا جس کی آواز ابوجہل کو بھی سنائی دی۔

فائدہ

یہ سنگریزے ابوجہل کی مٹھی میں تھے اس کی مٹھی میں زندہ ہوئے۔ کلمہ پڑھنے لگے حضور کو پہچاننے لگے حالانکہ یہاں نہ نفخ روح ہے نہ حکم ہے نہ حضور نے ان کو چھوا ہے محض حضور کے اشارہ سے یہ کنکر بول پڑے اور ان میں سے صفاتِ انسانی ظاہر ہوئیں۔

سنگریزوں نے حیاتِ ابدی پائی ہے
ناخنوں میں تیرے اعجازِ مسیحائی ہے

(۳) امام مسلم حضرت جابر بن عبداللہ سے راوی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

ان بمکة جحرا کان یسلم علی قبل ان ابعث. (حجۃ اللہ صفحہ ۴۴۰)

مکہ میں ایک پتھر تھا جو قبل بعثت مجھے سلام کرتا تھا میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۔

درختوں اور پہاڑوں کا ھدیہ صلوۃ وسلام

امام ترمذی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی ہیں کہ ہم مکہ میں تھے حضور ﷺ کسی طرف روانہ ہوئے

فما استقبله جبل ولا شجر ولا مدر الا وهو يقول السلام عليک يارسول الله (حجۃ اللہ صفحہ ۴۴۰)

تو جو پہاڑ اور درخت بھی حضور کے سامنے آیا اس نے اس طرح سلام عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ۔

غور کیجئے یہ پہاڑ، درخت اور ڈھیلے محض حضور ﷺ کے گذرنے سے زندہ ہو گئے۔ سمجھنا، دیکھنا، بولنا وغیرہ صفاتِ انسانی ان میں پیدا ہو گئیں۔

ثابت ہوا کہ نبی ﷺ جانِ عالم اور روحِ کائنات ہیں جبھی تو حضور ﷺ کے گزرنے سے یہ جمادات بول پڑے نہ صرف بول پڑے بلکہ اپنے نبی ﷺ کو ہدیہ درود وسلام پیش کیا۔

پتھروں اور درختوں کا چلنا

امام بیہقی حضرت اسامہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگل میں حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا یہاں کھجور کے درخت اور پتھر ہیں۔ میں نے عرض کیا ہاں فرمایا

انطلق و قل لهم ان رسول الله ﷺ يا مركن ان تقاربن وقل للحجارة مثل ذالک.

جاؤ ان درختوں اور پتھروں سے کہو کہ رسول اللہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ قریب ہو جاؤ۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کا حکم سنایا۔ پتھر اور درخت یکجا جمع ہو گئے اور آپ نے قضائے حاجت فرمائی پھر مجھ سے فرمایا کہ ان سے کہو کہ علیحدہ ہو جائیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

والذی نفسی بیده لرایتهن یفترقن حتی عذن الیٰ مواضع هن. (حجۃ اللہ صفحہ ۴۴۳)

مجھے اس ذاتِ اقدس کی قسم جس کی قدرت میں میری جان ہے وہ درخت اور پتھر حضور ﷺ کا حکم سنتے ہی علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنے اپنے مقام پر واپس چلے گئے۔

فائدہ

یہ درخت اور پتھر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے حضور ﷺ کا حکم سن کر زندہ ہو گئے ان کا آنا جانا ملنا جلنا اور بغیر پاؤں کے چلنا اور ان کے حضور کے کلام کو سننا سمجھنا حضور کو پہچاننا آپ کے حکم کی تعمیل کرنا۔ یہ امور ہمارے دعویٰ

کی دلیل ہیں۔

دیواروں کا آمین کہنا

امام ابونعیم حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا فرمائی

فما یقی البیت ولا جدل ولا باب الا امن(وفی روایۃ)فامنت اسکنۃ الدار وجو ائط البیت آمین آمین آمین.

تو گھر کے دروازے، اینٹوں اور چوکھٹوں نے تین بار آمین آمین آمین کہا۔ (ملخصاً خصائص جلد۲ صفحہ ۷۷)

فائدہ

حضورﷺ نے دعا فرمائی مکان کے دروازہ اور دیوار سے آمین کی آواز آئی۔ یہ ان کی شعور وفہم وغیرہ کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے۔ ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے چند کنکریاں اپنے مقدس ہاتھ میں اُٹھائیں

فسبحن حتی سمعنا التسبیح. (خصائص جلد۲ صفحہ ۷۵)

یہ کنکریاں خدا کی تسبیح کرنے لگیں اور ان کی آواز ہم نے سنی۔

حضرت انس فرماتے ہیں یہ کنکریاں حضرت عثمان وابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاتھ میں بھی تسبیح کرتی رہیں جب ہمارے ہاتھ میں آئیں تو پھر ہم نے ان کی آواز سنی۔

طعام کی تسبیح

ابوالشیخ کتاب العظمۃ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ثرید آیا آپ نے فرمایا یہ کھانا تسبیح کرتا ہے ۔صحابہ نے عرض کی حضور کیا آپ اس کی تسبیح کو سمجھتے ہیں؟ فرمایا ہاں پھر حضورﷺ نے فرمایا کہ پنیر کا پیالہ میرے قریب لاؤ چنانچہ طعام سے تسبیح کی آواز آنے لگی اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی

نعم ھذا الطعام یسبح . (خصائص جلد۲ صفحہ ۷۵)

یارسول اللہﷺ واقعی یہ طعام تو تسبیح کرتا ہے۔

پہاڑ کی اطاعت

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ حضرت ابوبکر وعمرو

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ اُحد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ پہاڑ ہلنے لگا حضور ﷺ نے فرمایا

اثبت علیک نبی و صدیق و شھیدان (خصائص جلد۲ صفحہ ۷۷)

اے پہاڑ ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید تشریف فرما ہیں۔

پہاڑ حکم پاتے ہی ٹھہر گیا

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

خلاصہ یہ کہ امام احمد رضا قدس سرہ کا یہ شعر مجاز پر محمول نہیں بلکہ مبنی بر حقیقت ہے۔ جیسے ہم آپ کے امتی ہیں اور دل وجان سے آپ پر فدا ہیں اور ہر محبوب سے محبوب تر چیز آپ کے حضور نذرانہ پیش کرنے کی متمنی ہیں ایسے ہر شے کی تمنا ہے کیونکہ وہ بھی ہماری طرح آپ کی امتی ہیں۔ منجملہ ان کے پھول بھی امتی ہو کر نذرانہ پیش کر رہے ہیں لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں کہ پھولوں کے ہدایا اور تحائف پیش کرنا ہمارے نبی پاک ﷺ کے کمالِ لازوال کے لئے کوئی بڑا امر نہیں ہے اس لئے کہ یہاں تو جنگل ویرانے بھی پھول پیش کر رہے ہیں یعنی جانیں قربان کر رہے ہیں۔ آخر میں عرض کی کہ اے آقا ﷺ آپ کو تو کسی شے کی ضرورت نہیں لیکن اس غلام پر نگاہ لطف ہو تو میرا ویران دل باغ بن جائے اور میں ہمیشہ سدا بہار ہو جاؤں۔

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہوجائے ابھی کوہ محن پھول

حل لغات

تنکا، گھاس کا ڈنٹھل، خس۔ محن، محنت کی جمع، رنج، غم، دکھ۔

شرح

ہم ایک معمولی سا تنکا جسے ہلائیں تو نہ ہل سکے لیکن اگر آپ ﷺ چاہیں تو غم والم کے پہاڑ بھی پھول کی طرح نرم ہو جائیں یعنی تمام دکھ درد راحت وسرور میں بدل جائیں۔

فائدہ

اس شعر میں امامِ اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ تمام روایات جمع فرما دی ہیں جن میں درج ہے کہ ہزاروں دکھ و درد بھرے درِ اقدس پر حاضر ہوئے تو نہ صرف دکھ درد ٹل گئے بلکہ راحت وسرور سے بھرپور ہو کر واپس ہوئے۔ ان روایات

کوفقیر نے کتاب ''نبوی شفاء خانہ'' میں جمع کر دیا ہے۔تبرک کے طور پر چند روایات ملاحظہ ہوں

(۱) خیبر کے دن آپ ﷺ نے اپنا لعابِ دہن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں ڈال دیا تو وہ فوراً تندرست ہو گئے گویا دردِ چشم کبھی ہوا ہی نہ تھا۔

(۲) غارِ ثور میں حضرت صدیق اکبر کے پاؤں کو کسی چیز نے کاٹ لیا حضور ﷺ نے اپنا لعابِ دہن زخم پر لگایا اُسی وقت درد جاتا رہا۔

(۳) حضرت رفاعہ بن رافع کا بیان ہے کہ بدر کے دن میری آنکھ میں تیر لگا اور وہ پھوٹ گئی۔رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا لعابِ دہن مبارک ڈال دیا اور دعا فرمائی۔پس مجھے ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی اور آنکھ بالکل درست ہو گئی۔

(۴) حضرت محمد بن حاطب کے ہاتھ پر ہنڈیا گر پڑی اور وہ جل گیا۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے لعابِ مبارک اس پر ڈالا اور دعا فرمائی وہ ہاتھ صحیح ہو گیا۔

(۵) حضرت عمرو بن معاذ بن جموح انصاری کا پاؤں کٹ گیا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اس پر اپنا لعابِ مبارک لگایا وہ اچھا ہو گیا۔(الاصابہ)

(۶) ابو قتادہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ ذی قرد محرم ۷ھ میں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے چہرے میں یہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ ایک تیر لگا ہے۔آپ نے فرمایا کہ نزدیک آؤ میں نزدیک ہوا تو آپ نے اس پر لعابِ دہن لگایا اس زور سے مجھے کبھی تیر و تلوار نہیں لگی۔(الاصابہ)

گونگا بول پڑا

ایک بی بی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک لڑکا لائی جو جوان ہو گیا تھا۔اس نے کہا میرے اس بیٹے نے جب سے پیدا ہوا ہے کلام نہیں کیا۔پس رسول اللہ ﷺ نے اس لڑکے سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔(خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۶۹)

فائدہ

یہ بیماری اطباء اور ڈاکٹروں کے بس سے باہر ہے لیکن سرکار ﷺ نے ایک اشارہ سے بیمار کو ہمیشہ تک کے لئے شفاء یاب فرما دیا۔

(۷) حضرت فدیک بن عمرو کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئی تھیں اور وہ کچھ نہ دیکھ سکتے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے دم کر دیا وہ ایسے بینا ہو گئے کہ اسی برس کی عمر میں سوئی میں دھاگہ ڈال سکتے تھے۔(مواہب لدنیہ)

(۸) امام رازی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت معاذ بن عضراء کی بیوی کو برص کی بیماری تھی وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے اپنا عصا مبارک اس کے بدن پر پھیر دیا اسی وقت مرض جاتا رہا۔

(۹) حضرت ابوسبرہ کے ہاتھ میں ایک ایسی گلٹی تھی کہ اونٹ کی مہار نہ پکڑ سکتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک تیر منگوایا اور گلٹی پر پھیر دیا تو وہ فوراً جاتی رہی۔

(۱۰) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سر پر اور چہرے پر ورم ہو گیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنا دست شفاء کپڑے پر سے ان کے چہرے اور سر پر رکھا اور دعا فرمائی اسی وقت ورم جاتا رہا۔ (مواہب لدنیہ)

ان بیماریوں کے متعلق اطباء اور ڈاکٹر صاحبان سے معلوم کریں کہ کتنی عسیر العلاج بلکہ بعض تو علاج کے قابل نہیں لیکن نبوی شفاء خانے سے پل بھر میں ایسی شفاء پائی کہ اس بیماری کے نشانات تک بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئے۔

(۱۱) حضرت حبیب بن یساف ذکر کرتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میری گردن پر ایک ضرب شدید ایسی لگی کہ میرا بازو لٹک پڑا میں حضور ﷺ کے پاس آیا آپ نے اپنا لعابِ دہن لگا دیا اور بازو کو اس جگہ پر چسپاں کر دیا تو وہ فوراً بہتر ہو گیا تو پھر میں نے اس قتل کر دیا جس نے مجھے ضربِ شدید لگائی تھی۔

(۱۲) حضرت عبداللہ بن رواحہ نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ڈاڑھ کی شکایت کی آپ نے اپنا مبارک ہاتھ اس جگہ پر رکھا جہاں درد تھا اور دعا فرمائی۔ ابھی آپ نے دست مبارک وہاں سے اُٹھایا نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے شفاء دی۔

(۱۳) حضرت جرہد بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ انہوں نے عرض کیا کہ دائیں ہاتھ میں کچھ شکایت ہے جس کے سبب سے کھایا نہیں جاتا۔ حضور ﷺ نے اس کے ہاتھ پر دم کر دیا حضرت جرہد کو پھر عمر بھر یہ شکایت نہ ہوئی۔ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ، باب المعجزات)

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

شرح

حضور سرورِ عالم ﷺ کے پسینہ مبارک کی خوشبو سے کسی بھی اہلِ مسلک کو اختلاف نہیں کیونکہ صحاح کی روایات سے ثابت ہے دلہن کے لئے خصوصیت سے خوشبو کے ذکر میں مندرجہ ذیل احادیث کی طرف اشارہ ہے۔

عطریوں کا گھر

ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی میں اپنی بیٹی بیاہ رہا ہوں میری مدد فرمائیے آپ نے فرمایا ایک شیشی اور درخت کی

ٹہنی لاؤ۔وہ لایا تو حضور سرورِ عالم ﷺ نے اپنی دونوں کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر شیشی بھر دی اور فرمایا کہ یہ شیشی بیٹی کو دو اور اسے کہو کہ یہ لکڑی شیشی میں ڈبو کر خوشبو لگائے۔ چنانچہ لڑکی نے ایسے ہی کیا اسی وجہ سے اس گھر کی شہرت بھی بیت المطیبین (عطر والے) سے ہوگئی۔ (خصائص کبریٰ)

صاحب روض نطیف فرماتے ہیں

یفوح من عرق مثل الجمان له شذ تظل الفرانی منه تقطر

حضور اکرم ﷺ کے پسینہ مبارک میں جو چاندی کے موتیوں کے مشابہ تھی خوشبوئے مشک مہکتی تھی کہ حسین عورتیں اس کو بجائے عطر لگاتی تھیں۔

حضرت انس کا گھر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اپنی والدہ ماجدہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ترکِ ورثہ میں جو چیزیں ملیں وہ یہ تھیں

(۱) ایک نبی کریم ﷺ کی چادر مبارک

(۲) ایک پانی کا پیالہ

(۳) ایک اپٹن۔

حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں اکثر نبی کریم ﷺ آرام فرماتے اور وہیں نزولِ وحی ہوتی تو آپ کو بوقت نزولِ وحی پسینہ آجاتا۔ اس پسینہ مبارک کو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک شیشی میں جمع کر لیتی اور دلہنوں کو دے دیتی اور جو کوئی آپ کے پسینہ مبارک کو اپنے جسم پر مل لیتا مرتے دم تک اس کے جسم سے خوشبو نہ جاتی۔

یعنی اس کے جسم سے ہمیشہ خوشبو آتی رہتی جو عطر و گلاب اور عنبر وغیرہ میں بھی نہ پائی بلکہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اس بچی سے بھی خوشبو پائی جو اس بچی کی اولاد تھی (جسے حضور نبی کریم ﷺ کے پسینہ مبارک کو جسم پر لگانا نصیب ہوا) نویں صدی میں خوشبو سونگھی گئی کیونکہ امام قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ و صاحب ارشاد الساری شرح بخاری کا یہی زمانہ ہے۔ گویا پشتوں تک رسولِ مبارک ﷺ کے پسینہ مبارک کی خوشبو مہکتی رہی۔

مزید تحقیق اور سوالات و جوابات فقیر کے رسالہ ''خوشبوئے رسول'' میں پڑھئے۔

دل بستہ وخوں گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت
کیوں غنچہ کہوں مرے آقا کا دہن پھول

حل لغات

لطافت، مؤنث (عربی) پتلا پن، عمدگی، نرمی، صفائی، رونق، تازگی مزہ، لطف باریکی نکتہ یہاں صفائی عمدگی مراد ہے۔

شرح

یعنی دل بستہ اور خون کشتہ ہے اس میں خوشبو نہ صفائی ہے میں اپنے آقا کے دہن مبارک کو کیسے غنچہ کہوں اس لئے کہ غنچہ کا منہ بند اور اندر ہی اندر میں غم سے آنسو بہا رہا ہے لیکن یہاں یہ حال ہے کہ دہن مبارک کھلتا ہے تو پھول جھڑتے ہیں خوشبو مہکتی ہے لطافت منہ چومتی ہے۔

شب یاد تھی کن دانتوں کی شبنم کی دم صبح
شوخان بہاری کے جڑاؤ ہیں کرن پھول

حل لغات

شبنم (فارسی، مؤنث) وہ بخارات جو ہوا میں درختوں پر ٹپکتے ہیں، اوس۔ شوخان بہاری، موسم بہار میں اپنے جوش جوبن میں اُبھرنے والے۔ جڑاؤ، (اردو، مذکر) جواہرات سے جڑا ہوا۔

دندان ولب وزلف ورخِ شاہ کے فدائی
ہیں درِ عدن لعل یمن مشک ختن پھول

شرح

دندان کی مناسبت سے درعدن اور لب کی مناسبت سے لعل یمن اور زلف کی مناسبت سے مشک ختن اور رخ کی مناسبت سے پھول۔ کیا ہی عجیب صفت ہے اسے شعراء ہی سمجھ سکتے ہیں یعنی ہمارے محبوب شہ کونین ﷺ کے دندانِ مبارک پر درعدن اور لب اطہر کے لعل یمن اور زلف عنبریں پر مشک ختن اور چہرۂ اقدس پر پھول جان چھڑکتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ اشیاء اپنی جگہ پر انتہائی جمال وکمال کی حامل ہیں لیکن حضور سرورِ عالم ﷺ کو جو اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال اور کمال بخشا ہے اس کے بالمقابل یہ اشیاء کچھ بھی نہیں۔

دندانِ مبارک

حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب سرکارِ گولڑہ شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث شریف کی ترجمانی کرتے

ہوئے دندانِ مبارک کے متعلق پنجابی میں فرمایا ہے

چٹے وندموتی دیاں ھن لڑیاں

یعنی حضور سرورِ عالم ﷺ کے دندانِ مبارک سفید ایسے کہ موتی کی لڑی محسوس ہوتے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

کان رسول اللہ ﷺ براق الثنایا. (شمائل ترمذی)

رسول اکرم ﷺ کے دندانِ مبارک نہایت ہی چمکدار تھے۔

حلیہ بیان کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ دندان ہائے پیشین کشادہ اور روشن وتاباں جب آپ کلام فرماتے تو دندان ہائے پیشین میں سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔

بزار (متوفی ۲۹۲ھ) وبیہقی نے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے کہ جب آپ ضحک فرماتے تو دیواریں روشن ہوجاتیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

اذا تکلم ری کالنور یخرج من بین ثنایاہ. (شرح الشمائل)

جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کے دندان مبارک کے درمیان سے نور کی برسات لگ جاتی۔

یعنی جب آپ گفتگو فرماتے تو محسوس ہوتا جیسے موتیوں کا ایک ہار جو نیچے ڈھلک رہا ہے۔

لب اقدس

امام احمد رضا قدس سرہ کی طرح حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ نے اس مضمون کو یوں ادا فرمایا ہے

لباں سرخ آکھاں کہ لعل یمن

آپ کے ہونٹ مبارک کو سرخ کہوں یا لعل یمن لیکن امام احمد رضا قدس سرہ اس تشبیہ سے ہٹ کر لعل یمن کو حضور سرورِ عالم ﷺ کے لب اقدس کا فدائی کہہ رہے ہیں ہاں مرشد گولڑہ قدس سرہ نے صرف سمجھانے کے لئے ایسے فرمایا ورنہ کی بھی مراد یہی ہے جو امام احمد رضا کی ہے کہ لعل یمن لب مصطفیٰ ﷺ پر قربان کئے جائیں اور وہ خود بھی قربان ہونے پر نازاں ہونگے۔ حدیث شریف میں ہے کہ

کان رسول اللہ ﷺ احسن عباد اللہ شفتین

رسول اللہ ﷺ کے ہونٹ مبارک تمام بندگانِ خدا سے خوبصورت تھے۔

اس کی مزید تفصیل آئے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

گیسوئے عنبرین

گیسوئے عنبرین کے فضائل وکمالات کے متعلق کتابیں لکھی گئیں جن زلفوں کی قسم اللہ تعالیٰ نے یاد فرمائی اس کے کمال کا کیا کہنا ان کی قدر و قیمت جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سمجھی دیگر کون کیا سمجھے۔

بیاناتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۱) حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کا سر اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ آپ کے بال مبارک خمدار تھے ان میں اگر خود مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ خود مانگ کے لئے تکلف نہ فرماتے۔

يجاوز شعره سحمة اذنيه اذاهو وفرة

آپ کے بال مبارک جب لمبے ہوتے تو کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہو جاتے تھے۔

(۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کا مبارک قد میانہ تھا اور

يبلغ شعره سحمة اذنية عليه حلة حمراء مارايت احسن منه. (البخاری کتاب المناقب)

آپ کے مبارک بال کانوں کی لو تک تھے۔ میں نے سرخ جبہ میں آپ سے بڑھ کر حسین کوئی نہیں دیکھا۔

(۳) آپ ہی سے شیخ ابو اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے مروی دوسری روایت کے الفاظ ہیں

مارايت احدا من خلق الله تعالىٰ فی حلة حمراء من رسول الله ﷺ ان جمة تضرب من منكبيه. (رواہ مسلم)

میں نے مخلوقِ خدا میں سرخ جبے میں آپ سے بڑھ کر حسین کوئی نہیں دیکھا آپ کے بال مبارک اور زلفیں کاندھوں کو چوم رہی ہوتیں۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی یہ بیان کرتے

ماحدث به قط الاضحک (دلائل النبوۃ للبیہقی صفحہ ۲۳۳)

تو بیان کرنے کے بعد ہمیشہ مسکرا دیتے۔

(۴) آپ سے تیسری مروی روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں

مارايت من ذی لمة احسن فی حلة حمرا من رسول الله ﷺ له شعر يضرب منكبيه. (ایضاً)

میں نے سرخ جبہ پہنے کانوں کی لو سے نیچے زلفوں والا آپ سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھا۔ آپ کی مبارک زلفیں کاندھوں کو

چوم رہی ہوتیں۔

(۵) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے مقدس بالوں کے بارے میں فرماتی ہیں

کان شعر النبی ﷺ فوق الوفرة ودون الجمة. (رواہ ابوداؤد)

آپ کے بال بارک کانوں اور دونوں شانوں کے درمیان تھے۔

(٦) سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں

کان رسول اللہ ﷺ ذاوفرة. (ابن عساکر)

آپ کے بال مبارک کانوں کی لوتک تھے۔

فائدہ

آپ کے مبارک بالوں کے بارے میں احادیث میں تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں (۱) وفرۃ (۲) لمۃ (۳) جمۃ ان ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ مفہوم ہے۔

جمۃ :۔ایسے بال جو کاندھوں کو چھو رہے ہوں۔

وفرۃ:۔ایسے بال جو کانوں کی لوتک ہوں۔

لمۃ :۔ایسے بال جو کانوں سے نیچے ہوں مگر کاندھوں کو نہ چھوئیں۔

سوال

ان مرویات میں بظاہر تعارض ہے یعنی بعض صحابہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے بال کانوں تک تھے اور بعض بیان کرتے ہیں کہ کاندھوں تک تھے۔

جواب

ان میں کوئی تعارض نہیں اس لئے کہ یہ مختلف اوقات کے احوال ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک ہی صحابی نے مختلف احوال بیان کئے ہیں۔

حضرت قاضی عیاض ان احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں

ان ذلک لاختلاف الاوقات فکان اذا ترک تقصیر ھا بلغت المناکب واذا قصرھا کانت الی الاذن اوشحمتھا اونصفھا فکانت تطول وتقصر بحسب ذلک (جمع الوسائل جلد اصفحہ ۱۸)

یہ مختلف احوال کا بیان مختلف اوقات کی وجہ سے ہے عدم حجامت کی صورت میں کاندھوں تک پہنچ جاتے اور حجامت کے بعد

کانوں کی لویا اس کے نیچے تک ہوتے اسی اعتبار سے کبھی بڑے اور کبھی چھوٹے ہوتے۔

فائدہ

بال کنگھا کرنے پر بھی یہ فرق ہوجاتا ہے کہ بال مبارک میں جب رسولِ خدا ﷺ کنگھا کرتے تو زلفیں پاک کاندھوں کو مس کرتیں ورنہ چونکہ بال گھنگریالے تھے اس لئے سمٹ کر کان کی لو تک یا اس کے کچھ اوپر رہتے اس لئے صحابہ کرام میں جس نے جس حالت میں دیکھا آپ کو اسی ہیئت سے بیان کیا۔

وراثت صحابہ کرام اہل سنت کے نام

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محبوب طریقے اہل سنت کو نصیب ہیں مثلاً دیکھئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور ﷺ کے گیسوؤں سے کیسی والہانہ محبت وعقیدت تھی اور وہ آپ کی مقدس زلفوں کے کس طرح اسیر ہوچکے تھے کہ جب بھی آپ ﷺ کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتے اسے آپ کی زلفوں کے ذکر سے زینت دے کر اپنے دل و جان کی راحت کا سامان کرتے۔ اگر آپ ﷺ کی زلفیں حجامت کے بعد کانوں کی لو کو چھو رہی ہوتیں تو وہ پیار سے آپ کو ذی وفرۃ (کانوں کی لو تک زلفوں والا) کہتے۔ اگر کچھ بڑھ کر کانوں کی لو سے نیچے تک ہوجاتیں تو آپ ﷺ کو ذی لمۃ (کانوں کی لو سے نیچے زلفوں والا) کہہ کر پکارتے۔

اور کبھی شبانہ روز مصروفیات کی وجہ سے زلفیں بڑھ کر مبارک شانوں کو چھونے لگتیں تو وہ فرط محبت میں جھوم کر آپ ﷺ کو ذی جمۃ (کاندھوں کو چھونے والی زلفوں والا) پکارتے۔

آج جو لوگ حضور ﷺ کے زلف و رخسار کی بات کرنے والوں پر طعن کرتے ہیں۔ ان کے لئے غور کا مقام ہے کہ یہ عمل ان لوگوں کی سنت ہے جنہوں نے براہ راست آقائے دو جہاں ﷺ کی صحبت سے فیض پایا۔ اگر ان چیزوں کے بیان کا اسلام میں کوئی درجہ یا مقام نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس چیز کی ہرگز اجازت نہ دیتے۔

بو ہو کے نہاں ہو گئے تابِ رخِ شہ میں
لو بن گئے ہیں اب تو حسینوں کے دہن پھول

حل لغات

بو (فارسی) مہک۔ نہاں (فارسی) چھپا ہوا۔ تاب (مؤنث، فارسی) روشنی، چمک۔ لو (بضم لام) اردو، گرم ہوا جو گرمی کے موسم میں چلتی ہے۔

شرح

محبوبِ خدا ﷺ کے چہرۂ انور کے سامنے تمام حسینوں کے حسن و جمال کی تابانیاں مہک بن کر گم ہوگئیں اور ان کے دہن جو پھول کی طرح خوشبوناک تھے۔محبوبِ کریم ﷺ کی خوشبو کے بالمقابل گرم ہوا کی طرح بن گئے۔

شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گواہی

ہمارے نزدیک تمام مخلوق سے یہاں تک کہ ملائکہ کرام سے انبیاء کرام افضل اور مکرم تر ہیں اس معنی ان سے بڑھ کر اور کون حسین ہوگا لیکن ان کا حال شارحِ بخاری امام احمد قسطلانی سے سنیئے

اندرج فی نوده کل نود والطوی تحت منشور اية کل اية لغیره ودخلت الرسا لات کلها فی سلب نبوة والنبوات کلها تحت لواء رسالة. (مواہب لدنیہ جلد ا صفحہ ۲۷۹)

تو نورِ محمدی میں تمام انوار مندرج ہوگئے اور تمام انبیاء کے معجزات وآیات حضور کے دفتر آیات میں لپٹ گئے اور تمام رسالتیں سلب نبوۃ مصطفویہ میں آگئیں اور تمام نبوتیں لوائے رسالت محمدیہ میں داخل ہوگئیں۔

سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان

سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں

قیل رآی مکتوباً علیٰ ساق العرش محمد رسول الله فتشفع به واذا اطلقت الکلمة علیٰ عیسی علیه السلام فلتطلق الکلمات علی الروح الاعظم والحبیب الاکرم ﷺ فما عیسیٰ بل وما موسی بل وما الانبیاء الا بعض من ظهور انواره وزهرة من ریاض انواره. (روح المعانی پارہ ۸، صفحہ ۲۱۷)

حضرت آدم علیہ السلام نے عرشِ معلیٰ کے پائے پر محمد رسول اللہ ﷺ لکھا دیکھا تو اس اسم مبارک کو شفیع بنایا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کلمے کا اطلاق ہوا ہے تو جو روحِ اعظم اور حبیب اکرم ﷺ ہیں ان پر کلمات کا اطلاق کیا گیا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ اور موسیٰ علیہم السلام سب اسی نورِ اعظم (محمد مصطفی ﷺ) کے انوار اور اسی باغ کے پھول ہیں۔

انبیاء علیہم السلام میں فیض مصطفی ﷺ

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے اسمائے حسنیٰ سے ایک ایک اسم بعض انبیاء علیہم السلام کو عنایت فرمایا۔اسی طرح اپنے حبیب کریم ﷺ کے اسم گرامی یعنی لفظ محمد سے ایک ایک حرف بعض انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء میں داخل فرمایا مثلاً میم، آدم اور ابراہیم اور اسماعیل اور موسیٰ اور سلیمان اور مسیح اور شموئل اور ارلیا علیہم السلام کے اسماء اور حا، نوح وصالح و یحییٰ واسحاق علیہم السلام کے اسماء ہیں اور دال، آدم وداؤد، ہود وادریس علیہم السلام کے اسماء میں کسی شاعر نے کیا خوب لکھا ہے۔

دہ چہ دل کشاهست ایں که موسیٰ ومسیح   افسر خود کرده انداز میم ملك آ

دہ چہ اسم اینکہ نوح ویحییٰ واسحاق را　　　　قیض حمد وعلم وحشمت دادہ اندازرا

تو ہے خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیائیں تارے

انبیاء اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

ہوں بارِ گنہ سے نہ خجل دوشِ عزیزاں

للہ مری نعش کرائے جانِ چمن پھول

حل لغات

بار (فارسی) بوجھ، اسباب وغیرہ۔خجل، (عربی) (بفتح اول بکسر ثانی) شرمندہ۔نعش (عربی مؤنث) تابوت، ارتھی۔دوش، کندھا، مونڈھا۔عزیزاں، عزیز کی جمع۔

شرح

میں گناہوں کے بوجھ سے عزیزوں کے کاندھے پر سوار شرمندہ ہو کر آرہا ہوں۔اے محبوبِ کریم ﷺ میری نعش کو شاد فرما۔اسی عقیدۂ اہل سنت کے مطابق کہ قبر میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی زیارت ہوگی اور آپ کی نظر کرم جس پر پڑ گئی اس کا بیڑا پار رہو گا۔

احادیث سوالاتِ منکرین

قبر میں پہنچتے ہی نکیرین سوالات کی بوچھاڑ کر دیں گے لیکن نبی پاک ﷺ کی مہربانی ہوگئی تو وہ منکر نکیر نہیں بلکہ مبشر وبشیر اور مشفق ومہربان ہوں گے۔

حضرت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سوال کرنے والے فرشتوں کو فنانی القبر اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کے سوال میں جھڑکیاں پائی جاتی ہیں اور ان کی عادت میں سختی ہے اور انہیں منکر نکیر اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی شکل و صورت انسانوں سے ملتی جلتی نہیں اور نہ ہی فرشتوں چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں سے بلکہ ان کی صورت کچھ عجیب ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو اہلِ ایمان کے لئے باعث عزت واحترام اور وجہ بصیرت بنایا ہے جبکہ یہ منافق کے لئے باعث پردہ دری ہوگا۔(شرح الصدور، اردو صفحہ ۱۴۷)

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی جگہ شرح الصدور میں لکھتے ہیں کہ ابن یونس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہمارے شافعی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ مومن کے پاس آنے والے فرشتوں کا نام مبشر و بشیر ہے اسی خصوصی توجہ کے لئے امام احمد رضا قدس سرہ نے ہر مومن کو درس دیا کہ دامن مصطفیٰ ﷺ تھام لو اور انہیں اپنی پریشانیوں میں اپنا مشکل کشا بنا لو پھر دیکھنا وہ منکر و نکیر جن کا نام سن کر دل ہل جاتا ہے وہ مبشر بشیر بن کر تشریف لائیں گے۔

اعجوبہ

لوگ حضور سرورِ عالم ﷺ کی قبر میں زیارت کے مسئلہ سے شرک کے خطرہ سے گھبراتے ہیں لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ منکر نکیر ہمارے نبی کریم ﷺ کے ادنیٰ مرید ہیں تو پھر کیوں نہیں سمجھتے کہ ادنیٰ مرید تو قبر میں آسکتے ہیں تو پھر مرشد بھی تشریف لا سکتے ہیں۔

نکیرین کا تصرف

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور صفحہ ۱۳۸ میں فرماتے ہیں کہ امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ان کا جسم اتنا طویل ہوگا کہ وہ ایک جگہ میں ایک ہی وقت میں تمام مخلوق کو آواز دیں گے تو ہر شخص یہی سمجھے گا کہ یہ خطاب صرف مجھے ہے اور اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے جواب سننے سے مردوں کو منع کر دیگا۔

دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخن پا کا
اتنا بھی مہ نو پہ نہ اے چرخِ کہن پھول

حل لغات

شیدائی (فارسی، مذکر) فریفتہ ہونے والا۔ چرخِ کہن، فلک کا لقب۔ پھول، امر اس پر پھولنا بمعنی اتراتا، خوش ہونا لیکن یہاں نہی ہے کہ لفظ نہ ضرورت شعری کی وجہ سے پہلے آ گیا ہے۔

شرح

فلک پر جب پہلی کا چاند چڑھتا ہے تو وہ گویا اتراتا ہے ہ مجھ پر ایسا محبوب ہے کہ جس کی مثال نہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے کہا اے چرخِ کہن اپنے محبوبِ کریم ﷺ کے پائے ناز کے ناخن مبارک (ناخن مبارک ہلال کی شکل میں ہے) پر فریفتہ ہے۔

اے چرخِ کہن اب بتا کہ ہمارے محبوب ﷺ کے پائے ناز مبارک کے ناخن کے مقابلہ تیرے نورِ ہلال کی کیا حقیقت ہے بلکہ تو اپنے محبوب مہ نو سے پوچھ کہ وہ میرے محبوب کے پائے ناز کے ناخن مبارک کے حسن و جمال پر نثار

ہونے کو تیار ہے۔

نکتہ

امام احمد رضا قدس سرہ نے فلک کو چرخِ کہن میں اشارہ فرمایا کہ جب سے تو اے فلک پیدا ہوا تو مہ نو کو دیکھ دیکھ کر اترا رہا ہے لیکن تیری ساری زندگی کے تمام مہ نو میرے محبوب ﷺ کے حسن و جمال پر سو جان سے قربان ہیں۔ ہمارے محبوبِ کریم ﷺ کے ناخن مبارک کے حسن و جمال کے مقابلہ کی تو دور کی بات ہے ان کو اس پر نچھاور کیا جائے تو تیرے انہی تمام مہ نو کو الٹا فخر ہوگا کہ انہیں آقائے کریم ﷺ کے ناخن پر نثار ہونے کا موقع نصیب ہوا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی سنت سے استدلال

امام احمد رضا قدس سرہ کا یہ استدلال سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت سے ہے جسے تمام مورخین، البدایہ ونہایہ، ابن کثیر وابن خلدون وابن اثیر وغیرہ نے ذکر کیا۔ چنانچہ حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نبراس شرح شرح عقائد اپنے رسالہ الناہیہ عن ذمِ معاویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا قصہ

مولف مشکوٰۃ شریف لکھتے ہیں کہ ان کی وفات رجب میں دمشق میں ہوئی اس وقت آپ کا سن مبارک چوہتر برس تھا۔ آخری عمر میں آپ کو لقوہ ہو گیا تھا اور وہ آخری عمر میں فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں قریش کے ایک عام فرد کی حیثیت سے ذی طوی میں رہا کرتا اور اس حکومت وسلطنت کو دیکھنے کی نوبت نہ آتی۔ ان کے پاس حضور نبی پاک ﷺ کا ایک تہبند مبارک ایک چادر پاک اور ایک کرتہ شریف اور کچھ ناخن اقدس اور موئے مبارک تھے۔

آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے حضور اکرم ﷺ کی قمیص میں کفنانا اور آپ کی چادروں میں لپٹینا اور میرے ناک کے نتھنوں اور سجدہ کے اعضاء اور میری باچھوں میں آپ کے ناخن اقدس اور موئے مبارک رکھ دینا پھر مجھے ارحم الراحمین کے حوالے کر دینا۔

سن وفات

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر وفات بعض مورخین نے اسی سال بعض نے اٹھاسی سال بعض نے بیاسی سال لکھی ہے۔

کیا غازہ ملا گردِ مدینہ کا جو ہے آج
نکھرے ہوئے جوبن میں قیامت کی پھبن پھول

حل لغات

غازہ (فارسی، مذکر) ایک قسم کا خوشبودار پوڈر۔ ملا (اردو) بالفتح ماضی از ملنا۔ گرد (بالفتح مؤنث) غبار، راکھ، دھول، بے اصل بے حقیقت یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ نکھرے ہوئے (اردو مفعول) از نکھرنا بمعنی نہایت صاف ستھرا رنگ و روپ والا۔ جوبن، مذکر ہندی اٹھتی جوانی۔ پھبن (ہندی، مؤنث) سجاوٹ، خوبصورتی، زیبائش۔

شرح

پھولوں نے مدینہ پاک کی گردو غبار کا پوڈر چہرے پر ملا ہے تبھی تو ان کی اُٹھتی جوانی کے نکھار میں غضب کی خوبصورتی اور زیبائش ہے یعنی پھول فطرتی طور پر خوشنما اور دل لبھانے والے ہیں لیکن جب انہیں مدینہ پاک کی گرد و غبار چہرے پر پوڈر کی طرح ملنا نصیب ہو جائے تو پھر ان کی خوبصورتی کا سماں کچھ اور ہوتا ہے۔

مدینے کی گردو غبار

یہ مبالغہ آرائی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے مدینہ پاک کی گردوغبار کی بہت بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے جسے فقیر اسی شرح میں تفصیل سے عرض کر چکا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

والذی نفسی بیدہ ان فی غبارھا شفاء من کل داء. (خلاصۃ الوفاء)

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مدینہ پاک کی غبار میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔

عجیب واقعہ

حضور سرورِ عالم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے راستے میں آپ کو وہ لوگ ملے جو جنگ میں شامل نہ ہو سکے ان کی آمد سے غبار اڑی تو ایک صحابی نے غبار کی وجہ سے منہ ڈھانپایا ناک چھپایا۔ حضور سرورِ عالم ﷺ نے اس کے چہرہ یا ناک سے کپڑا اٹھا کر مذکورہ بالا ارشاد فرمایا۔ (خلاصۃ الوفاء)

مزید تشریح حکایت ہذا وغیرہ فقیر کی کتاب "محبوب مدینہ" میں ہے۔

قرآنِ مجید سے استدلال

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تجزیہ پہ قربان کہ ایک ایک مصرعہ میں علوم کے دریا بند کرتے چلے جارہے ہیں۔ اس میں منکر کو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مدینہ پاک کی غبار تو بڑی قدر و منزلت والی ہے اللہ تعالیٰ نے مدینے والے محبوب کے غلاموں کے گھوڑوں کے قدموں سے اڑتی ہوئی غبار کی بھی قسم یاد فرمائی ہے۔

والعدیت ضبحاًo فالموریت قدحاًo فالمغیرات صبحاًo فاثرن بہ نقعاًo فوسطن بہ جمعاًo

قسم ان کی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہوئی پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سُم مار کر پھر صبح ہوتے تاراج کرتے ہیں پھر اس وقت غبار اُڑاتے ہیں پھر دشمن کے بیچ لشکر میں جاتے ہیں۔

فائدہ

حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مراد ان سے غازیوں کے گھوڑے ہیں جو جہاد میں دوڑتے ہیں تو ان کے سینوں سے آوازیں نکلتی ہیں اور غبار اڑتی ہے جب پتھریلی زمینوں پر چلتے ہیں۔

گرمی یہ قیامت ہے کہ کانٹے ہیں زباں پر
بلبل کو بھی اے ساقی صہبا و لبن پھول

حل لغات

کانٹے، کانٹا کی جمع ہے (ہندی، مذکر) سولی چھوٹی ترازو، مچھلی پکڑنے والا نوک دار اوزار پنجے کی شکل کا اوزار جس سے انگریز اور انگریزی تہذیب کے دلدادہ مسلمان وغیرہ گوشت وغیرہ کھاتے ہیں، کھٹکا، نہایت دبلا گھاس اُٹھانے کا ایک اوزار، ریل کی لائن تبدیل کرنے کا آلہ، زبان کا کھردراپن، یہاں یہی معنی مراد ہے۔ صہبا (عربی مؤنث) سرخ شراب سفید انگور کی شراب۔ لبن (بفتحتین عربی) دودھ جمع البان آج کل عربی لبن دہی کو کہتے ہیں، دودھ کے لئے حلیب بولتے ہیں۔

شرح

یہاں بلبل سے خود امام احمد رضا قدس سرہ و دیگر عاشقانِ رسول ﷺ مراد ہیں یعنی قیامت کی گرمی اور تپش زوروں پر ہوگی اور اہل محشر کی زبانیں پیاس سے کانٹے کی طرح ہو جائیں گی اور وہاں پانی کہاں حوضِ کوثر کے سوا کچھ بھی نہیں ہوگا اور حوضِ کوثر کے مالک ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں گے اور اس حوض سے چھلکتے جام وہی پئیں گے جو غلامانِ مصطفیٰ ﷺ ہیں دوسروں کو تو دیکھنا تک نصیب نہ ہوگا۔

قرآن مجید

انا اعطینٰک الکوثر (سورۂ کوثر، آیت ۱)

ہم نے آپ کو کوثر (یا بیشمار خوبیاں) عطا کیں۔

شانِ حوضِ کوثر

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ مجھے وہ حوضِ کوثر ملا ہے جس کے برتن ستاروں کی تعداد میں ہیں۔ (جواہر البحار جلد ا صفحہ ۹۴ اُردو)

فائدہ

حضور نبی پاک ﷺ کی علمی وسعت نہ بھولئے کہ آپ ستاروں کی گنتی بھی جانتے ہیں اور حوضِ کوثر کے پیالوں کی تعداد بھی۔ حوضِ کوثر کا پانی میٹھا اتنا ہے کہ شہد سے بھی زیادہ اور گاڑھا اتنا ہے کہ دودھ بھی زیادہ جو ایک بار پئے گا پھر زندگی بھر وہ کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا۔

فائدہ

ہر نبی علیہ السلام کو حوض عطا ہوگا وہ اپنی امتوں کو اس سے پانی پلائیں گے لیکن حضور ﷺ کا حوض سب سے بڑا ہوگا اسی لئے اس کا نام بھی کوثر ہے یہی سب سے افضل و اعلیٰ اور لذیذ ہوگا۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)

ہے کون کہ گریہ کرے یا فاتحہ کو آئے
بیکس کے اٹھائے تری رحمت کے بھرن پھول

حل لغات

گریہ، رونا، زاری، فاتحہ، قرآن مجید کی پہلی سورت لیکن یہاں عرفی مراد ہے جو اہل سنت میں مروج ہے کہ میت کی فوتیدگی کے بعد اس کے اہل خانہ کے پاس جا کر تعزیت کرنا اور میت کے لئے بخشش کی دعا مانگنا اور اس کے ایصالِ ثواب کے لئے خیرات و صدقات کرنا۔ بھرن، زور کی بارش، بھادوں کی بارش۔

شرح

کوئی ایسا ہے جو غریب بیکس کے لئے خیر خواہی کرتے ہوئے تیری رحمت کی بارش کے پھول لا کر دے تا کہ میں ابدی راحت و سکون پاؤں اس لئے عاشق کو سکون ملتا ہے تو محبوب کے ذکر سے۔

اعلیٰ حضرت کی تائیدیں

جب آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو محزون و مغموم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا کہ انہیں اذان سناؤ جب آدم علیہ السلام نے اذان سنی تو سکون ملا۔ عرض کی یا اللہ (حضرت) محمد ﷺ کون ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تیری اولاد سے ہیں۔ ان کی شان یہ ہے کہ وہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔

انسانوں کے علاوہ

اہل آسمان تو کیا آسمان بھی خوشی سے جھوم اُٹھا۔قرآن مجید میں ہے

وانه هو اضحک

علامہ نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

اضحک السماء بعد وجه اکیها

یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو آسمان پر لے جا کر آسمان کو خوشی سے ہنسایا۔(نزہۃ المجالس)

جبریل علیہ السلام بہشت میں گئے دیکھا کہ چالیس ہزار براق ریاضِ جنت سے کھارہے ہیں۔ان کی پیشانیوں پر لکھا ہے "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں سے ایک براق ایسا بھی دیکھا جو سر جھکا کر رو رہا ہے اور اس کی آنکھوں سے بکثرت آنسو بہہ رہے ہیں۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دریافت فرمایا تو اس نے جواب دیا

یا جبرائیل انی سمعت مذاربعین الف سنة اسم محمد ﷺ فوق فی قلب محبت صاحب هذا لاسم وعشقه.

اے جبرائیل چالیس ہزار برس ہوگئے ہیں میں نے اسم محمد ﷺ سنا تھا بس اس نام مبارک کا سننا تھا کہ اس صاحب نام کے عشق ومحبت نے میرے دل کو وارفتہ کردیا۔کھانا پینا سب بھول گیا "واحترقت بنار العشق" یعنی اب تو عشقِ یار کی آگ میں جل چکا ہوں اور اب تو یہ حال ہے

چه مے پرسی زمن حالِ دل غم دیدۂ ات چوں شد

ولم شد خوں وخوں شد آب وآب از دیده بیرون شد

جبریل علیہ السلام نے فرمایا "انا اوصلک بمعشوقک" یعنی میں تجھے تیرے اس محبوب کی طرف پہنچاتا ہوں۔

اس براق کو بنا سجا کر جبریل امین نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔(نزہۃ)

دل غم تجھے گھیرے ہیں خدا تجھ کو وہ چمکائے

سورج ترے خرمن کو بنے تیری کرن پھول

حل لغات

خرمن،کھلیان،اناج کا ڈھیر۔کرن،روشنی،شعاع۔

شرح

اے دل تجھے دل غم والم نے گھیر رکھا ہے خدا تجھے ایسی چمک دے کہ پھر تیری خرمن کے آگے سورج ایک معمولی کرن

بن جائے۔

حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہی جسے ہر محدث نے اپنی تصنیف میں نقل کیا یہاں تک کہ منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کے حکیم تھانوی نے نشر الطیب میں لکھا ہے جس کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

امام بخاری نے سند صحیح سے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے ایک روز حضور ﷺ کی خدمت میں اس طرح عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے بتائیں وہ کون سی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے پیدا فرمایا۔

آقائے کائنات نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر وہ قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور تھا سیر فرما تا رہا اس وقت نہ لوح وقلم تھا نہ انسان تھا۔ پھر جب خداوند تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمانے کا ارادہ فرمایا تو اس نور میں شعاعیں در شعاعیں بڑھتی گئیں اور وہ مزید شعاعوں میں تقسیم ہوتی گئیں یہاں تک کہ کائنات کا وجود ظاہر ہوگیا۔

فائدہ

اس تقسیم میں سے ایک کرن نصیب ہوئی۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا اس طرف اشارہ ہے کہ محبوبِ کریم ﷺ کے لطف وکرم اور دل میں نگاہ تلطف ہو تو پھر سورج تو اس جلوہ کی ایک کرن ہے ہی۔

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا کلی ہے جس میں حسین اور حسن پھول

حل لغات

زہرا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب ہے۔ کلی، بن کھلا، پھول۔ کلی غنچہ۔

شرح

اس باغِ کرم کا کیا کہنا کہ جس باغ کا غنچہ سیدہ فاطمہ اور اس کے پھول حسنین ہوں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ان کی عظمت کے اہل اسلام تو نہ صرف قائل بلکہ ان کے اسماء کریمہ سن کر بھی عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں لیکن عیسائیوں کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہ رہا۔

مروی ہے کہ جب مقابلہ کے لئے حضور سرورِ عالم ﷺ اس نورانی کنبہ کو میدان میں لائے تو عیسائیوں کے پادریوں

نے اپنے حواریوں سے کہا کہ یہ نورانی کنبہ وہ ہے جس سے مقابلہ ہمارے لئے تباہی کا موجب ہے۔

فضائل

حدیث ۱

طبرانی بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا

ان الله تعالیٰ غیر معذبک ولا ولدک.

بے شک اللہ تعالیٰ نہ تجھے عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔

(۲) ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

انما سمیت فاطمة لان الله فطمعها وذریتها عن النار یوم القیمة.

فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی نسل کو روزِ قیامت آگ سے محفوظ فرما دیا۔

(۳) قرطبی آیۂ کریمہ "ولسوف یعطیک ربک فترضی" کی تفسیر میں حضرت ترجمان القرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل ہیں کہ انہوں نے فرمایا

رضاه محمد ﷺ ان لا یدخل احد من اهل بیةالنار.

اللہ عزوجل نے حضورِ اقدس ﷺ سے راضی کر دینے کا وعدہ فرمایا اور محمد ﷺ کی رضا اس میں ہے کہ ان کے اہل بیت سے کوئی دوزخ میں نہ جائے۔

فائدہ

اس میں بھی اہل بیت کے عموم میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اولیت حاصل ہے کہ اہل بیت میں آپ کو اعلیٰ مقام حاصل ہے بلکہ بعض سوائے تمام انبیاء علیہم السلام کے سب سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو افضل مانا ہے۔ چنانچہ علامہ.........اهدل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الخصائص النبوۃ صفحہ ۲۴۱ میں لکھتے ہیں

وذکر الامام علم الدین العراقی رحمة الله تعالیٰ علیه شارح المهذب ان فاطمة واخاها ابراهیم افضل من الخلفاء باتفاق.

امام عراقی علم الدین شارح مہذب نے سیدہ فاطمہ اور ان کے بھائی سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خلفاء سے بھی افضل کہا۔

اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی اسی طرح منقول ہے چنانچہ کتاب مذکور صفحہ ۲۴۲ میں ہے کہ

ونقل عن مالک انه قال لا افضل علی البفعةالنبی ﷺ احدا.

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ البفعۃ النبی ﷺ سے کوئی افضل نہیں۔

علامہ احد ل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی کتاب مذکور میں وجہ افضلیت لکھتے ہیں

ولعله بالنظر لما فیها من البفعة الشرایفه کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وعلیه فلا اختصاص لفاطمه واخیها بذلک بل جمیع اولادها افضل من الخلفاء الاربعة.

امید ہے کہ ان کی وجہ افضلیت بفعۃ النبی ﷺ ہونا ہے کہ یہ دونوں سیدہ فاطمہ و سیدنا ابراہیم بفعۃ النبی ہیں۔

اس قاعدہ کو مان لیا جائے تو پھر افضلیت میں سیدہ فاطمہ اور سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کیا تخصیص ہے پھر تو حضور سرورِ عالم ﷺ کی تمام اولاد خلفاء اربعہ سے افضل ہوئی اور یہ قول کسی کا بھی نہیں۔

مختصر تعارف

خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہما

خاتونِ جنت کا نام فاطمہ ہے اور یہ خانہ رسالت میں روشن ہوئی۔ اس کی کرنیں، شعاعیں اتنی تنوع ابدی جمیل و پرنور تھیں کہ ان کے کئی نام ہوگئے جو آج بھی تاریخ کے صفحات میں اس کی خوبیاں اور کردار کے مختلف جگمگاتے پہلوؤں کی گواہی دیتے ہیں۔ وہ محدثہ مبارکہ، ذکیہ راضیہ، مرضیہ، زاہرا، بتول، عذرا، سیدۃ النساء، خیر النساء، خاتونِ جنت، معظّمہ، طاہرہ، عابدہ، ام الحسنین اور ام ابیہا کے نام والقاب سے بھی پہچانی جاتی ہیں۔

ان کا خاص لقب ''ام ابیہا'' یعنی اپنے باپ کی ماں بڑا ابلیغ اور بے پناہ عظمت کا حامل ہے۔ محدثین نے اس کی تصریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فاطمہ ''اُم ابیہا'' اپنے باپ کی ماں اس لئے کہلاتی ہیں کہ آپ ہی سے رسول اکرم ﷺ کی نسل پاک چلی ہے۔ آپ رسول اکرم ﷺ کے نام اور کام کو بقا دینے والی ہیں۔ ''اُم ابیہا'' سے مراد وہ خاتون ہے جو اپنے باپ کی زندگی اور نام کو پروان چڑھانے کا سبب ہو۔

جنابِ سیدہ کی تمام زندگی اس کا واضح ثبوت ہے۔ بقولِ علامہ اقبال (مرحوم)

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز

از سر نسبت حضرت زهرا عزیز

نورِ چشم رحمت للعالمین

آں امامِ اولین و آخرین

بانوے....تاجدار.....آتی

مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا

جنابِ مریم کے لئے تو ایک نسبت ہی باعث تعظیم ہے لیکن جناب فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تین نسبتوں کی عظمت سے سرفراز ہے۔

اولین وہ رسول خداﷺ کی بیٹی ہیں۔ دوم وہ حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شریک حیات ہیں اور تیسرے وہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عظیم فرزند کی ماں ہیں۔

جنابِ سیدہ کی یہ عظمت وسرفرازی عالم اسلام کے لئے ایک بے مثال نمونہ پیش کرتی ہے جو عورت کی تمام زندگی اور اس کی نمایاں حیثیتوں کا احاطہ کرتا ہے۔

پیغمبر اسلامﷺ نے اپنی لخت جگر فاطمہ کی صورت میں اسلامی معاشرے میں عورت کے حقوق وفرائض اور کارکردگی کا بے مثال نمونہ پیش کردیا ہے تا کہ اسلام جو بنی نوع انسان کے لئے رہنمائی کے لئے آیا ہے وہ معاشرے کے ایک طبقے کے ہی فرائض وحقوق سے بحث نہ کرے بلکہ نظر انداز کیا ہوا طبقہ جو معاشرے کا سب سے اہم حصہ ہے فراموش نہ ہو جائے۔

جنابِ سیدہ ۲۰ جمادی الثانی بعثت سے پانچ برس قبل یا بعد میں پیدا ہوئیں آپ کا نام فاطمہ رکھا گیا آپ کی تربیت پر خاص توجہ دی گئی۔ رسول اکرمﷺ کی آغوشِ تربیت اور جنابِ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبتوں نے جنابِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ماں اور باپ کی عظمتوں اور شرافتوں کو جمع کردیا۔

والدہ کے سایۂ عاطفت سے جلد ہی محروم ہوگئیں لیکن سرورِ عالمﷺ نے ماں سے محرومی کا داغ بھی اپنی شفقتوں سے بھلا دیا۔ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بے مثال خاتون کے پیکر میں ڈھلنے لگیں۔ بچپن ہی سے کھیل کود کی طرف رجحان کم تھا۔ زیادہ تر وقت حضور سرورِ عالمﷺ کے علم وحکمت کی تعلیم لیتے ہوئے گزارتی تھیں۔ عبادت کی طرف خاص میلان تھا جو عمر کے ساتھ ساتھ پختہ ہوگیا۔

آنکھ کھولی تو اپنے عظیم المرتبت باپ کو دشمنوں میں گھرا پایا۔ دین اسلام کے لئے انہیں اذیتیں اور مشقتیں ہنس کر برداشت کرتے دیکھا تو فاطمہ باپ کے لئے ڈھارس بن گئی۔ پیروں سے کانٹے چنتے ہوئے لہولہان زخموں کو دھوتے ہوئے اور گندگی سے خراب لباس کو صاف کرتے ہوئے فاطمہ نے کبھی کسی کمزوری کا اظہار نہیں کیا۔ باپ کی تکلیف کے

خیال سے آنکھوں میں آنسو تو آ گئے مگر عزم و ثبات صبر و استقامت میں کمزوری پیدا نہ ہوئی ۔ ہجرت کی اندھیروں بھری رات تھی یا احد کا میدان مباہلے کا وقت تھا یا شعب ابی طالب کی سختیاں فاطمہ ہر میدان میں اپنے والد بزگوار کی شریک رہیں۔

مدارج النبوۃ، حج المطالب، تاریخ خمیس، طبری و نورالابصار میں لکھا ہے کہ جب فاطمہ سن شعور کو پہنچیں تو اکابر صحابہ نے ان کے لئے خواستگاری کی ۔ نبی کریم ﷺ عموماً خاموش رہے بعض اوقات ان پیامات پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا کرتے اور اکثر اوقات واضح طور پر فرما دیا کہ فاطمہ اس وحدہ لاشریک کی کنیز ہے ۔ میں اس کے متعلق امر الٰہی کا منتظر ہوں میں حکم الٰہی کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا۔ اس مسلسل خاموشی کو دیکھ کر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جنابِ علی ابن ابی طالب پر زور دیا کہ وہ فاطمہ کی خواستگاری کریں کیونکہ وہ ہر لحاظ سے اس کے اہل ہیں۔ جنابِ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازۂ رسول اللہ ﷺ پر تشریف لائے تو آپ نے ام المومنین ام سلمیٰ سے فرمایا جاؤ سلمیٰ دروازہ کھولو وہ شخص دروازے پر آیا ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول دوست رکھتے ہیں وہ بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔

جنابِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہوئے لیکن خواستگاری میں حجاب مانع تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے خود پوچھا تو آپ نے مدعا بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ نے بڑی مسرت سے فرمایا ہاں علی خدا کی بھی یہی مرضی ہے اس کے بعد اکثر فرمایا کہ فاطمہ کے لئے اگر علی پیغام نہ دیتے تو کوئی بھی ان کے ہم پلہ نہیں تھا۔

یہ شادی بحسن و خوبی انجام پائی اور دو جہانوں کے شہنشاہ کی بیٹی کو بطورِ جہیز گھریلو سامان کی اشد ضروری چیزیں دی گئیں مگر اس سے یہ مغالطہ نہ ہو کہ یہ چیزیں حضور اکرم ﷺ نے فراہم کی تھیں ۔ اس لئے جہیز سنت رسول اکرم ﷺ قرار پاتا ہے بلکہ یہ اشیاء اس رقم سے خریدی گئیں جو بطورِ مہر حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے زرہ بیچ کر فراہم کی ۔ اگر سنت رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرنا ہی مقصود ہے تو حق مہر کی رقوم سے جہیز کی خریداری عمل میں لانی چاہیے تا کہ ایک قبیح رسم کا خاتمہ ہو سکے۔

فاطمہ اپنے ساتھ بے مثال تربیت کے جوہر لائیں تھیں وہ ایک بہترین بیوی اور انتہائی سلیقہ مند خاتونِ خانہ تھیں انہوں نے گھر کو صحیح معنوں میں جنت بنا دیا۔

اطاعت، رفاقت اور محبت میں کبھی کمی نہ آنے دی ۔ وہ ہر طرح کے حالات میں مسرور و مطمئن رہیں۔ جنابِ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر میں اکثر فاقے رہتے لیکن فاطمہ کبھی شکایت نہ کرتی ۔ میں باہر سے آتا تو خندہ پیشانی سے میرا استقبال کرتیں۔ ہمارے گھر میں دنیوی ساز و سامان نہ تھا لیکن سیدہ ہر چیز کو صاف ستھرا اور قرینے سے

رکھتی تھی ۔ دیواریں صاف شفاف مجھے یاد نہیں کبھی میرے بستر پر گرد پڑی ہو۔اللہ کی یاد میں ہروقت مشغول رہتی تھی لیکن ان کی عبادت گزاری گھریلو کاموں میں کبھی حائل نہ ہوتی تھی اور نہ ہی کوئی کام کل کے لئے پڑا رہتا۔

اس دور میں گھریلو کام بڑی مشقت مانگتے تھے ۔ دسترخوان پر روٹی رکھنے کے لئے اناک کو کوٹنا، پیسنا اور صاف کرنا پڑتا تھا۔پھر خود ہی پیسنا پڑتا پھر کہیں جا کر ایک نانِ جویں میسر آتا۔ یہ سب کام سیدہ خود کرتی تھیں اس کے ساتھ بچوں کی تربیت اور پرورش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہوتا۔ جنابِ سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ میں نے اکثر دیکھا کہ سیدہ چکی بھی پیس رہی ہیں حسین وحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے گھوارے کی ڈوری بھی کھینچ رہی ہیں اور زبانِ مبارک سے حمد وثناء الٰہی میں بھی مصروف ہیں۔

وہ اطاعت ومحبت کا ایک پیکر مجسم تھیں ۔انہوں نے گھر کو جنت بنادیا اور ایک ایسی نسل پروان چڑھائی جو پیغمبر اسلام کے نام اور دین اسلام کو زندہ جاوید کرنی والی تھی ۔ آپ کے دو بیٹے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور دو صاحبزادیاں جنابِ زینب اور جنابِ اُم کلثوم ہیں جو تاریخ اسلام میں منور باب کی حیثیت رکھتا ہے۔

سیدہ عالم کا گھر امت مسلمہ کی خواتین کے لئے ایک مکتب کی حیثیت رکھتا ہے وہ عورت کی تمام ترحیثیتوں کو تعلیماتِ اسلامی سے سنوارتی ہیں ۔ وہ ایک فرنبردار بیٹی ،طاعت شعار بیوی اور محبت کرنے والی ماں ہیں۔ انہوں نے اپنے گھر کو جنت بنایا ،ہرطرح کے حالات کو جھیلا ،شوہر سے کبھی فرمائش یا شکایت نہیں کی اور اپنے بچوں کی تربیت میں بھرپور دلچسپی لی۔ جب امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد نبوی سے حضور رسالت مآب ﷺ کے خطبات سماعت فرما کر آتے تھے تو آپ ان سے تمام خطبات خود سنتیں تا کہ بچوں کو اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں اور بہنیں بھی انہیں یاد کر لیتی تھیں ۔ آپ نے گھریلو کام کاج میں کبھی عار نہیں سمجھا ذاتی ملازمہ کو ایک بہن یا رفیق کار کے لقب سے یاد کیا اور کبھی اس پر غیر ضروری کام کا بوجھ نہیں ڈالا۔

ان کے دروازے سے کبھی کوئی سائل خالی نہیں گیا۔گھر میں کچھ موجود نہ ہوا تو اپنی چادر گروی رکھ کر اس سے سائل کی ضرورتیں پوری کیں ۔تمام رات عبادت میں گزاری تو کبھی اپنے لئے دعا نہیں کی بلکہ امت مسلمہ کے لئے خیر وعافیت طلب کی۔

آپ کی فضیلت میں بے شمار احادیث وارد ہیں آپ کو تمام جہاں کی عورتوں کی سردار فرمایا گیا ہے ۔ایک جگہ فرمایا میری بیٹی فاطمہ کی محبت سو مقاموں پر نفع دے گی جن میں سب سے آسان مقام موت ،قبر ،میزان اور حساب ہیں۔

جنابِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے فاطمہ کے علاوہ کسی کو گفتگو ، لہجے اور سچائی میں حضور ﷺ

سے زیادہ مشابہ نہیں دیکھا۔ جب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے پیشانی پر بوسہ دیتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ فاطمہ کا یہ احترام یہ تعظیم وتکریم اس کردار کے باعث ہے جو مسلمان عورت کے لئے قابل تقلید کا نمونہ ہے جیسا کہ علامہ اقبال اپنی فارسی نظم میں فرماتے ہیں

اگر پندے ز درویشے پذیری

هزار امت بمیرا تو نه میری

بتولِ باش پنهاں شو ازیں عصر

که در آغوش تو شبیرے بگیری

علامہ کہتے ہیں کہ اے بیٹی اگر تو مجھ درویش کی ایک نصیحت قبول کرے تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ خواہ دنیا میں ہزار قومیں پیدا ہو کر مر جائیں مگر تو کبھی نہیں مرے گی تو بتولِ مقدس کی پیروی کر اور دنیا کے جھگڑوں سے الگ رہ تا کہ تیری آغوش میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلنے والے فرزند پرورش پائیں۔

کرامت زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ کئی دن تک حضور نے تناول نہ فرمایا اس لئے حضور ﷺ حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے اور کھانا طلب کیا۔ حضرت فاطمہ نے عرض کیا کہ کچھ نہیں ہے تھوڑی دیر بعد آپ کی ہمسایہ نے دو روٹی اور ایک ٹکڑا گوشت کا ہدیہ کیا۔ حضرت فاطمہ نے اس کو برتن سے ڈھک کر رکھ دیا اور حضور ﷺ کو اطلاع دی حضور تشریف لائے تو وہ برتن لینے گئیں دیکھا تو برتن گوشت اور روٹی سے بھرا ہوا ہے آپ حیران ہوئیں کہ کھانا تھوڑا تھا مگر بڑھ گیا ہے۔ آپ نے حضور ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا حضور ﷺ نے فرمایا یہ کہاں سے آیا؟ حضرت فاطمہ نے جواب دیا کہ

هی من عندالله ان الله یرزق من یشاء بغیر حساب ط

یہ اللہ کی جانب سے ہے اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا

الحمد لله الذی جعلک یابنیة شبیهة لسیدة النسابنی اسرائیل (خصائص جلد ۲ صفحہ ۵)

حمد ہے اس کو جس نے اے بیٹی تم کو سیدۃ النساء بنی اسرائیل (یعنی حضرت مریم) کی مثل بنایا کیونکہ ان کو جب اللہ رزق دیتا تھا تو وہ بھی یہی کہتی تھیں۔

نعت شریف

ہے کلامِ الٰہی میں شمس والضحیٰ تیرے چہرۂ نورفزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

شرح

قرآن مجید میں جو "والشمس وضحھا" اور "والضحیٰ" واقع ہیں ان میں حضورﷺ کا چہرۂ اقدس مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ شمس اور ضحیٰ ہر دونوں لفظوں سے اپنے محبوبِ کریم، رؤف ورحیمﷺ کے چہرۂ نورانی کی قسم یاد فرمائی ہے۔

چنانچہ تفسیر عزیزی پارہ ۳ صفحہ ۱۸۸ یہ عبارت ہم نے دوسرے مقام پر لکھی ہے۔ سورۂ والشمس وضحھا میں شمس اور ضحیٰ سے مراد حضورﷺ کے چہرۂ اقدس مراد لیا ہے۔

اسی طرح سورۂ والضحیٰ میں ضحیٰ سے حضور سرورِ عالمﷺ کا چہرہ اقدس مراد ہے۔ کذافی روح البیان جلد ۶ صفحہ ۴۱۳ و تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۷، تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۵۹۶۔ یہ عبارت ہم نے دوسرے مقام پر لکھ دی ہیں اور چہرۂ اقدس کو نور فزا فرمانا مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ شعراء کرام نے اپنے کلام میں چہرہ پاک کو نور فزا سے تعبیر فرمایا ہے۔ ایک شاعر نے

یوں فرمایا

شش جهت روش زتاب روئے تو

ترك وتاجيك وعرب هند دئے تو

ماه را مهر رخت نور وبها

مهر راتنوير قلب توضيا

شش جہات آپ کے چہرۂ اقدس کی چمک سے روشن ہیں ترکی وہندی وتاجیکی سب تیرے ہیں۔ چاند اور سورج کی روشنی اور رونق آپ سے ہے سورج کی ضیاء آپ کے قلب سے روشن ملی ہے۔

اور ''سراجاً منیر'' کی تفسیر بھی اس وقت صحیح ہو سکتی ہے کہ آپ نور بھی ہوں اور نور گر بھی۔ احادیث صحیحہ میں آپ کے چہرۂ اقدس کو سورج سے تعبیر کیا گیا۔

(۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں

ما رايت شيئا احسن من رسول الله ﷺ كان الشمس تجرى فى وجهه .

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۸)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ کے چہرہ سے سورج طلوع ہو رہا ہے۔

اور پھر چہرۂ اقدس سے حسی نور کے ظہور کی تصریح بھی ہے۔

(۲) سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور سرورِ عالم ﷺ کے نورِ جمال کے اوصاف بیان کرنے کی درخواست کی تو فرمایا

فيه يتلاء لاتلا لا القمر ليلة البدر اجمع الوسائل للملا على القارى شارح.

(مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۴۴ مطبوعہ مصر)

آپ کا چہرۂ اقدس چودھویں رات کی طرح چمکتا تھا۔

(۳) نہایہ ابن اثیر میں ہے کہ

انه عليه الصلوٰة والسلام كان اذا سرانه وجهه المراة التى ترى فيها صورالاشياء وكان الجدرتلائك وجهه اى يرى الجدر فى وجهه ﷺ.

جب حضور ﷺ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ شیشہ کی طرح ہو جاتا کہ اس میں اشیاء کا عکس نظر آتا اور دیواریں آپ کے چہرۂ

اقدس کی نورانیت کی وجہ سے روشن ہوجاتی۔ (زرقانی شریف علی المواہب)

ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث ہیں جنہیں فقیر نے اسی شرح میں حسب موقع درج کردی ہیں۔

فائدہ

مصرعۂ ثانی میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو "والیل" میں قسم یاد فرمائی ہے اس کے متعلق بھی تفسیر روح البیان اور تفسیر عزیزی میں لکھا کہ "والیل" سے حضور سرورِ عالم ﷺ کی زلفیں مبارک مراد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے ایک ایک بال مبارک پر جان و مال بلکہ دنیا و مافیہا قربان کردینے کو تیار رہتے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

قلت یعبیدة عندنا من شعر النبی ﷺ اجناہ من قبل انس او من قبل اهل انس فقال لان تکون عندی شعرة منه احب الی من الدنیا ومافیها. (بخاری شریف صفحہ ۱۰۹)

میں نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے ہاں حضور ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا ان کے اہل سے ملے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبیدہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک وہ دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

رایت رسول اللہ ﷺ والحلاق یحلقه وطاف به اصحابه فمایریدون ان تقع شعرة الا فی یدرجل . (مسلم شریف کتاب الفضائل جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کی حجامت بنا رہا تھا اور آپ کے اصحاب آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے وہ یہی چاہتے تھے کہ آپ کا جو بال بھی گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔

(۳) یہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مزدلفہ سے منیٰ میں تشریف لائے اور جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماریں پھر قربانی کرکے اپنی جگہ پر تشریف لائے تو

ثم دعا بالحلاق وناول الحلاق شقه الایمن وحلقه ثم دعا اباطلحة الانصاری فاعطاه ثم ناول الشق الاسیر فقال اقسمه. (بخاری ومسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۲۳۲)

آپ نے حجام کو بلایا اور اپنی دہنی طرف کے بال مبارک منڈوائے اور ابوطلحہ کو بلا کر عطا فرمائے پھر آپ نے اپنی بائیں طرف کے بال مبارک منڈوائے تو وہ ابوطلحہ کو عنایت فرمائے کہ ان تمام بالوں کو لوگوں میں تقسیم کریں۔

فائدہ

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے تبرکات سے برکات وفیوضات حاصل کا طریقہ سکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین اور اولیاء کاملین حضور سرورِ عالم ﷺ کے ہر تبرک پر جان ومال اور آل واولاد قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔

تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''البرکات فی التبرکات''

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن وادا کی قسم

حل لغات

خلق (نعتیں) طبعی خصلت، عادت، مروت اس کی جمع اخلاق آتی ہے اور بالفتح ظاہری شکل وصورت۔ یہاں پہلے سے پہلا معنی اور دوسرے سے دوسرا معنی مراد ہے یعنی اے محبوب ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خلق کو عظیم اور آپ کی شکل مبارک کو جمیل فرمایا ہے اور آپ جیسا نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ ہوگا اور نہ ہوسکتا ہے۔

شرح

مصرعہ اول میں حق تعالیٰ کا آپ کے خلق کو عظیم اور آپ کی صورت مبارکہ کو جمیل کہنا مندرجہ ذیل دو آیتوں کی طرف اشارہ ہے۔

(۱) وانک لعلی خلق عظیم.

(۲) ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم.

آیت میں جملہ مفسرین متفق ہیں کہ یہ خطاب صرف حضور ﷺ سے مخصوص ہے اور صرف آپ ہی اس کے مصداق ہیں۔ آپ کے سوا ''خلق عظیم'' کا اطلاق ہوگا تو مجازاً۔ اس کی تفسیر ہم آئندہ صفحات پر عرض کرتے ہیں۔

دوسری آیت میں بھی ''الانسان'' سے بعض مفسرین نے حضور ﷺ کی ذاتِ پاک مراد لی ہے۔

تفسیر خلق عظیم

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سعد بن ہشام بن عامر نے جب حضرت عائشہ صدیقہ سے حضور سرورِ عالم ﷺ کے خلق کی بابت دریافت کیا تو حضرت صدیقہ نے جواب میں فرمایا کیا تو قرآن نہیں پڑھتا؟ حضرت سعد نے جواب دیا کہ ہاں۔ یہ سن کر حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا خلق قرآن تھا۔ (رواہ مسلم)

فائدہ

سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم میں جس قدر محامد اخلاق مذکور ہیں وہ سب حضورﷺ کی ذاتِ اقدس میں پائے جاتے تھے۔غرض دیگر کمالات کی محاسن اخلاق میں بھی آپ کا مرتبہ تمام مخلوق یہاں تک کہ انبیائے علیہم التسلیمات سے بڑھا ہوا ہے۔کسی نے کیا خوب فرمایا ہے

آنچه نباز ند زان دلبران

جمله ترا هست وزیادت بران

نکتہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کے خُلق کو عظیم کہا خلق پر تنوین تفخیم بھی خود عظمت کے لئے کافی تھی لیکن اس کی صفت عظیم کا اضافہ عظمت کی رفعت پر دلالت کرتی ہے پھر آپ کی سیرت یعنی خلق عظیم فرمایا اور ادھر دنیا کے لئے فرمایا

قل متاع الدنیا قلیل

دنیا کی متاع ایک معمولی اور بہت ہی تھوڑی شے ہے۔متاع دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں قلیل سہی لیکن ہم اس کے بھی اندازہ سے عاجز ہیں کہ کہاں سے کہاں تک اور جب سے شروع ہوئی نا معلوم کب ختم ہو اندریں فاصلہ اس کی متاع پر غور فرمائیں تو یقین ہو جائے

خدا و مصطفیٰ کی کنہ میں ادراک عاجز ہے
خدا کو مصطفیٰ اور مصطفیٰ کو خدا جانے

سیدنا امام ابوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

فاق النبین فی خلق وفی خلق
ولم یدانوہ فی علم ولا کرم

حضورﷺ حسن صورت وحسن سیرت میں جملہ انبیاء علیہم السلام پر فائق ہیں کوئی بھی پیغمبر علیہ السلام آپ کے مرتبہ معرفت وسخاوت تک نہیں پہنچا۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان بزرگوں کے طویل مضمون کو ایک مصرعہ میں بیان فرمادیا اسے کہتے ہیں دریا درکوزہ کہ حضور سرورِ عالمﷺ کے کمالات معنوی کو خلق عظیم اور کمالات صوری کو خلق جمیل میں بیان فرمادیا۔اس مضمون کو امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں ادا فرمایا

فھو الذی تم معناہ وصورتہ

اصطفاہ حبیباً باری النسم

منزہ عن شریک فی محاسنہ

فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

آپ وہ ہیں کہ جن کی سیرۃ وصورت کامل ہے تب خالق کائنات نے آپ کو اپنا حبیب منتخب فرمایا آپ اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں پس آپ کا جوہر حسن تقسیم نہیں ہوسکتا۔

قرآن واصف ھے صورتِ رسول کا

اس سے بڑھ کر شانِ اقدس کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور ﷺ کے ہر عضو مبارک کا ذکر کیا ہے جس سے حق جل وعلا کی کمالِ محبت وعنایت پائی جاتی ہے۔

آپ کی خلق (بالفتح)

تخلیق یعنی پیدائش کو اللہ تعالیٰ نے جمیل فرمایا مثلاً آپ شکم مادر میں تھے تو والدہ ماجدہ کو گرانی وتکلیف نہیں ہوئی۔ آپ ناف بریدہ پیدا ہوئے یعنی دوسرے بچوں کی طرح آپ کی پرورش رحم مادر میں خونِ حیض سے نہیں کی گئی بلکہ نوری خوراک سے آپ کی پرورش پائی۔ حضرت آمنہ والدہ ماجدہ فرماتی ہیں آپ صاف ستھرے پیدا ہوئے دوسرے بچوں کی طرح خون آلود نہیں تھے آپ سے اس وقت نور ظاہر ہوا جس سے شام کے محلات نظر آنے لگے۔ ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے، آتش کدہ فارس سرد ہوگیا جو ہزار سال سے روشن تھا، بت اوندھے منہ گر گئے، کعبہ وجد کرنے لگا، بحر ساوا خشک ہوگیا، سماوہ جاری ہوگیا۔

دریا در کوزہ

مذکورہ بالا توجیہ سے احسن یہ ہے کہ یہاں خلق (بالفتح) سے مراد آپ کی بشری صورت مراد ہے اس لئے کہ خلق (بالضم) سے سیرتِ پاک مراد ہے تو خلق (بالفتح) سے صورۃ پاک مراد ہو تقابل کا تقاضا یہی ہے۔ اسی کو سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے

واجمل منک لم ترقط عینی

واحسن منک لم تلدالنساء

خلقت مبراً من کل عیب

کانک قد خلقت کماتشاء

آپ سے جمیل تر کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور آپ سے حسین تر کسی ماں نے نہیں جنا۔ آپ ہر عیب سے منزہ اور پاک ہیں
آپ گویا ویسے پیدا ہوئے جیسے آپ چاہتے تھے۔

قلب مبارک

ماکذب الفواده اراى . (سورۂ نجم، رکوع ۱)

دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

نزل به الروح الامین علیٰ قلبک (سورۂ شعراء، رکوع ۱۱)

اسے روح الامین لے کر اُترا تمہارے دل پر۔

زبان مبارک

ومایںطق عن الھویٰ. (سورۂ نجم)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔

فانما یسرنه بلسانک (سورۂ دخان، رکوع ۳)

تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کیا۔

چشم مبارک

مازاغ البصر وماطغی. (سورۂ نجم، رکوع ۱)

آنکھ نہ کسی کی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

چہرہ مبارک

قدنری تقلب وجھک فی السماء. (سورۂ بقرہ، رکوع ۱۷)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔

ہاتھ مبارک اور گردن مبارک

ولاتجعل یدک مغلولة الی عنقک (سورۂ بنی اسرائیل، رکوع ۳)

اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔

سینۂ مبارک اور پشت مبارک

الم نشرح لک صدرکھوضعنا عنک وزر کالذی انقض ظھرک (پارہ ۳۰، سورۂ الم نشرح)

کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ کمالِ خلق کی طرح کمالِ خلقت میں بھی اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو حضور ﷺ کی مثل پیدا نہیں کیا اور نہ کرے گا۔

لم یخلق الرحمن مثل محمد ابداً و علمی انه لایخلق. (حیوۃ الحیوان جلد ۱ صفحہ ۴۲)

نہیں پیدا کیا اللہ نے مثل محمد کا کبھی اور مجھے علم ہے کہ وہ نہ پیدا کرے گا۔

انتباہ

جن حضرات نے حضور ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیا ہے۔ انہوں نے اگرچہ حضور ﷺ کے اوصاف کے بیان میں حسب طاقت بشری ابلغ انواع بلاغت اور اکمل قوانین فصاحت سے کام لیا ہے مگر غایت جسے وہ پہنچے ہیں یہی ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی صفات کی صرف ایک جھلک کا دراک کیا ہے اور حقیقت وصف کے ادراک سے عاجز رہ گئے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ صورتِ وصف کو پیش کر سکے ہیں نہ حقیقت وصف کو کیونکہ حقیقت وصف حضور ﷺ کو خالق یچوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ امام بوصیری ہمزیہ میں فرماتے ہیں

انما مثلوا صفاتک للناس کما مثل النجوم الماء.

انہوں نے صرف صورت دکھائی ہے تیری صفات کی لوگوں کو جیسا پانی صورت دکھا دیتا ہے ستاروں کی۔

ملاعلی قاری جمع الوسائل میں اور امام قرطبی رحمہما اللہ تعالیٰ نے کتاب الصلوٰۃ میں کسی عارف کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کامل حسن ہمارے لئے ظاہر نہیں ہوا کیونکہ اگر ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں آپ کے دیدار کی تاب نہ لا سکتیں۔ یہی مضمون جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵ میں ہے کہ

لم یظهر لنا تمام حسنه ﷺ لانه لو ظهر لنا تمام حسنه لما اطاقت عینا رویته.

حضور ﷺ کا تمام حسن و جمال ظاہر نہ ہوا اگر تمام حسن ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں آپ کا دیدار نہ کر پاتیں۔

حضرت خواجہ غلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر و مرشد اور برادرِ اکبر مولانا محمد فخر جہان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا

باپردہ چوں آمدی شورے قیامت شد بپا	بے پردہ گر آمدی بروں
اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو	وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

یہی وجہ ہے کہ جملہ کائنات مل کر بھی آپ کے حسن و جمال کی تعریف کرے تو بھی آپ کے حسن و جمال کا ایک باب

بھی ختم ہونے کو نہ آئے۔

تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا
زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے

حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان اتنی بلند و بالا ہے کہ آپ کی شان کو کوئی بیان نہیں کرسکتا اسی لئے تو کسی عاشق نے کیا خوب کہا ہے

لایمکن الثناء کما کان حقه

بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

یعنی حضور ﷺ کی تعریف کا کوئی حق ادا نہیں کرسکتا۔ مختصر بات یہ ہے کہ خدا کے بعد اگر کوئی عزت و بزرگی والی ذات ہے تو وہ صرف اور صرف آپ ہی کی ذات ہے۔

اس موضوع پر فقیر کی ایک تصنیف ہے "لایمکن الثناء" اس کا ایک حوالہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

اعلم ان مدحه ﷺ لم یتعاطه فحول الشعراء المتقدمین لان کمالاته ﷺ لاتحصی وشمائله لاتستقصی فالمادحون لجنابه العلی والواصفون لکماله الجلی مقصرون عما هنالک قاصرون عن اواء ذالک کیف وقد وصفه الله فی کتابه بمایبهر العقول ولا یستطاع الیه الوصول فلو بالغ الاولون والاخرون فی احصاء مناقبه بعجز و من ضبط ماحباه مولاه من مواهبه ولقد احسن من قال اری کل مدح فی النبی مقصداً وان بالغ المثنی علیه وکثیرا اذالله اثنی بالذی هو اهله علیه فما مقدار ما قدح الوریٰ فکل غلوفی حقه تقصیر ولا یبلغ البلیغ الا قلیلا من کثیر.

(حاشیہ الباجوری علی البردہ مطبوعہ مصر)

یقین کرلو کہ حضور ﷺ کی مدح کو بڑے بڑے متقدمین شعراء نہ پا سکے۔ اس لئے حضور کے کمالات احصا اور شمار سے فزوں ہیں اور آپ کے شمائل تہہ کو نہیں پہنچ سکتا تو حضور ﷺ کی جنابِ عالی مدح کرنے والے اور کمالِ جلی کی وصف کرنے والے ان کی مدت کے شمار سے عاجز ہیں اور ان کی ادا سے قاصر ہیں۔ یہ کیسے قاصر نہ ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں حضور ﷺ کی ایسی تعریف کی ہے کہ عقول پہ غالب ہے اور اس تک پہنچنے کی طاقت نہیں۔ پس اگر سب اگلے اور پچھلے مل جل کر مبالغہ کریں تو ان فضائل و کمالات کے ضبط کرنے سے عاجز ہونگے جو مولا کریم نے حضور کو عطا فرمائے کسی نے کیا خوب کہا ہے میں ہر مدح کو نبی کی شان میں کم دیکھتا ہوں اگر چہ تعریف کرنے والا مبالغہ کرے اور اکثر بیان کرے۔ اس لئے کہ

اللہ تعالیٰ نے حضورﷺ کی ثناء کی ہے ایسے کلمات سے جس کے حضور اہل تھے تو مخلوق کی تعریف کس شمار میں لہٰذا یہ غلو حضور کے حق میں تقصیر ہے اور بلیغ تو کثیر سے صرف قلیل تک۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ

حضور سرورِ عالمﷺ کے کمالات و اوصاف خارج از امکان کی دلیل آپ کا نام نامی ہی سرتاپا تعریف، ثناء اور کمال ہی کمال ہے۔ آپ کی خوبیوں کا احاطہ تحریر میں لانا کس کے بس میں ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے

اے برتر از خیال وقیاس و گمان ووھم

وزھر چه گفته ایم شنیده ایم وخوانده ایم

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر

ماھم چناں در اول وصف تومانده ایم

اے وہ ذاتِ گرامی آپ کا خیال و قیاس اور گمان و وہم سے برتر ہیں اس سے کہ جو کچھ ہم نے کہا وہ سنا اور پڑھا ہوا ہے۔ دفتر تمام ہو گئے اور عمریں انتہا کو پہنچیں لیکن ہم اسی طرح آپ کی پہلی وصف بیان کرنے میں مصروف ہیں۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا

کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

شرح

حضور نبی پاکﷺ کو جو اللہ تعالیٰ نے مرتبہ بخشا ہے نہ پہلے کسی کو ملا نہ بعد کو تا قیامت کسی کو ملے گا۔ اس لئے کہ قرآن مجید نے اے شاہا (ﷺ) آپ کے شہر مبارک اور آپ کے کلام اور آپ کی عمر پاک کی قسم کھائی ہے۔

قرآن اور قسم

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی متعدد قسمیں یاد فرمائی ہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بطورِ نمونہ صرف تین کا ذکر فرمایا ہے۔

شہر کی قسم

قال اللہ تعالیٰ لااقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد. (پارہ ۳۰)

مجھے اس شہر (مکہ) کی قسم ہے کہ اے محبوبﷺ تم اس میں تشریف فرما ہو۔

کلام کی قسم

قال اللہ تعالیٰ وقیلہ یارب ان ھولاء قوم لایؤمنون ۔ (پارہ ۲۵)

مجھے رسول کے اس کلام کی قسم کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لائے۔

بقا کی قسم

قال اللہ تعالیٰ لعمرک انھم لفی سکر تھم یعمھون (پارہ ۱۴)

اے میرے حبیب ﷺ مجھے تیری جان کی قسم یہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں۔

اور فرمایا

والعصر ان الانسان لفی خسرہ (پارہ ۳۰)

قسم ہے حبیب کے زمانہ کی بیشک انسان گھاٹے میں ہے۔

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے یوں ادا فرمایا ہے

والعصر ہے تیرے زمان کی قسم والعمر ہے تیری جان کی قسم

والبلد ہے تیرے مکاں کی قسم تیرے رہنے کی جا کا کیا کہنا

نکتہ

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی قسم یاد فرمائی جن کا تعلق حضور سرورِ عالم ﷺ کی ذات سے ہے۔ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اگرچہ کہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی قسم یاد فرمائی ہے تو بھی اپنے محبوب کریم ﷺ سے مضاف کرکے مثلاً فرمایا

فلاوربک الخ

مجھے تیرے رب کی قسم۔

فائدہ

امام زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ربوبیت کی قسم قرآن مجید میں سات مقامات پر یاد فرمائی ہے ان میں سے پانچ میں تو خصوصیت سے حضور ﷺ کی طرف اضافت ہے اور باقی دو کو بھی بالواسطہ حضور ﷺ سے تعلق ہے اور ان سے بھی مقصد عظمت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۶۵ میں لکھا کہ

فوربک

نیز درذائقه محبت لذیذاست ودر حکم قسم باوست ﷺ۔

فوربک (پس قسم آپ کے رب کی) بھی محبت کے ذائقہ میں لذیذ ہے اور حکماً آنحضرت ﷺ کی قسم ہے۔

قرآن کریم میں قسم کے علاوہ بھی رب کی اضافت آنحضرت ﷺ کی طرف بہت ہی زیادہ ہے اور اس میں دو نکتے ہیں۔

(۱) کلامِ عرب میں یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ مضاف کی معرفت مضاف الیہ سے ہوتی ہے جب کہ وہ معرفہ ہو۔ ''غلام زید'' (زید کا غلام) میں ''غلام'' کی معرفت ''زید'' ہی سے ہوئی ہے ورنہ صرف ''غلام'' نکرہ ہے۔ اس کی پہچان نہیں ہے بلا تشبیہ رب سو پردوں میں تھا اسے کوئی پہچانتا نہ تھا چونکہ اس کی معرفت کا سب سے بڑا وسیلہ اس کی ذات کا مظہر اتم حضرت جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں لہٰذا سب سے زیادہ آپ ہی کی طرف لفظ ''رب'' کی اضافت ہوئی۔

(۲) دوسرے یہ کہ اضافت سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ خدا تعالیٰ کو تمام جہانوں کا رب ہے مگر اپنے محبوب کریم ﷺ کی خصوصی پرورش فرماتا ہے اور آپ پر خصوصی انعام واکرام فرماتا ہے۔

اعلیٰ حضرت اسلاف کے نقش قدم پر

لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون (پارہ۱۴)

اعلیٰ حضرت کے ساتھ تمام مفسرین سلف ''لعمرک'' میں متفق ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت ﷺ کی مدت زندگی کی قسم ہے۔

(۱) زرقانی جلد ۶ صفحہ ۲۳۱ میں ہے ابن قیم نے کہا ہے

لایعرف فی السلف نزاع ان ھذا قسم من اللہ بحیوۃ رسولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

یعنی سلف میں کوئی خلاف نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی قسم ہے۔

بیہقی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ حضور ﷺ کی زندگی کے سوا اللہ تعالیٰ نے کسی کی زندگی کی قسم نہیں یاد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لعمرک

تیری عمر کی قسم

تو آیۃ مذکورہ سے روزِ روشن کی طرح رسول اللہ ﷺ کی رفعت اور برتری ثابت ہوئی۔ بعض ''لعمرک'' سے مراد آپ کا زہد لیتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے زہد کی قسم اُٹھائی اور اس سے آپ کا جود وسخا بھی مراد لیا گیا ہے یعنی

اے محبوب! آپ کے جودوسخا کی قسم۔

اخفش نے ''لعمرک'' کا ایک اور معنی نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے اس حق کی قسم جو آپ کی امت پر ہے۔

فائدہ

اگر چہ ''لعمرک'' کی تفاسیر مختلف ہیں لیکن صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے تحت فیصلہ فرماتے ہیں کہ ''لعمرک'' میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کی قسم کھائی ہے یہی قول مشہور ہے اور یہی جمہور کا مذہب ہے اس لئے اس کی تفسیر میں اعلیٰ حضرت کے خلیفہ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ سے خطاب فرمایا ہے اور مخلوقِ الٰہی میں سے کوئی جان بارگاہ الٰہی میں آپ کی جان پاک کی طرح عزت وحرمت نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ نے کسی کی حیات کی قسم نہیں فرمائی یہ مرتبہ صرف حضور ﷺ ہی کا ہے۔

تیرا مسند ناز ہے عرشِ بریں تیرا محرمِ راز ہے روح الامین
تو ہی سرور ہر دوسرا ہے شہا تیری مثل نہیں ہے خدا کی قسم

حل لغات

مسند ناز، ناز کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھنے کی جگہ۔ عرشِ بریں، عرشِ اعظم۔ محرمِ راز، راز دان۔ روح الامین، حضرت جبریل علیہ السلام کا لقب۔ سرور، سردار، حاکم، بادشاہ۔ مثل نہیں، آپ کا ثانی نظیر کوئی نہیں۔

شرح

عرشِ اعظم آپ کا مسند ناز اور جبریل علیہ السلام آپ کا محرم راز ہے آپ ہی دونوں جہانوں کے سردار ہیں خدا کی قسم آپ کی مثل کوئی نہیں ہے۔

عرش مسند ناز

حضور سرورِ عالم ﷺ کی مسند عرشِ ناز کے متعلق فقیر اسی شرح حدائق میں بہت کچھ لکھ چکا ہے۔ یہاں معراج کے بارے میں عرض کیا جاتا ہے۔

معراج شریف نبی کریم ﷺ کا ایک جلیل معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اس سے حضور ﷺ کا وہ کمال قرب ظاہر ہوتا ہے جو مخلوقِ الٰہی میں آپ کے سوا کسی کو میسر نہیں۔ نبوت کے بارہویں سال سید عالم ﷺ معراج سے نوازے گئے مہینہ میں اختلاف ہے مگر اشہر یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی۔ مکہ مکرمہ سے حضور ﷺ کا بیت المقدس تک رات کے تھوڑے سے حصہ میں تشریف لے جانا نص قرآنی سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے اور آسمانوں کی سیر اور منازلِ قرب

میں پہنچنا احادیث صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے جو حد تواتر کے قریب پہنچ گئی ہیں اس کا منکر گمراہ ہے۔معراج شریف بحالت بیداری جسم و روح دونوں کے ساتھ واقع ہوئی یہی جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور اصحابِ رسول ﷺ کی کثیر جماعتیں اور حضور ﷺ کے اجلہ اصحاب اسی کے معتقد ہیں۔نصوص آیات و احادیث سے بھی یہی مستفاد ہے۔تیرہ دماغان فلسفہ کے اوہام فاسدہ محض باطل ہیں قدرتِ الٰہی کے معتقد کے سامنے وہ تمام شبہات محض بے حقیقت ہیں حضرت جبریل علیہ السلام کا براق لے کر حاضر ہونا سید عالم ﷺ کو غایت اکرام واحترام کے ساتھ سوار کر کے لے جانا بیت المقدس میں سید عالم ﷺ کا انبیاء کی امامت فرمانا پھر وہاں سے سیر سموت کی طرف متوجہ ہونا جبریل امین کا ہر ہر آسمان کے دروازے کھلوانا ہر ہر آسمان پر وہاں کے صاحب مقام انبیاء علیہم السلام کا شرفِ زیارت سے مشرف ہونا اور حضور ﷺ کی تکریم کرنا احترام بجالانا تشریف آوری کی مبارک بادیں دینا حضور ﷺ کا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سیر فرمانا وہاں کے عجائب دیکھنا اور تمام مقربین کے نہایت منازل سدرۃ المنتہیٰ کو پہنچنا جہاں سے آگے بڑھنے کی کسی ملک مقرب کو بھی مجال نہیں ہے۔جبریل امین کا وہاں معذرت کر کے رہ جانا پھر مقام قربِ خاص میں حضور ﷺ کا ترقیاں فرمانا اور اس قرب اعلیٰ میں پہنچنا کہ جس کے تصور تک خلق کے ادہام وافکار بھی پرواز سے عاجز ہیں وہاں موجود رحمت و کرم ہونا اور انعاماتِ الٰہیہ اور خصائص نعم سے سرفراز فرمایا جانا اور ملکوت سموت وارض اور ان سے افضل و برتر علوم پانا اور امت کے لئے نمازیں فرض ہونا حضور ﷺ کا شفاعت فرمانا جنت و دوزخ کی سیریں اور پھر اپنی جگہ واپس تشریف لانا اور اس واقعہ کی خبریں دینا کفار کا اس پر شورشیں مچانا اور بیت المقدس کی عمارت کا حال اور ملک شام جانے والے قافلوں کی کیفیتیں حضور ﷺ سے دریافت کرنا حضور ﷺ کا سب کچھ بتانا اور قافلوں کے جو احوال حضور ﷺ نے بتائے قافلوں کے آنے پر ان کی تصدیق ہونا یہ تمام صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اور بکثرت احادیث ان تمام امور کا بیان اور ان کی تفاصیل سب سیر میں ہے۔

عرشِ بریں پر جلوس

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

واھل السنة یعتقدون ان اللہ یجلس رسولہ ونبیہ المختار علےٰ سائر رسلہ وانبیائہ معہ علےٰ العرش یوم القیامة. (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۷۴)

اہل سنت اس امر کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جو سارے نبیوں میں برگزیدہ ہیں قیامت کے روز اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔

فائدہ

ہمارے رسول معظم ﷺ کی یہ شانِ عالی ہے کہ قیامت کے ہولناک روز میں اللہ تعالیٰ آپ کو عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا پھر کوئی ایسا شخص جسے ایک معمولی سپاہی بھی اپنے ساتھ بٹھانے پر آمادہ نہ ہو۔حضور ﷺ کی مماثلت کا دم بھرنے لگے تو کس قدر ظلم ہے۔عرش کو تو خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کی اسی عزت وعظمت کے اظہار کے لئے پیدا کیا ہے۔خوب فرمایا اعلیٰ حضرت نے کہ

زہے عزت و اعتلائے محمد

کہ ہے عرشِ حق زیر پائے محمد

جبرئیل علیہ السلام محرم راز

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

لی اربعة وزراء وزیر ای فی السماء ووزیرای فی الارض واما وزیرای فی السماء فجبریل ومیکائیل ووزیرای فی الارض ابوبکر وعمر. (مشکوٰۃ)

میرے چار وزیر ہیں دو آسمانوں میں دو زمین پر آسمان والے دو وزیر جبریل و میکائیل ہیں اور زمین کے وزیر ابوبکر وعمر ہیں۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

فائدہ

وزیر بادشاہ کا خادم بھی ہوتا ہے اور محرمِ راز بھی اسی لئے ہم جبریل علیہ السلام کو محرم راز اور خادمِ دربار بھی مانتے ہیں۔

آغازِ وحی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل امین سے فرمایا کہ اے جبریل میں تجھے اس اصلی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں جس شکل میں تو آسمان پر ہوتا ہے۔عرض کی کیا آپ برداشت کرسکیں گے آپ نے فرمایا ہاں جبریل نے عرض کی وہ صورت میں کس جگہ اختیار کروں آپ نے فرمایا ابطح میں۔جبریل نے کہا میں وہاں نہیں سما سکتا آپ نے فرمایا تو پھر منیٰ میں۔عرض کی وہاں بھی نہیں سما سکتا آپ نے فرمایا میدانِ عرفات میں عرض کی گئی وہاں بھی نہیں سما سکتا۔آخر حضور ﷺ نے فرمایا حراء کے پاس جبریل علیہ السلام نے عرض کی ہاں حراء کی بنیادیں اس امر کی متحمل ہوسکتی ہیں کہ میں وہاں اپنی آسمانی صورت میں ظاہر ہوسکوں چنانچہ حضور ﷺ حراء کے پاس گئے تو آپ نے جبریل امین کو دیکھا کہ مشرق ومغرب کا درمیانی حصہ اس کے وجود سے بھرا ہوا ہے اس کا سر آسمان میں اور قدم زمین پر

ہیں۔(مظہری صفحہ ۲۱۰)

نگاہِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور ﷺ فرماتے ہیں اسی اثناء میں جبکہ میں جا رہا تھا میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے اپنے سر کو اُٹھا کر دیکھا تو مجھے وہی فرشتہ نظر آیا جو حراء میں میرے پاس آیا تھا وہ زمین و آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اسے دیکھ کر مرغوب ہو گیا میں وہاں سے واپس ہوا پس میں نے گھر آ کر کہا مجھے چادر اُڑھا دو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یایھا المدثرo قم فانذرo (بخاری شریف جلد ا صفحہ ۷)

فائدہ

اس حدیث کی شرح میں علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

لم یرہ النبی علیہ السلام فی صورتہ التی خلق علیھا غیر مرتین.

نبی علیہ السلام نے نہیں دیکھا جبریل امین کو اس صورت پر کہ وہ پیدا کیا گیا ہے مگر دو مرتبہ۔ (عمدۃ القاری جلد ا صفحہ ۲۹۱)

خصوصیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

جبریل امین حضور ﷺ کے پاس تشریف لاتے تو حضرت دحیہ کلبی صحابی رسول کی شکل اختیار کر کے آتے اور اسی طرح جب دوسرے نبیوں اور رسولوں کے پاس آتے تو کسی نہ کسی انسان کی شکل میں آتے تھے۔ کسی پیغمبر کے پاس اصل شکل میں نہیں آئے اور نہ ہی کسی نبی نے ان کو آسمانی شکل میں دیکھا یہ صرف سرکارِ دو عالم ﷺ ہی کی خصوصیت ہے کہ آپ نے اس نوریوں کے سردار کو دو مرتبہ اصلی شکل میں دیکھا۔ ویسے جبریل امین آپ کے پاس چوبیس ہزار مرتبہ تشریف لائے اور کیوں آئے اس کی وجہ مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ لکھی ہے کہ

بے لقائے یاران کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

محرمِ راز جبرائیل علیہ السلام

جب جبریل علیہ السلام نے اسلام و ایمان و احسان کا تسلی بخش جواب سن پایا تو قیامِ قیامت کا سوال کر دیا اس کے جواب میں حضور سرورِ عالم ﷺ کا "ما المسئول عنھا باعلم من السائل" دوسرے سے راز دانی کی بہتر دلیل ہے۔ اس لئے کہ حدیث ہذا کی اصل غرض وغایۃ تو تعلیم امت ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ یہ آنے والے جبریل علیہ السلام تھے تو ان کے سوال پر قیامت پر تعلیماً آپ نے مذکورہ بالا جملہ بیان فرمایا تو جبریل علیہ السلام

اس پر اصرار کے بجائے سوال کی نوعیت بدل دی کہ قیامت کے آنے سے پہلے کے آثار وعلامات پوچھنے لگ گئے کیونکہ راز یہی تھا کہ قیام قیامت کی تعین کے متعلق جیسے تمہیں معلوم ہے کہ اس کا اظہار نہیں کرنا اس لئے اس سے میں بڑھ کر زیادہ کیا بتاؤں۔

ازالہ وہم

جملہ مذکورہ سے بعض لوگوں نے ثابت کیا ہے کہ حضور ﷺ کو تعین قیامِ قیامت کا علم نہ تھا یہ جہالت ہے اس لئے حضور جیسے فصیح وبلیغ نے کلام کو طویل کیوں کیا حالانکہ قاعدہ ہے

خیر الکلام ما قل ودل

بہتر وہی کلام ہے جو مختصر اور جامع ہو

اگر حضور ﷺ کو علم نہ تھا (معاذ اللہ) تو فرماتے "لا اعلم" یہی مختصر جملہ ہے نہ کہ طویل کلام "ما المسئول عنها باعلم من السائل" معلوم ہوا کہ علم کی نفی نہیں راز داری کا اظہار تھا وہ یہی کہ جیسے عدم اظہار پر تم مامور ہو میں بھی۔

علاوہ ازیں اگر جبریل علیہ السلام کو راز داری مدنظر نہ تھی تو پھر یہ کیوں عرض کیا کہ بھلا قیامت کی علامات تو بتاؤ۔ غور فرمایئے کہ اگر جبریل علیہ السلام کو حضور ﷺ کی لاعلمی سمجھ آ گئی ہوتی تو پھر قیامت کی علامات کے سوال کا کیا معنی جو شخص کسی شے کو جانتا نہیں تو اس سے پوچھنا عبث ہے۔ مدینہ پاک ومکہ معظّمہ کی علامات اسی سے پوچھی جائیں گی جو حرمین طیبین کی زیارت سے سرشار ہے اور جو بیچارا حرمین طیبین کی زیارت نہیں کر سکا اس سے علاماتِ سوال کرنا بیوقوفی ہے۔ علاوہ ازیں علمائے اہل سنت متفق ہیں کہ حضور ﷺ کو قیامت کے قیام کی تعین کا علم تھا تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "بـــرء الســاعة فــي علم الساعة"

نوٹ

یہ محرم رازی بعض امور کے متعلق ہے ورنہ جہاں حضور ﷺ کے علم کی پرواز ہے وہاں تک جبرئیل علیہ السلام کو لاعلمی کے سوا چارہ نہیں۔ حضرت علامہ حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

روی فی الاخبار ان جبریل علیه السلام لما نزل بقوله تعالیٰ کهیعص فلما قال کان قال النبی ﷺ فقال ها فقال علمت فقال یا فقال علمت فقال عین فقال علمت فقال صاد فقال علمت فقال جبریل علیه السلام کیف علمت مالم اعلم. (روح البیان جلد ا صفحہ ۲۰)

جبریل علیہ السلام جب کھیعص لائے تو کہا کاف نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے جان لیا اس کے بعد عرض کی ھا آپ نے

فرمایا میں نے جان لیا تو آپ نے فرمایا میں نے جان لیا عین آپ نے فرمایا میں نے جان لیا۔ اس کے بعد عرض کی صاد آپ نے فرمایا جان لیا اس پر جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ نے کیسے جان لیا جو مجھے معلوم نہیں

جلتے ہیں جبریل کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہیں ہو

تتمہ

جبریل علیہ السلام تو ہوئے محرمِ رازان کے علاوہ دیگر ملائکہ بھی ملازمِ سرکار ہیں۔ (ﷺ)

(۱) حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

كان مهده عليه السلام يتحرك بتحريك الملائكة (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۱)

آپ کا جھولا ملائکہ جھلایا کرتے۔

(۲) جب حضور سرورِ عالم ﷺ کی عمر مبارک سات سال کی ہوئی تو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوگئی اس کے بعد ابو طالب کفیل ہوئی اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسرافیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہا کریں۔ چنانچہ حضرت اسرافیل علیہ السلام گیارہ سال کی عمر تک آپ کی خدمت میں موجود رہے لیکن انہوں نے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا۔ (سفر السعادت صفحہ ۵)

(۳) وورد انه كان يحفظه ﷺ سبعون الف ملك لايقار قونه في نوم ولا يقظة .

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۱)

اور یہ بات حدیث میں وارد ہے کہ ستر ہزار فرشتے ہر وقت نیند اور بیداری میں آپ کی حفاظت کرتے تھے۔

مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمان سرائے محمد

(۴) آپ ﷺ جہاں بھی تشریف لے جاتے ملائکہ آپ کے پیچھے پیچھے چلتے تھے آپ اپنے صحابہ سے فرماتے کہ تم آگے نکل چلو میرے پیچھے نہ چلو کہ میرے پیچھے تو ملائکہ کرام چلتے ہیں۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۲، سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۸)

(۵) بدر کے میدان میں جب غازیوں کو پتہ چلا کہ زابن جابر محاربی مشرکین مکہ کی امداد کے لئے ایک بھاری لشکر لے کر آرہا ہے تو مسلمانوں کو پریشانی ہوئی کہ پہلے ہی کفار مسلمانوں سے تین گنا زیادہ ہیں اب ان کو مزید کمک پہنچ رہی ہے۔ اب کیا ہوگا تب حضور ﷺ نے فرمایا اے مجاہدو گھبراؤ نہیں تمہاری کمک آسمان سے آرہی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اذ تقول للمومنين الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثة الاف من الملائکة منزلین.

جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر۔

(٦) حضرت علی سے روایت ہے کہ جب میں قلیب بدر کے پاس تھا ایک ایسی ہوا آئی کہ میں نے اس کی مثل نہ دیکھی بعدازاں دوسری تند ہوا آئی جو پہلے سے اشد تھی۔ آخر میں تیسری مرتبہ ایک زبردست ہوا آئی جو پہلی دونوں سے زیادہ سخت تھی جو پہلی ہوا تھی وہ جبریل امین تھے جو ایک ہزار فرشتوں کی جماعت کے ساتھ حضورﷺ کی امداد کے لئے آئے تھے دوسری ہوا حضرت میکائیل تھے جو ایک ہزار فرشتے لے کر آئے تھے۔ تیسری ہوا اسرافیل تھے جو ایک ہزار فرشتے لے کر مومنوں کی امداد کے لئے نازل ہوئے۔

یہی عرض ہے خالق ارض وسماوہ رسول ہیں تیرے میں بندہ تیرا
مجھے اُن کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم

حل لغات

عرض، گزارش، التجا، التماس (خالق ارض وسما) زمین وآسمان کا پیدا کرنے والا۔ جوار (بفتح الجیم) ہمسائیگی، پڑوس۔ خلد (بضم الخاء) جنت۔ صفا (بفتح الصاد) پاکیزگی۔

شرح

اے زمین وآسمان کے خالق و مالک تیری بارگاہ میں میری یہ گزارش ہے کہ میرے آقا و مولیٰﷺ تیرے رسول ہیں اور میں تیرا بندہ ہوں مجھے ان کے پڑوس میں ایسی جگہ عنایت فرما کہ جنت کو جس کی پاکیزگی کی قسم دی گئی ہے۔

درسِ قربِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے عشاقِ مصطفیٰﷺ کو قربِ محبوب کریمﷺ کا درس دیا ہے کہ اسی تمنا اور آرزو کو اتنا بڑھاؤ کہ جوارِ حبیبﷺ یعنی البقیع المبارک میں دفن نصیب ہو جائے اگرچہ بظاہر تم مدینہ پاک میں مدفون نہیں ہوسکو گے تب بھی تمہاری لاش کو تمہارے مرنے کے بعد جنت البقیع ہی نصیب ہوگی۔

فائدہ

وہ تو ہوا موت کے بعد کا قرب یہاں وہ قربِ حضوری مراد ہے جو عشاقِ مصطفیٰﷺ کو نصیب ہوتا ہے مثلاً کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار

ذرا سی گردن جھکائی دیکھ لی

توہی بندوں پہ کرتا ہے لطف وعطا ہے تجھی پہ بھروسہ تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاک رسول دکھا تجھے اپنے ہی عزوعلا کی قسم

حل لغات

لطف،عنایت ،مہربانی ،نرمی ۔عطاء،بخشش ،وجودوسخا۔بھروسہ،آسرا،سہارا،اعتماد(دعاء)التجا،درخواست۔جلوہ، نظارہ،تجلی ،چمک ۔عزوعلا،بزرگی وبلندی ۔

شرح

یاالہ العالمین تواپنے بندوں پرمہربانی وسخاوت فرماتاہے میرابھروسہ تجھی پر ہے اورتجھ سے طالب دعاہوں تجھے اپنی عزت وجلال وبلندی کی قسم مجھے اپنے حبیب رسول کریم ﷺ کی زیارت باسعادت سے مشرف فرماکہ میں ان کے روئے منورکے دیار سے سیراب ہوسکوں۔

زیارتِ حبیب کا نسخہ

اس شعرمیں امام احمدرضاقدس سرہ نے دیدارِ مصطفیٰ عشاق کونسخہ کیمیابتایاہے وہ یہی ہے

اسی کی آرزومیں مرنااوراسی میں جینا

یہ ایسا قیمتی نسخہ ہے کہ بے شمارعشاق کودیدارِ حبیب ﷺ نصیب ہوا۔بعض خوش قسمتوں کوخوابوں میں اوربعض سعادت مندوں کوبیداری میں انہی میں خودامام احمدرضابریلوی قدس سرہ بھی ہیں جنہیں نہ صرف خوابوں میں بلکہ بیداری میں بھی یہ شرف نصیب ہواجیساکہ شرح ہذامیں فقیرلکھ چکاہے جن خوش نصیبوں کوزیارت نصیب ہوئی اس کی تفصیل فقیرکی تصنیف ''زائرین رسول''میں ہے۔

مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگران سے امیدہے تجھ سے رجا
تورحیم ہے ان کاکرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطاکی قسم

حل لغات

حد سے سوا،بے حد،بہت زیادہ (رجاء)بالفتح مصدر۔امید،آرزو،تمنا۔

شرح

میرے گناہ اگر چہ غیر محدود ہیں مگر سرکارِ دو عالم ﷺ سے اُمید اور اے رب العالمین تجھ سے آرزو اور تمنا ہے کیونکہ تو ارحم الراحمین ہے اور سرکار کا کرم میرا معاون و گواہ ہے تیری عنایات کی قسم تو سخی ہے وہ کریم ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

تو کریمی و رسول تو کریم

صدشکر که هستیم میان دو کریم

یعنی خدایا تو بھی کریم اور تیرا رسول بھی کریم ہے خدا کا سو بار شکر ہے کہ ہم دو کریموں کے درمیان ہیں۔

درسِ نجات

اس شعر میں امام اہل سنت قدس سرہ نے اہل اسلام کو نجاتِ اخروی کا درس دیا ہے کہ علم کلام کا مشہور مقولہ

الایمان بین الخوف والرجاء

ایمان خوف ورجاء کے درمیان ہے۔

لیکن محققین فرماتے ہیں کہ انسان اپنے اوپر رجاء کو غالب رکھے بالخصوص مرض الموت ہے۔

قدسی حدیث شریف

بخاری شریف میں ہے

انا عند ظن عبدی لی

قرآن مجید

(۱) لاتیئسو ا من روح الله. (پارہ۱۳)

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

(۲) لاتقنطوا من رحمة الله . (پارہ۲۴)

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

(۳) ان رحمتی وسعت کل شئی

بیشک میری رحمت ہر شے کو واسع ہے۔

یہی کہتی ہے بلبل باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں

نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

حل لغات

باغ جناں، جنت کے باغ۔ سحر بیان، جادو بیان، فصیح مو بیان والا۔ واصف، تعریف کرنے والا۔ شاہ ہدیٰ، سیدھی راہ دکھانے والا۔ شوخی طبع، زندہ دلی، بے باکی۔

شرح

جنتی باغوں کی بلبل یہ کہتی ہے کہ احمد رضا جیسا کوئی جادو بیان نہیں ہے۔ شہنشاہ ہدایت ﷺ کی نعتیں کہنے، تعریفیں کرنے والا ہندوستان میں اس جیسا کوئی نہیں پیدا ہوا مجھے رضا کی شوخ طبیعت اور زندہ دلی کی قسم ہے۔

تحدیث نعمت

یہ شعر بطورِ تحدیث نعمت فرمایا اور خوب فرمایا دورِ حاضرہ میں اگر چہ کسی کو تعصب آڑے نہ آئے تو قصیدہ بردہ شریف کے بعد خطۂ ہندو پاک بلکہ دوسرے ان مما لک میں جہاں اردو سمجھی جاتی ہے کلامِ رضا بالخصوص سلام "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کی دھوم ہے کہ ہر گلی کوچہ اور ہر لمحہ یہ گونج اپنے پرائے سب سنتے ہیں بلکہ آپ کے معاندین اور حاسدین آپ کا تعارف کراتے ہیں تو بھی آپ کے اسی پرکشش سلام وکلام سے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بلبل باغ جناں کا حوالہ دے کر اعدائے رضا کو حیرت میں ڈال دیا کہ نہ صرف دنیا میں بلکہ جنت میں بھی امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے سحر بیانی کے چرچے ہیں اس کی شہادت تو وہی دے سکتے ہیں جنہیں باغِ جناں میں گھومنا پھرنا نصیب ہے البتہ ہم دنیا میں رہنے والوں کو اس دعویٰ کا یقین یوں ہے کہ اہل دنیا کا بچہ بچہ مان گیا کہ

رضا کی طرح کوئی سحر بیاں نہیں ہے ہند میں

بلکہ وہ اعدائے دین جنہیں آپ کا نام لینا گوارا نہ تھا وہ بھی آپ کی سحر بیانی، موثر کلامی نثر ہو یا نظم کے نہ صرف قائل بلکہ مداح نظر آتے ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں

کوثر نیازی

ایک وقت تھا کہ یہ صاحب امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کو صرف واعظ کا لفظ لکھ کر آپ پر ایک گونہ طعن وتشنیع کی کیونکہ دورِ حاضرہ کے عرف میں عموماً واعظ جاہل یا کم از کم قلیل المعلومات ہوتے ہیں لیکن جب امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے علمی کمالات کی طرف حضرت علامہ سید ریاست علی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے نہ صرف متوجہ کیا بلکہ آپ کی تصانیف جلیلہ میں سے چند کتابیں مطالعہ کے لئے دیں تو پھر وہی نیازی صاحب تھے کہ اعلیٰ پر ایک مقالہ لکھا جس میں اعلیٰ حضرت کو ایک جامع کمالات شخصیت ثابت کیا اس کا مقالہ اتنا مقبول ہوا کہ تقریباً ہر سنی بریلوی مکتب فکر نے اس مقالے

سے اندازہ لگایا کہ اب کوثر نیازی کے دل کے پردے اُٹھ گئے ہیں بلکہ اخبارات شاہد ہیں کہ اس کے مداح لوگ صاف کہنے لگ گئے تھے کہ اب کوثر نیازی کے اطوار کچھ اور ہیں (اگر چہ معمولی سی لچک آئی ہو گی لیکن رہا تو وہی جو اسے مودودی سے ملا)

مقالہ نیازی

مقالہ نیازی کا عنوان ہے ''ایک ہمہ جہت شخصیت'' اس کے آغاز میں لکھا۔ اُردو زبان میں جب کبھی '' آں حضرت '' کا لفظ استعمال ہوا ہے تو اس سے سرکار ختمی مرتبت کا وجود باوجود ذہن میں آجاتا ہے اور جب ''اعلیٰ حضرت'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے سرکار کے ایک غلام ''احمد رضا خان بریلوی'' کے نام سامنے آجاتا ہے۔ دیکھا جائے تو یہ مقام احمد رضا خان کو ان کے ماننے والوں کی خوش عقیدگی سے نہیں یہ ان کے فنافی الرسول اور ایک ہمہ جہت شخصیت ہونے کا فیضان ہے۔ برصغیر میں یوں تو کئی جامع الصفات شخصیات گزری ہیں مگر جب ایک غیر جانبدار مبصر ان سب کا جائزہ لیتا ہے تو جیسی ہمہ جہت موصوف شخصیت امام رضا کی نظر آتی ہے ویسی کوئی نظر نہیں آتی۔

کون سا علم تھا جس پر انہیں دسترس نہ تھی۔ تفسیر، حدیث، فقہ، ہندسہ، ریاضی، سائنس، فلسفہ، علم ہیئت، جفر، طبیعات، کیمیا، اقتصادیات، ارضیات، طب، جغرافیہ، تاریخ، سیاسیات، علم مناظرہ، منطق، جبر و مقابلہ، نحو، صرف، علم معانی، علم بیان، علم صنائع، علم بدائع، قرات، تجوید، تصوف، سلوک، لغت، شاعری، ادب، خط نسخ، خط نستعلیق۔ ان کے سوانح نگاروں نے ساٹھ کے قریب علم گنوائے ہیں جن میں انہیں مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ وہ بیک وقت ایک عظیم ادیب بھی تھے اور خطیب بھی، مناظر بھی تھے اور متکلم بھی، محدث بھی تھے اور مفسر بھی، فقیہہ بھی تھے اور سیاستدان بھی اور جب وہ تحدیث نعمت کے طور پر کہتے ہیں تو غلط نہیں کہتے اور اس لفظ ''سخن'' میں کلام کی سبھی شاخیں شامل ہیں کہ

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

امام احمد رضا قدس سرہ کے ماننے والوں نے تو جو کچھ لکھا اور کہا ان کا حق تھا لیکن آپ کے مخالفین نے آپ کے کمالات کو سراہا۔

الفضل ما شهدت به الاعداء

اور

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

(۱)مولوی شبلی نعمانی صاحب اعظم گڑھی مصنف سیرت النبی

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی جو اپنے عقائد میں سخت ہی متشدد ہیں مگر اس کے باوجود مولانا صاحب کا علمی شجر اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالم دین اس مولوی احمد رضا خاں صاحب کے سامنے پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔اس احقر (شبلی) نے بھی آپ کی متعدد کتابیں دیکھی ہیں جس میں احکامِ شریعت اور دیگر کتابیں بھی دیکھی ہیں اور نیز یہ کہ مولانا صاحب کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ الرضا بریلی سے نکلتا ہے جس کی چند قسطیں بغور وخوض دیکھی ہیں جس میں بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔(رسالہ الندوہ صفحہ ۱۷،اکتوبر ۱۹۱۴ء)

(۲)سید سلیمان ندوی

اس احقر نے جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی چند کتابیں دیکھیں تو میری آنکھیں خیرہ کی خیرہ رہ گئیں حیران تھا کہ واقعی مولانا بریلوی صاحب مرحوم کی ہیں جن کے متعلق کل تک یہ سنا تھا کہ وہ صرف اہل بدعت کے ترجمان ہیں اور صرف چند فروعی مسائل تک محدود ہیں مگر آج پتہ چلا کہ نہیں ہرگز نہیں یہ اہل بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو عالم اسلام کے اسکالر اور شاہکار نظر آتے ہیں جس قدر مولانا مرحوم (اعلیٰ حضرت) کی تحریروں میں گہرائی پائی جاتی ہے اس قدر گہرائی تو میرے استاد مکرم جناب مولانا شبلی صاحب اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا شیخ التفسیر علامہ شبیر احمد عثانی کی کتابوں کے اندر بھی نہیں جس قدر مولانا بریلوی کی تحریروں کے اندر ہے۔(ماہنامہ ندوہ صفحہ ۱۷ بحوالہ اگست ۱۹۱۳ء بحوالہ طمانچہ صفحہ ۳۶)

(۳)مولوی فضل عظیم بھاری اہل حدیث (غیر مقلد)

گذشتہ دنوں بندہ اہلحدیث کی سالانہ کانفرنس میں شرکت کی غرض سے بہار سے پٹنہ گیا تو اتفاقاً اہل بدعت کے راہنما جناب احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ افریقہ بھی مل گیا۔پہلے تو میرے بعض دوستوں نے اسے پڑھنے سے ہرچند روکا اس کے باوجود بھی اس بندہ نے رات کے وقت ان دونوں کتابوں کا مطالعہ کیا تو یک لخت جو نفرت میں دل میں اہل بدعت کے راہنما احمد رضا خاں صاحب کے بارے میں تھی وہ ختم ہوگئی اور میرے دل میں جذبہ رحم اُبھرنے لگا اور یہ بات تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکا کہ موجودہ دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ احمد رضا خان بریلوی ہے۔(اخبارِ ہند میرٹھ،۱۴ستمبر ۱۹۱۳ء بحوالہ طمانچہ)

(۴)مولانا محمد علی جوہر

اس دور کے مشہور عالم دین جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب واقعی ایک عظیم مسلمان راہنما ہیں ہم بعض باتوں پر

اختلاف کے باوجود ان کی عظیم شخصیت اور دینی .... وہ اس دور کے سب سے بڑے محقق، مصنف، ادیب، شاعر، مدقق اور مردِ حق ہیں۔ بلاشبہ ایسی ہستیوں کا وجود ہمارے لئے مرہونِ منت ہے۔

(روزنامہ خلافت صفحہ ۴ بحوالہ طمانچہ ۳۸)

(۵) مولوی اشرف علی تھانوی سرپرست دار العلوم دیوبند

مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی بھی ان کے برا بھلا کہنے والوں کے جواب میں دیر تک حمایت فرمایا کرتے ہیں اور شدومد کے ساتھ یہ فرمایا کرتے ہیں کہ ممکن ہے ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہی ہو اور غلط فہمی سے ہم لوگوں کو نعوذ باللہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخ سمجھتے ہوں۔

(اشرف السوانح جلد ا صفحہ ۱۲۸، رسالہ النور صفحہ ۱۴، جمادی الاول ۱۳۳۹ھ بحوالہ طمانچہ ۳۵)

(۶) مشهور دیوبندی عالم مولوی محمد انور شاہ کشمیری

جب بندہ ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث کی شروح لکھ رہا تھا تو حسب ضرورت احادیث کی جزئیات دیکھنے کی ضرورت در پیش آئی تو میں نے شیعہ حضرات و اہل حدیث حضرات و دیوبندی حضرات کی کتابیں دیکھیں مگر ذہن مطمئن نہ ہوا۔ بالآخر ایک دوست سے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی کتابیں دیکھیں تو میرا دل مطمئن ہو گیا کہ میں اب بخوبی احادیث کی شروح بلا جھجک لکھ سکتا ہوں تو واقعی بریلوی حضرات کے سرکردہ عالم مولانا احمد رضا خان صاحب کی تحریریں شستہ اور مضبوط ہیں جسے دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مولوی احمد رضا خاں صاحب ایک زبردست عالم دین اور فقیہہ ہیں۔ (رسالہ دیوبند صفحہ ۲۱، جمادی الاول ۱۳۳۰ھ بحوالہ طمانچہ ۴۰)

(۷) جناب مولوی اعزاز علی دیوبندی شیخ الادب

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم دیوبندی ہیں اور بریلوی علم وعقائد سے ہمیں کوئی تعلق نہیں مگر اس کے باوجود بھی احقر یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ احمد رضا خان بریلوی ہے کیونکہ میں نے مولانا احمد رضا خاں کو جسے ہم آج تک کافر، بدعتی اور مشرک کہتے رہے ہیں بہت وسیع النظر اور بلند خیال علو ہمت عالم دین صاحب فکر ونظر پایا ہے۔ آپ کے دلائل قرآن وسنت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں لہٰذا میں آپ کو مشورہ دوں گا اگر آپ کو کسی مشکل مسئلہ میں کسی قسم کی الجھن در پیش ہو تو آپ بریلی میں جا کر مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی سے تحقیق کریں۔ (رسالہ النور تھانہ بھون صفحہ ۴۰، ۱۳۴۲ھ طمانچہ صفحہ ۴۰)

(۸) جناب شبیر احمد عثمانی صاحب دیوبندی

مولانا احمد رضا خاں کو تکفیر کے جرم میں برا کہنا بہت ہی برا ہے کیونکہ وہ بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے مولانا احمد رضا خاں کی رحلت عالم اسلام کا ایک بہت بڑا سانحہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

(ہادی دیوبند صفحہ ۲۱، ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ، طمانچہ ۴۲)

(۹)صحافی جناب شورش کاشمیری ایڈیٹر چٹان لاہور

مولانا تھانوی نے فرمایا میرے دل میں احمد رضا خاں کے لئے بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بناء پر کسی اور غرض سے تو کافر نہیں کہتا۔ (چٹان ۲۲ اپریل ۱۹۶۳ء طمانچہ ۴۲)

(۱۰)بانی جماعت اسلامی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب

حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب کے بارے میں اب تک ہم لوگ سخت غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں ان کی بعض تصانیف اور فتاوٰی کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو علمی گہرائی میں نے یہاں پائی وہ بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے اور عشق خدا و رسول تو ان کی سطر سطر سے پھوٹا پڑتا ہے۔

(ہفت روزہ شہاب لاہور ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء طمانچہ ۴۲)

(۱۱)مشہور شیعہ مجتہد
سید عباس رضوی بمبئی خطیب اہل بیت

ایسے کڑے وقت میں بریلی کے متمول تعلیم یافتہ بزرگ خاندان سے احمد رضا خان صاحب قبلہ کی ذاتِ گرامی نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ زبردست جہاد اولیٰ کا درجہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے تن تنہا اتنے عظیم طوفان کا مقابلہ کیا، اقبال جیسے مفکر سے لوہا منوایا، غیروں سے تائید کرائی، اکابرین علماء مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ سے مہر تصدیق ثبت کرائی۔ ان کا کلام عشق رسول میں ڈوبا ہوا ہے اور ہمارے لئے ایک سبق ہے۔ کسی بھی مدرسہ فکر و خیال کے علماء ہوں مولانا احمد رضا خاں صاحب کا نام سن کر گردن نہ سہی دل ضرور خم کر دیتے ہیں اور یہ ادنیٰ اعجاز ہے محبّ اہل بیت ہونے کا۔ سچ تو یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں جیسے محبّ اہل بیت بزرگ صدیوں کے اُلٹ پھیر میں بھی پیدا نہیں ہوتے قدرت ان کو ایک خاص مقصد سے پیدا کرتی ہے اور یہ خود دین فطرت کی خدمت کے لئے وجود میں آتے ہیں۔

(ماہنامہ المیزان بمبئی، امام احمد رضا نمبر ا، اپریل، مئی، جون ۱۹۷۶ء، صفحہ ۵۵۰)

(۱۲)اہل حدیث (غیر مقلد) فاضل ڈاکٹر پروفیسر
محی الدین الوائی جامعہ ازہر مصر

رقم طراز ہیں جن علمائے ہند نے مروجہ علوم عربیہ و دینیہ کی خدمات میں اعلیٰ قسم کا حصہ لیا ہے ان میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔علوم ِعربیہ اسلامیہ کو آراستہ کرنے میں آپ کا بہترین ریکارڈ ہے آپ نے جس طرح علم فقہ، تفسیر حدیث وکلامِ تصوف وغیرہ علوم فروعات میں تصانیف فرمائی ہیں اسی طرح آپ کی بہت سی تصانیف ادب مثلاً صرف، بلاغت، شعر وانشا میں بھی ہیں نیز علومِ عقلیہ مثلاً منطق، ہیئت، حساب، فلسفہ وغیرہ علوم پر بھی آپ نے قلم اُٹھایا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے صرف ایک ماہ کی قلیل مدت میں پورا قرآن حفظ کرلیا تھا۔آپ کی علمی سرگرمیوں میں تصوف، اتقاء، پرہیز گاری کے بہترین نمونے ہیں جن کی بناء پر آپ بہت جلد سارے ہندوستان میں مشہور ہوگئے اور آپ کے پاس نور و معرفت کے پروانے ہر طرف سے آنے لگے۔آپ عالم محقق ہونے کے ساتھ بہترین نازک خیال شاعر بھی تھے جس پر آپ کے دیوان ''حدائق بخشش'' حدائق الحطیات ومدح رسول بہترین شاہد ہیں۔اس کے علاوہ فلسفہ، علم فلکیات، ریاضی اور دین وادب میں آپ ہندوستان کے صف اول کے ممتاز علماء وشعراء میں تھے۔آپ کی تصانیف مطبوعہ وقلمی عربی فارسی، اردو زبانوں میں ایک ہزار سے زائد ہیں۔

(ماہنامہ المیز ان بمبئی، امام احمد رضا نمبر ۲۶، مارچ ۱۹۷۶ء، صفحہ ۵۵۱، ۵۵۴)

(۱۳) حکیم عبدالحئی صاحب

(مولانا امام احمد رضا نے) کئی بار حرمین شریفین کا سفر کیا اور علماءِ حجاز سے بعض مسائل فقیہہ اور کلامیہ میں مذاکرہ بھی کیا۔ حرمین شریفین کے قیام کے دوران بعض رسائل بھی لکھے اور علمائے حرمین نے بعض سوالات کئے تو ان کے جوابات بھی تحریر کئے۔متون فقیہہ اور اختلافی مسائل پر ان کی ہمہ گیر معلومات، سرعت تحریر اور ذہانت دیکھ کر سب کے سب حیران و ششدرر ہ گئے۔فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر مولانا احمد رضا خاں کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے اور اس کے دعویٰ میں ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے نیز ان کی تصنیف ''کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم'' جوانہوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظّمہ میں لکھی تھی۔(نزہتہ الخواطر مطبوعہ حیدرآباد دکن، جز....... صفحہ ۳۹، ۴۱)

صرف چند ایک نمونے عرض کئے ہیں ورنہ یہ موضوع بھی ایک ضخیم دفتر کا تقاضا کرتا ہے۔

فصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ وحزبہ العظیم اجمعین.

ثم الجزء الثانی من الحقائق فی الحدائق ویلیہ الجزء الثالث انشاء اللہ تعالیٰ

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔پاکستان